

# عرضِ تمنا



سعید بدر



باسمِ رَبِّكَعْبَهُ



# عزیز متنا

بجنور سرور کائنات رسالت مآب ﷺ

صاحبزادہ محمد سعید احمد بدردقادی

المعروف بہ  
سعید بدرد

مقبول ایڈیٹری

یسرکلرز و ڈچوکازد و بازار لاهور

111455

## جملہ حقوق محفوظ

2012ء

ملک مقبول احمد	اہتمام
مقبول اکیڈمی	ناشر
انیس یعقوب	سرفروغ
0300-4151362	کمپوزنگ
خورشید مقبول پریس	مطبع
350 روپے	قیمت

### **MAQBOOL ACADEMY**

Chowk Urdu Bazar, Circular Road, Lahore.  
Ph: 042-37324164, 37233165 Fax: 042-37238241

10 - Dayal Singh Mansion, The Mall, Lahore.  
Ph: 042-37357058 Fax: 042-37238241  
email: maqbool@brain.net.pk

## انتساب

ہمارے دلوں کی دھڑکن، مزار اقدس شافع یوم انشور صلى الله عليه وسلم  
کے گنبدِ احقر کی ان رفعتوں کے نام جنہوں نے مجھ ایسے  
حقیر و پر تقصیر کو پستیوں سے نکال کر بلندیاں عطا کیں اور  
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہنے کی توفیق  
ارزانی کی۔

اگر سیاہ دلم داغِ لالہ زارِ تو ام  
اگر کشادہ جبینم گلِ بہارِ تو ام

# انتساب ثانی

افتخار مجاز

مقصود احمد چغتائی

سید محمد ظاہر

انجینئر محمد ندیم اشرف

محمد شعیب مرزا

حاجی محمد ایوب انصاری

علامہ عبدالستار عاصم

کے

نام

## حرفِ تشکر

توحید پرست، عاشق رسول مقبول ﷺ

وطن عزیز کے ممتاز ناشر اور ممتاز مصنف

ملک مقبول احمد صاحب کا

دل کی اتھاہ گہرائیوں سے

عقیدہ تمندانہ اور پر خلوص انداز میں

شکر گزار ہوں کہ انہوں نے

بہ کمال مہربانی ”عرضِ تمنا“ کو

حسن توجہ سے زیورِ طبع سے آراستہ و پیراستہ کیا

اللہ تعالیٰ انہیں دینِ دنیا میں جزائے خیر دے

مخلص

سعید ریدر

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے  
حکمران ہے اک وہی باقی بتانِ آزری



## ہرچہ کن در بزمِ شوق آورده ام

13		انتساب
15		معنون
17		عرضِ تمنا
21	(سعید بدر)	مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زبان میں
45	(متفرق اشعار)	تبرکات عالیہ
75	عبدالعزیز خالد	نب ونبیہ سعید بدر کا
76	پروفیسر جعفر بلوچ (مرحوم)	سعید بدر کا نعتیہ کلام
77	ڈاکٹر انور سدید	سعید بدر کی نعت نگاری
89	پروفیسر محمد اکرم رضا	زہے قسمت یہ بدرِ خوش نوا ہے
103		حمد رب العالمین
105		حمد رب ذوالجلال
110	بزبان فارسی	رحم کن! رحیما
112	اللہ تعالیٰ سے فریاد بزبان پنجابی	حمد الہی
120	کس قدر اے صاحبو! مجھ پر ہے اللہ کا کرم	حمد و نعت

- 122 احوال اُمت اے خدائے دو جہاں! جلوے ترے ہیں چار سو
- 123 نعت کیا ہے؟
- نعت جذب و شوق کی ہے اک ادائے دل نشیں
- 129 ۲۔ نعت خیر الوری ﷺ
- اے امام الانبیاء! اے رہنمائے اولیا
- 132 ۳۔ نعت رسالت مآب ﷺ
- ہر نگاہِ فتنہ خو سے پاک تر، محبوب تر
- 134 ۴۔ ارمغانِ نعت
- سر جھکا کر آ گیا ہے آپ کے در پر حضور ﷺ!
- 136 ۵۔ اشکِ ندامت
- خوشا! اشکِ ندامت جو گنہگاروں کے کام آیا
- 139 ۶۔ اے حکیم نکتہ در!
- اے شہنشاہِ زمن، میرِ حجاز!
- 143 ۷۔ فریادِ اُمت
- محسنِ انسانیت کی ولادتِ باسعادت
- 143 (الف) بعثت سے زمانہ قبل کی حالت زار اور نور ہدایت کی آمد
- کشتیء انسانیت گرداب میں تھی موجزن
- 145 (ب) عرضِ بحضور رسالت مآب ﷺ
- کوثر و تنیم کے مالک! حبیبِ کبریا!
- 146 (ج) سلامِ بحضور پر نور ﷺ
- السلام اے جانِ رحمت! کعبہ دنیا و دیں

- 147 (د) احوالِ اُمتِ اسلامیہ  
حالِ مسلم کیا کہوں؟ کس درجہ ہے سنگین ہوا
- 150 (ط) عرضِ غم  
کیا کہوں؟ کیسے کہوں؟ میں کچھ بتا سکتا نہیں
- 152 -۸ درودِ حضورِ مصطفیٰ ﷺ  
میں حضورِ مصطفیٰ جب پیش کرتا ہوں درود
- 154 -۹ سلامِ حضورِ رسالت مآب ﷺ  
الصلوة والسلام! اے سرورِ کون و مکاں
- 159 -۱۰ اے رحمتِ للعالمین ﷺ  
الصلوة والسلام! اے رحمتِ للعالمین
- 162 -۱۱ نعتِ مبارک  
رواں ہوں جانبِ طیبہ بہ دلِ ترسیدہ ترسیدہ
- 164 -۱۲ اسمِ اعظم  
میں لوحِ قلب پر اک نام جب تحریر کرتا ہوں
- 166 -۱۳ شاہِ اُمم ﷺ  
شاہِ اُمم کی یکتا عظمت ماشاء اللہ! سبحان اللہ!
- 167 -۱۴ میلادِ النبی ﷺ  
آج میلادِ النبی ہے آج ہے روزِ سعید
- 169 -۱۵ سراپا حضور ﷺ کا  
کیا خوب دُرُبا ہے سراپا حضور کا

- ۱۶۔ اے بزرگتبد کے کلیں! 170
- اے شفیق درد مندوں! رحمت للعالمین
- ۱۷۔ اسم جمیل 176
- دل سے اٹھی ہے صدا اے خوش نوا و خوش کلام
- ۱۸۔ اظہار واقعی 177
- مصدر لطف و عنایت چشمہ صدق و صفا
- ۱۹۔ اظہار کرم گستری 178
- میری ہستی قدر ذلت میں تھی مثل خالد خن
- ۲۰۔ خوش جمال ﷺ 179
- خوش ادا و خوش نوا و خوش لقا
- ۲۱۔ صلی اللہ علیہ وسلم 181
- صبح سعادت نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۲۔ شیشہ دل 184
- میں گنبد خضرا کی ضیاء دیکھ رہا ہوں
- ۲۳۔ بانی تہذیب دوروں 186
- محمدؐ اعتبار انس و جان میں
- ۲۴۔ نوائے محمد ﷺ 190
- نوائے خدا ہے نوائے محمدؐ
- ۲۵۔ مدینۃ النبی ﷺ 193
- مدینہ ایک شہر دل ربا ہے
- ۲۶۔ یا رسول اللہ ﷺ 209
- کبھی تو خواب میں جلوہ دکھائیں! یا رسول اللہ
- ۲۱۳۔ ہدیہ تبریک 213
- اصغر خاں نظیر لودھیانوی

215	ماہر اقبالیات پروفیسر محمد شریف بقاء (لندن)	محترم سعید بدر کی نذر
216	محمد حسین بے چین رجپوری (بدایونی)	بہ صد خلوص و نیاز
218	ڈاکٹر انور سعید	عرض تمنا
219	پروفیسر احسان الحق چیمہ	مکتوب گرامی
221	اسرار اعظمی	ہنگام نعت

درِ حبیب ﷺ تھا اور بے نوائی کا عالم  
بنامِ عرضِ تمنا تب اشک آنکھ میں آئے

مُعْنُونُ

بندۂ ناچیز، حقیر، تقصیر

”عرض تمنا“

کے اس ہدیہ حقیر کو

اپنے والد گرامی سائیں حکیم محمد یعقوب منیر عظیمی قادری

اور اپنی والدہ محترمہ رحمت بی بی کے اسمائے گرامی سے

مُعْنُونُ کرتا ہے.....

جن کی دعاؤں اور مساعی جلیلہ کی بدولت میرے قلب و ذہن میں

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چنگاری روشن ہوئی

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا

احقر

سعید بدایہ

بَلَّغَ لَعْنَةُ الْبِغْمَالِ

كُتِبَ الدُّجَى بِحَمَالِ

حُدَيْدِ جَمْعِ خِصَالِ

صَلُّوا عَلَيَّ وَآلِيَّ





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرضِ تمنا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم!  
یہ چند اشکِ ندامت ہیں  
جو آپ ﷺ کی نگاہِ کرم کے طفیل  
شکستہ و ریختہ لفظوں میں ڈھل گئے  
یا پھر..... عقیدت کے چند آنسو ہیں  
جو موتی ہیں اور نہ گوہر تابدار  
البتہ..... آپ ﷺ کے حسن توجہ کے طفیل  
ٹوٹے پھوٹے بے ربط الفاظ کی صورت اختیار کر گئے ہیں  
جسے لوگ ”نعت“ کہتے ہیں  
نعتِ نبی رحمت ﷺ  
لیکن..... آپ ﷺ کے غلاموں کا ادنیٰ ترین غلام  
آپ ﷺ کے کوچہ انور کے کتوں کا کتا

آپ ﷺ کے نام لیواؤں کی خاک پا کا حقیر ذرہ

بھلا کیسے جرأت کر سکتا ہے کہ وہ

آپ ﷺ کی نعت کہے

جس کے گناہوں کے بارگراں نے اُسے قبل از وقت بوڑھا کر دیا

کمر دوہری کر دی اور دل کا مریض بنا دیا

جسے اپنے اور بیگانے سبھی چھوڑ گئے

جس کے لئے بیوی اور اولاد..... آپ ﷺ کے حسبِ فرمان

اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے قرآن مجید کے ارشاد کے عین مطابق.....

”آزمائش“ ثابت ہوئے

اور جن لوگوں سے کبھی چھوٹی موٹی نیکی کی

وہ ظالم اور دشمن جاں ٹھہرے

میری تمام تر بے بضاعتی، دامنِ خالی

اور گناہوں سے ملوث تاریک دل اور

تیرہ و تار ذہن کے باوجود

یہ بے ربط جملے، حسنِ عمل سے خالی الفاظ

یہ بے معنی اور بے سوز حروف

آپ ﷺ کے عالی شان اور رفیع الدرجات دربار گوہر بار میں

پیش خدمت ہیں

مجھ سائچ میرزا اور ناچیز و ناکارہ

جو دراصل شعر و ادب کی اجد سے بھی نا آشنا ہے  
 اور لرزتے ہوئے ہاتھوں میں  
 ”عرض تمنا“ ! کی اٹیا لیے خریداروں کی صف میں  
 حاضر ہے اور عرض گزار ہے کہ  
 افسردہ دل، پژمردہ ذہن، لاغر تن،  
 بیمار و خستہ جسم بے قرار روح اور دل بیتاب  
 آپ ﷺ سے ..... جی ہاں! آپ ﷺ سے  
 نبی رحمت سے  
 رحمت للعالمین سے  
 شفیع المذنبین سے  
 دست بستہ، کانپتے اور لرزتے ہونٹوں سے  
 عرض گزار ہے اور فریاد کناں ہے  
 کہ ایک عاصی و خاطی کو  
 اپنے ”دامن رحمت“ میں  
 اپنی آغوش رحمت میں  
 تھوڑی سی جگہ عنایت فرمائیں!  
 اور امام بوسیریؒ کی طرح  
 اپنی چادر رحمت میں چھپالیں!  
 دنیا جہان میں بلکہ ہر دو جہانوں میں

آپ ﷺ کے بغیر  
 کوئی حامی نہیں، کوئی ناصر نہیں  
 کوئی مددگار نہیں  
 کوئی شافع نہیں، کوئی شفیع نہیں،

منہ چھپا کر مانگتا ہوں تجھ سے وہ سائل ہوں میں  
 یا پھر..... بقول آپ ﷺ کے مداح علامہ اقبالؒ کے

زندگی را از عمل ساماں نبود  
 پس مرا این آرزو شایاں نبود  
 شفقت تو جرأت افزاید مرا  
 شرم از اظہار این آید مرا  
 ہست شانِ رحمت گیتی نواز  
 آرزو دارم کہ میرم در حجاز

بخشش و مغفرت کا طالب

ذرہ ناچیز، گدائے حقیر پریشان و دلگیر

سعید بدای

## مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

سعید بدر

اہل دانش اور صاحبان علم و حکمت کا خیال ہے کہ عصر حاضر نعت گوئی کا دور ہے کیونکہ اس دور میں جس کثرت اور تواتر سے نعتیہ ادب سامنے آیا اور آقائے دو جہاں، فخر عالمیاں، رحمت العالمین، حاکم دین میں، زینت خلد بریں، نزہت گلستانِ دین، حاملِ تاج و نگین، صاحبِ دین متیں، سراپائے حسن و جمال، عشقِ مجسم، صاحبِ رُوئے منور اور گیسوئے پر خرم، عاشق و ہادی، اُمت، شافعِ محشر، حاملِ تاج ختم نبوت، صدر نشینِ بزم رسالت، آیتِ رحمن، منبعِ فیضان، سرچشمہِ ایمان و ایقان، دارائے امن و محبت، پیغمبرِ رحمت، پیکرِ عظمت، جانِ راحت، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثناء کی گئی اور ان کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا، عصر حاضر ہی نہیں، بلکہ ہر دور میں ہر زمانے میں اور ہر عہد میں حتیٰ کہ ہر ملک، ہر علاقے اور ہر خطے میں، نبی آخر الزماں، حسنِ مجسم، سرورِ عالم، محرمِ یزداں، جلوۂ ایمان، حاصلِ قرآن، عظمتِ آدم، روحِ دو عالم، رہبرِ دنیا و دین، اہل نظر کے قبلہ و کعبہ، ساقی کوثر و تسنیم، مالکِ زمزم، روحِ منزہ، نفسِ مکرم، نازشِ ملت، شانِ نبوت، جانِ معیشت، تابشِ فطرت، شوکتِ انساں، پیکرِ ایمان، منبعِ عرفاں کی تعریف و توصیف میں اتنا کچھ لکھا گیا کہ اس کا شمار یا گنتی ممکن ہی نہیں بلکہ سچ پوچھے تو امر محال ہے۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہی جانے والی پہلی نعت کے متعلق محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ دراصل نعت کے اولین نمونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عالیہ سے پہلے کی روایات میں ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان میں

سے کچھ نمونے الہامی صحائف کے ان مندرجات میں شامل ہیں جو آپ کے مبشرات سے متعلق ہیں۔ آپ کے عہد ولادت باسعادت سے پہلے کے علماء، رہبان، احبار، موحدین، متکلمین اور مجتہدین کے نزدیک ان مندرجات کو توجہ خاص حاصل تھی۔ اس کا بڑا سبب یہ تھا کہ اس زمانے کے اہل بصیرت اور دینی شعور رکھنے والے افراد بڑی شدت کے ساتھ اس نبی کی آمد کے انتظار میں تھے جس کی بشارت گذشتہ صحائف اور آسمانی کتب میں دی گئی تھی۔ رسول کریم و عظیم کی تعریف و ثناء میں کہے گئے اشعار کا موضوع اسی ”نبی منتظر“ سے متعلق ہے جس کے زمانے تک زندہ رہنے اور جسے دیکھنے کی شدید خواہش کا اظہار بعثت سے قبل کے اشعار میں موجود ہے۔ مبشرات کے ضمن میں قدیم روایت یمن کے بادشاہ ”تبع الحمیری“ سے منسوب ہے جس نے یمن سے نکل کر جزیرہ نمائے عرب کے علاوہ ایران پر حملہ کیا تھا، مکہ کے بعد وہ مدینہ پر بھی حملہ آور ہوا۔ اس کا اصل نام تیان السعد ابو کرپ تھا۔ کئی ماہ تک اس نے مدینہ کا محاصرہ کئے رکھا، آخر بنو قریظہ کے عالموں نے اُسے اس ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔ دراصل بہت سے یہودی اطراف و اکناف سے نکل کر ”نبی منتظر“ کے انتظار میں مدینہ آ کر آباد ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا۔

ہی مهاجر نبی یخرج من هذا الحرم من قریش فی آخر الزمان

یکون ہو دارہ، وقرارہ۔ (ابن ہشام السیرۃ النبویہ)

ترجمہ: ”یہ وہ جگہ ہے جہاں آخری زمانے میں حرم مکہ سے ہجرت

کر کے ایک نبی تشریف لائیں گے وہ قریش خاندان سے ہوں گے

اور یہ جگہ ان کا گھر اور جائے قرار ٹھہرے گی۔“

تبع اہل مدینہ سے آنے والے نبی کے اوصاف و کمالات کا سن کر آپ ﷺ کا

گرویدہ و دلدادہ ہو گیا اور اس نے ممدوح موعود کے حضور عقیدت کے طور پر اپنے

خیالات پیش کرتے ہوئے کہا۔

شهدت احمد انہ رسول من اللہ باری النسم

فلو مد عمری الی عمره لکنت و زیرانہ وابن عم

مزید کہا:

یسمی احمد یالیت انی

اعمر بعد مبعثہ بعام

(ابن رشیق القروانی ابن علی الحسن)

تبع الحمیری کے یہ وہ نعتیہ اشعار ہیں جو اس نے آقائے دو جہان کی ولادت باسعادت سے کم و بیش ایک ہزار سال قبل کہے تھے۔ ہماری رائے کے مطابق ان اشعار کو ”پہلی نعت“ قرار دیا جاسکتا ہے۔

صدیوں کے طویل انتظار کے بعد آخر کار وہ صبح سعادت طلوع ہوئی اور آپ اس دنیائے ظاہری میں جلوہ افروز ہوئے لیکن یتیمی کی حالت میں۔ والدہ ماجدہ حضرت آمنہ اور والد گرامی حضرت عبداللہ دونوں ہی ولادت باسعادت سے قبل دنیا سے پردہ فرما چکے تھے۔ دادا حضرت عبدالمطلب بقید حیات تھے جنہوں نے آپ کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔ پیدائش پر انکی زبان سے کچھ اشعار جلوہ فگن ہوئے جن میں سے ایک یہ ہے:

الحمد لله الذی اعطانی

هذا العلام الطیب الاردان

دادا حضرت عبدالمطلب کے بعد چچا حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی کفالت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے متعلق ان کا طویل نعتیہ قصیدہ ملتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا چنانچہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے

اونٹ کی سواری کے دوران میں آپ ﷺ نے اُن سے یہ قصیدہ سننے کی فرمائش کی تھی۔  
حضرت ابوطالبؓ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ  
حَتّٰى اَوْسَدَ فِي التُّرَابِ دَفِيْنًا

”خدا کی قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ آپ ﷺ تک نہیں پہنچ سکتے جب  
تک مجھے دفن کر کے مٹی میں ٹیک لگا کر لٹانہ دیا جائے۔“

فَاُصْدَعِ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَافَةٌ  
وَابْشِرْ وَقَرَّبِ ذَاكَ مِنْكَ عُيُونًا

آپ ﷺ اپنا کام کئے جائیں، آپ ﷺ پر کسی قسم کی تنگی نہیں  
آپ ﷺ خوش رہیں اور اسکے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کئے جائیں  
ان اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ کفار مکہ نے جب آپ ﷺ کو ایذا رسانی  
شروع کی تو حضرت ابوطالبؓ نے آپ ﷺ کی کتنی مدد فرمائی، تعاون کیا اور کس قدر  
حوصلہ افزائی کی۔

حضرت ابوطالبؓ ہی نہیں حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ کے اشعار بھی تاریخ کے  
اوراق نے محفوظ کر رکھے ہیں۔ حضرت حمزہؓ فرماتے ہیں۔

حَمِدْتُ اللّٰهَ حِيْنَ فُوَادِي  
اِلَى الْاِسْلَامِ وَالِدِيْنَ الْمُنِيْفِ  
وَاَحْمَدُ مُصْطَفًى فَيُنَا مَطَاعًا  
فَلَا تَفْشُوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيفِ

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو



اسلام اور بلند مرتبہ دین کی توفیق بخشی  
 اور احمدؑم میں سے برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے  
 لہذا تم اُن کے سامنے ناملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا  
 حضرت عباسؑ بن عبدالمطلب نے اپنے اشعار میں آپ ﷺ کو شاندار خراج  
 عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ  
 ”آپ ﷺ پہلے سایہٴ خاص میں بسر کر رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ بستی میں اترے  
 مگر آپ ﷺ ابھی بشر نہ تھے۔ نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی بلکہ آپ ﷺ صافی  
 تھے۔ آپ ﷺ آتش خلیل میں اُترے چھپے چھپے آپ ﷺ اُن کی صلب میں تھے تو وہ  
 کیسے جلتے تا آنکہ آپ ﷺ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ ہوا جو خندق جیسی رفیع  
 المرتبت خاتون کا ہے۔

وَأَنْتَ لَمَّا أَشْرَقَتِ الْاَرْضُ

وَضَافَتْ بِنُورِكَ الْاَفْقَ

وَنَحْنُ فِي ذَلِكَ النَّضِيَا وَفِي النُّورِ

وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَحْنُ تَرْقُ

اور جب آپ پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمیں

اور روشن ہو گئے آفاقِ سماوی آپ کے نور سے

تو اب ہم لوگ اسی روشنی اور اسی نور میں

ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں نکال رہے ہیں

حضرت عبدالمطلب، حضرت ابوطالب، حضرت حمزہؑ اور حضرت عباسؑ نے ان  
 اشعار سے اپنی نسلی، نسبی، فصاحت، بلاغت اور شعر و سخن میں قادر الکلامی سے قوم کے

نوجوانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کی وضاحت کر دی۔ ابن رشیق کی تصریح کے مطابق بنو عبدالمطلب کے مردوزن میں سوائے نبی کریم ورحیم کے کوئی بھی ایسا فرد نہ تھا جو شعر و سخن کا ذوق نہ رکھتا ہو اور خود بھی شعر نہ کہتا ہو۔ تاریخ کی ورق گردانی کریں تو ہمیں آپ کی شان میں حضرت فاطمہ الزہراءؑ، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے اشعار بھی ملتے ہیں۔

اسی طرح عطاءے نبوت کے بعد آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے چچا ورقہ بن نوفل جنہوں نے نزول وحی کی کیفیات کا ادراک کیا تھا لیکن اس کے باوجود اسلام لانے کے بارے میں اپنی کوتاہی قسمت پر اظہار افسوس بھی کیا تھا۔ انہوں نے اپنے جذبات کا یوں اظہار کیا تھا۔

هذی خدیجہ تبتینی لاخبرها  
ومالنا یخفی الغیب من خبر  
بان احمد یاتیہ فی خبرہ  
جبریل انک مبعوث الی البشر  
فقلت علی الذی ترجین ینجزہ  
لا الالہ فرجی الخبر وانتظری

(ابن حجر عسقلانی)

بائیں ہمہ ہمارے خیال میں اللہ تعالیٰ نے جب لوح محفوظ پر قرآن مجید کو ثبت کیا تو اس وقت پہلی نعت و رطہ تحریر میں آگئی تھی کیونکہ اہل فکر و نظر کے نزدیک قرآن حکیم بجائے خود حضور پر نور عزت مآب فضیلت درجات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت ہی کا درجہ رکھتا ہے۔ محترمہ و مکرمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وَكَانَ خُلُقُهُ قُرْآنَ

اور ان کا خلق و سیرت قرآن ہی تو ہے۔

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا:

”کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟“

اس شخص نے کہا۔

”ہاں! قرآن تو پڑھا ہے۔“

اس پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو کچھ فرمایا اس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

”جو کچھ قرآن میں الفاظ کی صورت میں ہے وہ حامل قرآن کی

سیرت میں عمل کی صورت میں موجود ہے۔“

یقیناً رسول مقدس و منور کی ذاتِ بابرکات قرآن حکیم کی ایک متحرک تصویر ہے۔

ایک کتاب کی صورت میں نازل شدہ قرآن ہے اور ایک ذاتِ رسول اقدس و اکرم کی

صورت میں چلتا پھرتا قرآن ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کی تصدیق قرآن نے ان الفاظ

میں کر دی:

إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٌ - (القلم - ۴)

”یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک آپ ﷺ اخلاق میں بہت

بڑے درجہ اور مقام پر ہیں۔“

حبیب کبریا، خاتم الانبیاء، بحر عنایت، قلزم شفقت، شان نبوت، تابش فطرت،

حامل دانش و حکمت، مہر طریقت، شمع شریعت، پیکر رفعت و سخاوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ -

یعنی ”میں اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔“

غرضیکہ کیا دوست کیا دشمن و اعداء سبھی نے آپ کے حسن اخلاق اور بلند کردار کی تصدیق و تائید کی جس کا ثبوت یہ ہے کہ بعثت نبوی ﷺ سے قبل ہی آپ کفار مکہ میں ”الصادق والامین“ کے القابات سے معروف تھے۔

شاہ روم ہرقل نے جب تجارت کے لئے روم آئے ہوئے عرب قافلہ کے ارکان کو دربار میں طلب کیا اور سالار قافلہ ابوسفیان نے آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور بلند کردار کی بڑھ چڑھ کر تعریف کی (حالانکہ اس وقت وہ خود بھی مسلمان نہیں ہوا تھا)۔ تو اس نے بھی آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔

گویا قرآن مبین اور احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کے جس ”خلق عظیم“ کا بار بار ذکر خیر آیا ہے۔ اس کو دوسرے الفاظ میں آپ ﷺ کی ”نعت“ ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ قرآن پاک سے قبل زبور، تورات اور انجیل کے علاوہ دیگر صحائف کبریٰ میں بھی آپ کا ”ذکر خیر“ بکثرت آیا ہے، وہ ذکر اگر نعت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

گویا آپ ﷺ کا اخلاق، آپ ﷺ کا کردار اور آپ ﷺ کے کارنامے سبھی کچھ ”اخلاق حسنہ“ کی ذیل میں آتے ہیں اور اسی اخلاق اور اوصاف و محاسن کے ذکر کا دوسرا نام ”نعت“ ہے۔

مشہور محقق اور دانش ور سید قاسم محمود مرحوم نے اپنے اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں ”نعت“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے مسلمانوں کو جو محبت، عقیدت اور قلبی وابستگی ہے اور انہوں نے جس طرح آپ ﷺ کے حالات، ارشادات اور فرمودات، حلیہ مبارک، شمائل، اخلاق و عادات اور معجزات کو محفوظ کیا ہے وہ تاریخ عالم کا سنہری باب ہے۔ ذکر الہی کے بعد ذکر رسول ﷺ کو ایمان کی تکمیل اور افضل ترین عبادت کہا گیا ہے۔ فارسی اور اردو زبان میں نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف کو ”نعت“ کہہ جاتا ہے جبکہ عربی زبان میں اس کے لئے ”مدح النبی“ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔“ عربی میں سب سے پہلے جو نعتیہ اشعار لکھے گئے، وہ

”قصیدہ“ کہلاتے تھے۔ عربوں میں دراصل قصیدے ہی کا رواج تھا۔ حیران کن بات ہے کہ قرآن پاک میں بظاہر ”نعت“ کا لفظ کہیں استعمال نہیں ہوا۔ یہ لفظ اپنے مروجہ عمومی لغوی معنی سے ہٹ کر اس وقت مرکز توجہ بنا جب خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے لئے ”واصف یا و صاف“ کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے ”ناعت“ کا لفظ استعمال فرمایا۔

”يقول ناعته لم اقبله ولا بعده، صلى الله عليه وسلم“

”آپ ﷺ کا ناعت (وصف بیان کرنے والا علی) کہتا ہے کہ آپ

ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ ﷺ جیسا نہ دیکھا۔“

گویا عربی زبان میں مدح یا تعریف کرنے یا وصف بیان کرنے کو ”نعت“ کہتے ہیں۔ چاہے وہ نظم میں ہو یا نثر میں۔

”تاج العروس“ میں علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں کہ ”نعت کا مادہ ن ع اور ت ہے۔ یہ لفظ جب باب ”فتح یفتح“ سے آئے تو اس کا معنی وصف ہوتا ہے اور باب ”تقبل یتقبل“ سے آئے تو اس کا مطلب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ہوتا ہے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ”نعت کا تعلق بنیادی طور پر بیان حسن سے ہوتا ہے اور وصف میں ”حسن و فتح“ دونوں بیان کئے جاسکتے ہیں جبکہ نعت صرف اور صرف ”حسن و خوبی“ ہی کے بیان کیلئے ہی آتی ہے۔ ”ثعلب مصری“ نے نعت اور وصف میں یہ فرق لکھا ہے کہ ”نعت ذی جسم کی ہو سکتی ہے اور توصیف کیلئے شخصیات ضروری نہیں۔“

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ”اللَّهُ يُوصَفُ وَلَا يَنْعَتُ“ یعنی ”اللہ کی توصیف ہو سکتی ہے لیکن نعت نہیں ہو سکتی“ اس لئے کہ نعت میں شخصیات ضروری ہیں۔ اظہری نے نعت کا معنی ”العقيق السابق“ بھی لکھا ہے۔ اس اعتبار سے نعت صرف اس ذات کی ہو سکے گی جو اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ قدیم اور اوصاف و کمالات کی حامل ہو اور ان میں سب سے آگے ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ ذات پاک صرف حضور انور صلی اللہ

علیہ وسلم ہی کی ہو سکتی ہے بلکہ ہے۔ لسان العرب میں ابن منظور نے نعت کا معنی کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر انواع و اقسام سے ”افضل ہونا“ لکھا ہے۔ ”صحاح“ میں جوہری نے لکھا ہے۔ نعت جس وقت باب ”کرم یکرم“ سے آئے تو اس کا معنی چہرے کا حسین اور خوبصورت ہونا ہوتا ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے جس میں رسول کرم و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود لفظ نعت کو ”خواص“ بتانے کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذات الجنب ورسا  
وقسطا وزیتا یلدبہ“۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذات الجنب کے لئے اس نسخہ کی  
بہت تعریف فرمائی ہے۔ درس عود ہندی پبلس کر اور زیتون کا تیل  
شامل کر کے سینے پر لپ کیا جاتا ہے۔

یہاں لفظ نعت کو ”مفہوم“ یا تعریف کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

”نعت لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو یہ“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے ماں باپ کا حلیہ بیان فرمایا۔  
یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ نعت سے ”حلیہ“ کے معنی لئے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشهر هكذا وهكذا

وصفق محمد بن عبید بیدیدہ ینعتہا ثلاثہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”مہینہ ایسے بھی ہے اور

ایسے بھی۔ محمد بن عبید نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے تین مرتبہ

اشارہ کیا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں نعت کا مفہوم لفظ اشارہ کے طور پر استعمال فرمایا ہے۔

ویقول ناعته لم از قبلہ ولا بعدہ مثلہ۔

”آپ ﷺ کا نعت خواں یہی کہے گا کہ میں نے آپ ﷺ جیسا نہ پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں دیکھوں گا۔“

کیف تجد نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة۔  
تورات میں درج ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کیسے پاتے ہیں۔

بعض صوفیا کرام کے اقوال سے مترشح ہوتا ہے کہ نعت کا معنی ”شان“ بھی آتا ہے۔ عربی کی طرح فارسی زبان میں نعت کا لفظ اپنے عمومی مفہوم وصف بیانی اور خصوصی معانی میں ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اردو میں اگرچہ اس کا معنی ”وصف گوئی“ ہوتا ہے لیکن اب یہ لفظ صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کے تذکرے کے ساتھ ”خاص“ ہو گیا ہے۔ کسی اور ذات یا شخصیت کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔

نعت اور آثار روایات کی مدد سے نعت کے جو مفہاہیم و مطالب حاصل ہوتے ہیں ان کی ترتیب ذیل میں ہے:

- |     |                  |     |                                           |
|-----|------------------|-----|-------------------------------------------|
| (۱) | اوصاف بیان کرنا۔ | (۲) | احوال بیان کرنا۔                          |
| (۳) | حلیہ واضح کرنا۔  | (۴) | تعریف میں مبالغہ کرنا۔                    |
| (۵) | سفارش کرنا۔      | (۶) | نقل کرنا یا نقل اتارنا۔                   |
| (۷) | جوہر سامنے لانا۔ | (۸) | کسی جنس کا اپنی انواع پر فضیلت ثابت کرنا۔ |

- (۹) عمدہ صفات رکھنا۔ (۱۰) کسی شے کا قدیم الاصل ہونا۔  
 (۱۱) دوڑ میں آگے بڑھ جانا۔ (۱۲) صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا۔  
 (۱۳) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تحمید بجالانا۔

نعت کے مذکورۃ الصدر لغوی معنی و مطالب کی روشنی میں اصطلاح نعت کا موضوع آسانی سے متعین کیا جاسکتا ہے۔ نعت کا دار و مدار چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مسعود ہے اس اعتبار سے آپ ﷺ کی ذات سے لے کر صفات تک آپ ﷺ کے افکار سے لے کر آپ کے اعمال تک زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو نعت کا موضوع نہیں بن سکتا۔ اخلاق، سیرت، معجزات، غزوات، خطبات، عبادات، معمولات، عادات، تعلیمات، غرضیکہ سب تک نعت کا دامن وسیع ہے اور پھیلا ہوا ہے۔ نعت کا تعلق چونکہ نثر اور نظم دونوں سے ہے اس لئے رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کا نعتیہ ورثہ بے حد بسیط و وسیع ہے۔ یہ صحابہ کرام کا نعتیہ ذوق و شوق ہی تھا کہ ہمارے رسول رحیم و کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے لمحہ لمحہ اور پل پل کو انہوں نے شعر و ادب کی صورت میں محفوظ کر لیا جو قوموں کے ترقی و عروج کا باعث ٹھہرا اور اس سے پوری انسانیت نے جلا پائی۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ ابداً آباد تک جاری و ساری رہے گا۔

ممتاز عالم دین علامہ سید ریاض حسین شاہ کا کہنا ہے کہ ”احکام شریعت کی روشنی میں اس موضوع پر دو طرح سے بحث کی جاسکتی ہے۔ ایک تو ایمان کے ساتھ اور دوسرے جذبہ ایثار اطاعت اور عمل کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔“

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا، آپ ﷺ کا ذکر کرنا، آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنا، آپ ﷺ کی سیرت کی جستجو اور تحقیق کرنا۔ آپ ﷺ کے رجحانات اور میلانات اپنانا، آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کو سمجھنا۔ آپ ﷺ کی دعوت کریمانہ و حکیمانہ کو توجہ سے سننا۔ آپ ﷺ کے ایک ایک عمل و قول کو محفوظ کرنا اور آپ ﷺ کے علمی اور دینی سرمایہ کو اگلی نسلوں تک پہنچانا تقاضائے شریعت مطہرہ ہے اور یہ سب کچھ نعت کا



موضوع ہے۔ اس اعتبار سے نعت کہنا، نعت سننا، نعت پڑھنا، نعت پسند کرنا شریعت کا اولین مقصد ہے۔ اس طرح قرآن میں نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نمٹ اور لازوال نقش ہے۔ نثر کے میدان میں عظیم الشان صحابہ کرام نے شریعت کا منشا و مقصد پورا کیا۔ البتہ شعری نعت کے میدان میں عقیدتوں، محبتوں اور کیفیتوں کی بھرمار ہے۔ تلمیحات، استعارات اور تشبیہات کے آئینہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کی بلا حد و شمار سعی و کوشش کی گئی ہے لیکن آپ ﷺ کی صورت و سیرت، حسن و جمال، رنگ و ڈھنگ، ادا و اطوار، دعوت و تعلیم، صدق و امانت، صفات و تہذیب، معیشت و سیاست، آیات و معجزات، عدالت و نجابت، حرب و ضرب، سراپا اور واقعات، امانت و دیانت، جو دوسخا اور فضل و عطاء، علم و حلم، کوتاہی و ضرورتوں کے تحت نعت کے دامن میں سمونے کی بھرپور کوشش نہیں کی گئی۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ ضرورت جوں کی توں موجود ہے۔

نعت کا دوسرا تعلق ”جذبہ ایثار و عمل“ سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک، آپ ﷺ کے ظاہر و باطن اور آپ ﷺ کی سنت و ادا کو اللہ تعالیٰ نے واجب التعظیم اور واجب الاطاعت قرار دیا ہے..... اور وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے ہر قول، ہر فعل اور ہر سنت کو تا قیامت زندہ رکھے گا۔ گویا حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات مقدسہ کے مختلف پہلو جس وقت کلام بلاغت نظام میں سج کر سامنے آئیں گے تو وہ نعت ہی قرار پائیں گے۔ جہاں تک آپ ﷺ کی مدح و ثنا کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں کوشش تو کی جاسکتی ہے لیکن اس کا کما حقہ حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ بلاشبہ یہ مشکل و دشوار کام ہے اہل سنت و جماعت کے امام مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلویا ارشاد گرامی ہے:

”حقیقتاً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے

ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر شاعر بڑھتا ہے تو

الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہو جاتی ہے۔ البتہ

حمد الہی آسان ہے۔ اس میں راستہ صاف ہے۔ انسان جتنا چاہے آگے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اس جانب اصلاً کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی (اور پابندی) ہے۔ کتاب و سنت کا تقاضا ہے کہ دنیا کا ہر انسان بالخصوص مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے رنگ میں ڈھل جائے۔

ہم نے عرض کیا تھا کہ ”قرآن مجید نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نمٹ اور لازوال نقش ہے۔“ لیکن قرآن چونکہ رب ذوالجلال والا کرام کا آخری پیغام اور منشور حیات ہے اس لئے اس کا اپنا ایک خاص انداز ہے۔ قرآن حکیم کو دراصل انسان کے بنائے ہوئے شعروں، پیانوں، خود ساختہ عروض سے ناپا نہیں جاسکتا۔ یہ آسمانی صحیفہ بے حسی کا نظام ربوبیت کا احیا و ترویج ہے۔ نعت صدیوں سے لکھی جا رہی ہے۔ اس کا مقصد سرور کائنات، فخر موجودات کے حسن سیرت، ذکر خیر اور شمائل و خصائل کے بیان سے وقف ہو کر جہان معنی پیدا کر چکی ہے۔ نعت اوزان و بحر کے پیانوں کی رعایت سے معرض وجود میں آتی ہے لیکن واضح رہے کہ قرآن حکیم میں نعت اس انداز اور اس ہیئت میں رقم نہیں ہوئی۔ خالق کائنات نے قرآن میں نعت کا اپنا خاص انداز اپنایا ہے جو اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔ دراصل قرآن حکیم نے ہمیں نعت کہنے کا طریقہ، قرینہ اور سلیقہ سکھایا ہے۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

یعنی رہے آدابِ شریعت ملحوظ

(امام احمد رضا بریلوی)

جہاں تک قرآن پاک کے اسلوب نعت کا تعلق ہے تو یہ بات کسی خوف و تردید کے بغیر کہی جاسکتی ہے کہ قرآن حکیم کے تتبع میں ایک بھی مصرع نہیں کہا جاسکتا اور اس کی مثیل ایک بھی جملہ تحریر نہیں کیا جاسکتا۔

”قرآن پاک میں نعت رسول مقبول“ کے موضوع پر ایک طویل و ضخیم مضمون ہی نہیں بلکہ ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ  
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَسَلِّمُوا

عليه تسليماً۔ (احزاب آیت: ۵۶)

یعنی ”اللہ تعالیٰ خود بھی اور اس کے تمام فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں اور سلام بھیجتے ہیں اس لئے اے اہل ایمان تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو“۔

اس اعتبار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ”درود و سلام“ بھی نعت ہی کے زمرے میں

آتے ہیں۔

بلند پایہ دانشور اور ممتاز ادیب جناب ممتاز حسن نے لکھا ہے کہ  
 ”میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور رحمت للعالمین کی ذات گرامی سے قریب لائے جس میں حضور ﷺ کی مدح ہو یا حضور ﷺ سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے جس میں محض پیکر نبوت کے صوری محاسن سے لگاؤ کی بجائے مقصد نبوت سے دل بستگی پائی جائے رسالت مآب ﷺ سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضور ﷺ کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو“۔

قرآن مقدس کو اگر نعت تسلیم کیا جائے تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ سب سے پہلی نعت خود ذات باری تعالیٰ نے اپنے خاص انداز میں کہی ہے جس کی طرف ممتاز و معروف شاعر گرامی نے بھی اشارہ کیا ہے۔

ازل گیرذ ابد گیرذ قضا گیرذ قدر گیرذ

رکابش را، عنانہ را، عنانہ را، رکابش را

گرامی سے قبل ایران کے بلند و بالا شاعر اور نعت نگار عبدالرحمن، نورالدین جامی

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

نہ تنہا است جامی نعت خوانش

خدائے ما۔ ثنا خوان محمد ﷺ

فارسی کے بلند پایہ شاعر مصلح الدین سعدی شیرازی نے خوب لکھا ہے:

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضاداری

آنچه خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

ایک اور شاعر نے تحریر کیا ہے:

آفاق ہا گردیدہ ام، مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام، اما تو، چیزے دیگری

اسد اللہ خاں غالب نے لکھا ہے:

غالب ثنائے ز خواجہ ﷺ بہ یزداں گذاشم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد ﷺ است

نعت نگاری جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا ہے کوئی آسان اور سہل کام نہیں، یہ جان

جو کھوں کا کام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نعت نگاری دشوار ترین صنف سخن ہے جس میں

”احتیاط اور آداب و احترام“ کو ملحوظ خاطر رکھنا لازمی و ضروری ہے کیونکہ نعت نگاری

میں اگر آپ حد سے تجاوز کر جائیں تو آپ ”الوہیت“ کی سرحدوں کو کراس کر جائیں

گے اور اس طرح شرک و کفر کے مرتکب ٹھہریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حکیم الامت علامہ

اقبال نے فرمایا تھا:

خمش! اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

یوں لگتا ہے کہ علامہ اقبال کا یہ شعر قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ یا ایہا الذی امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض (المجرات: ۲) کا ترجمہ ہے جس میں کہا گیا ہے:

”اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان سے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں بولتے ہو۔“

یہ حکم بھی اس وقت دیا گیا جب بعض بدو حضرات آپ ﷺ کو بلند آواز سے گویا چیخ کر بلایا کرتے تھے۔

نعت کا حقیقی تصور نبی کریم و رحیم کی سیرت مطہرہ کے جملہ پہلوؤں اور آپ ﷺ کی بعثت کی جو اہمیت نوع انسانی اور جملہ موجودات کے لئے ہے اُسے نمایاں کرنا ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب حضور ختمی مرتبت سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ ایسا قلبی تعلق موجود ہو جو صوری محاسن سے لگاؤ سے ماورئی بطور رسول کائنات اور محسن اعظم مقصد نبوت اور آپ ﷺ کی حقیقی عظمت کا عالمگیر مناظر میں عکاس ہو۔

کسی پنجابی شاعر نے خوب کہا ہے:

ع بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگا ہے ڈھوئی  
اور یہ مقام توفیق ایزدی ہی سے نصیب ہوتا ہے اس کی نگاہ کرم ہو تو تمام  
معاملات خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے ”اسرار و رموز“ میں رسول امین و محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نور نظر اور لخت جگر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارے

میں کیا خوب فرمایا ہے۔

آں ادب پروردہ تسلیم و رضا است

آسیہ گردان و لب قرآن سرا است

یعنی ”حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ادب اور تسلیم و رضا کے ماحول میں پلی ہوئی ہیں جن کے ہاتھ مبارک چکی پیستے ہیں اور ہونٹ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔“  
”ادب پروردہ“ کی کیا عمدہ ترکیب استعمال کی گئی ہے۔

نعت کیا ہے؟ دھار ہے تلوار کی یا پل صراط

جس میں چلنے کا ہے کس میں حوصلہ؟ کس کی بساط؟

ممتاز فارسی شاعر عرفی نے نعت کے حوالے سے خوب کہا ہے کہ:

عرفی مشابہ این رہ نعت است نہ صحر است

ہشدار کہ رہ بروم تیغ است قدم را

سچی بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کہتے ہوئے حروف اور الفاظ

عاجز آجاتے ہیں اور معانی ہیں کہ دم توڑ دیتے ہیں۔ اس کے باوجود حضرت ابوطالب

اور ورقہ بن نوفل سے لے کر آج تک حضور خاتم النبیین کی تعریف و توصیف کا سلسلہ

جاری و ساری ہے۔ مکہ سے مدینہ ہجرت کے دوران آپ ﷺ اُمّ معبد سے ملتے ہیں تو

اس خاتون عالیہ نے جب اپنے خاوند سے آپ ﷺ کی تعریف و تحسین کی تو وہ سنتے ہی

ورطہ حیرت میں ڈوب گیا۔ اہل تحقیق نے اُمّ معبد کے ان اقوال کو ”نعت“ کا درجہ دیا ہے۔

جب آپ ﷺ مدینہ کے قریب بستی قبا میں پہنچتے ہیں تو وہاں کی بچیوں نے والہانہ

اور معصومانہ انداز میں جو تارتخ سز نغمہ گایا تھا اُسے ”بہترین نعت“ قرار دیا گیا ہے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوُدَاعِ

چاند نکل آیا ہے  
کوہ وداع کی گھاٹیوں سے

عہد حاضر میں علامہ اقبالؒ منفرد شاعر ہیں جنہوں نے براہِ راست نعت کو موضوعِ سخن نہیں بنایا مگر جہاں کہیں وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اور اسمِ گرامی تصور میں لاتے ہیں تو پھر عشق و محبت کے بے تاب سوتے آپ ہی آپ پھوٹنے لگتے ہیں۔ ان کے کلامِ بلاغت نظام میں علوِ خیال، ادب و احترام، رقیقِ القلمی اور سوز و گداز کی کیفیت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ملکوتی فضاؤں میں شہپر جبریلؑ پر پرواز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت پر مبنی کلامِ اقبال نے عصر حاضر میں مسیحائی کا کام دیا اور بت خانہ ہند میں قیام پاکستان کی بنیاد رکھی۔ گویا نعت سے ملت اسلامیہ کی بیداری و اصلاح کا کام بھی لایا جاسکتا ہے مگر

انہی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

”عرض تمنا“ نظر بظاہر نعتوں کا گلدستہ ہے جو انتہائی عقیدت و احترام اور خلوص دل سے سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا ہے۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

مجھے اعتراف ہے کہ بندۂ بنیادی طور پر شاعر ہے اور نہ شاعری کے قواعد و ضوابط اور رموز و اسرار سے واقف۔ شعر گوئی کے لئے علمِ عروض کا جاننا لازم ہے لیکن ناچیز اس علم سے بے بہرہ ہے۔ اس لئے ناچیز نے ”تک بندی“ کا سہارا لیتے ہوئے اپنے ”جذبات و احساسات“ کا اظہار کر دیا ہے۔ مقصد محض یہ تھا کہ اپنی ”گریہ وزاری“ اور ”آہ و فریاد“ کو فخر عالمیاں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں کسی نہ کسی طرح لیکن بصد ادب پیش کیا جائے۔

نعت کیا ہے درد کے قصوں کی گٹھڑی پھولنا

پھر حسین لفظوں سے ان کو جان و دل سے رولنا

نعت کیا ہے؟ کملی رحمۃ اللہ علیہا والے سے تعلق جوڑنا

ماسوی اللہ سے بتوں سے رشتے ناطے توڑنا

یا پھر.....

نعت کیا ہے؟ دل کے ٹوٹے تار پھرنے جوڑنا

اور اُن کو گنبد خضریٰ کی جانب موڑنا

گویا یہ میرے لامتناہی درد و غم اور رنج و الم کے اُن قصوں کی کہانی ہے جن سے میں زندگی بھر آشنا رہا۔ یہ اُن آنسوؤں، اشکوں اور آہوں کی داستان ہے جو کسی نہ کسی طور عمر بھر میری آنکھوں سے رواں دواں رہے۔ بقول جناب حفیظ تائب۔

رہی عمر بھر جو انیس جاں وہ بس آرزوئے نبی ﷺ رہی

کبھی اشک بن کے رواں ہوئی، کبھی درد بن کے دبی رہی

”عرض تمنا“ میں شامل شدہ نعتوں کے بارے میں بعض احباب کے جن میں جناب عبدالعزیز خالد، حفیظ تائب اور حفیظ الرحمن جیسے اصحاب شعر و سخن شامل ہیں، اعتراضات نما مشوروں یا پھر مشورہ نما اعتراضات کے بارے میں وضاحت کرنا ضروری تصور کرتا ہوں۔

ان میں سے ایک اعتراض یہ تھا کہ ”میری نعتیں بہت طویل ہوتی ہیں جبکہ اختصار اعلیٰ پائے کے کلام کی نشانی ہے۔ اس کا جواب درج ذیل شعر کے ایک مصرع سے مل جائے گا۔ ع

من از ذوق حضوری طول دادم داستانی را

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میرا اصل مقصد شعر و شاعری کبھی نہیں رہا۔ مجھے جب کبھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد آئی تو مجھ پر ہمیشہ ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی، میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپکنے لگتے اور میں یوں



محسوس کرتا، گویا آنجناب ﷺ کے حضور میں حاضر ہوں۔ اس دوران حکیم الامت علامہ اقبال کے اردو اور فارسی کے نعتیہ اشعار گنگنا نے لگتا۔ کبھی کبھار اپنی ٹگ بندی کرنے لگ جاتا کئی گھنٹے بلکہ بعض اسی کیفیت میں گزر جاتے۔ جی نہیں چاہتا تھا کہ حضوری کے یہ لمحات ختم ہوں۔ اسلئے اپنی ٹگ بندی کو طول دیتا کیونکہ بے قراری بے تابی اور سرشاری و محویت کے یہ لمحات مجھے لطف پرور کیفیت سے دوچار کر دیتے تھے۔

اسی طرح میری نعتوں میں مضامین و خیالات کے ”تکرار“ کا مسئلہ بھی ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ میرے گرد و پیش کے حالات بدلے اور نہ ان میں بہتری آئی۔ ”غم جاناں“ میں کمی آئی اور نہ ”غم زمانہ“ ہی کم ہوا۔ اس لئے آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے ”استمداد“ اور فریاد و استغاثہ کے مضامین کی تکرار کا سلسلہ ہر نعت میں جاری رہا۔ میری نعتوں میں ”آشوب ملت“ کا ذکر بھی کثرت و تواتر سے موجود ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آج بھی جہاں ایک طرف ہر فرد اور ہر بشر ان گنت دنیوی اور مادی مسائل کا شکار ہے وہاں دوسری طرف پوری ملت سلامیہ مصائب و آلام میں گرفتار ہے۔ اس لئے ایسے میں مضامین کی ”تکرار“ لازمی تھی جس کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔

میرا مقصد و حیدر رسالت مآب حضور نبی رحیم و کریم و عظیم کی خدمت اقدس میں محض ”حاضری“ تھی اور اپنی غمزدہ اور رنجیدہ ذات کے علاوہ قوم و ملت کی زبوں حالی اور در ماندگی کو پیش کرنا تھا اس لئے شعر و سخن کے تقاضوں کی طرف توجہ ہی نہ دے سکا۔ ممتاز شاعر اور بلند پایہ نعت نگار عبدالعزیز خالد نے ایک نجی مشاعرہ میں میرے نعتیہ اشعار سن کر کہا تھا۔

سرخوش و پرسوز ہے کیسا

لب و لہجہ سعید بدر کا

یہ لب و لہجہ ہے وہ

جس کو نبھانے کے لئے

”عرضِ تمنا“ میں شامل تمام نعتوں میں رسول ﷺ مکرم، نبی معظم، قبلہ عالم، نور مجسم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا تبار کے لئے ”آپ“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تاکہ فخر عالمیاں نبی محترم و محتشم کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھا جاسکے۔ میرے ایسے ادنیٰ و ناچیز کے خیال میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”تُو“ یا ”تُم“ کے لفظ کا استعمال بے ادبی اور گستاخی کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ مجھے اس بات سے سروکار نہیں کہ نعتیہ ادب میں ہمارے بڑے بڑے نعت نگاروں نے تُو اور تُم ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جن میں علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں، حفیظ تائب، عبدالعزیز خالد اور دیگر نعت نگار حضرات شامل ہیں۔ یہ نقطہ نظر کی بات ہے۔ ان اکابرین نے اپنے خیال میں جو کچھ بہتر سمجھا، وہ لکھا۔ بقول علامہ اقبال ہے۔

کامل بسطام در تقلید فرد

امتناع از خوردن خربوزہ کرد

یعنی ”حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو جب کھانے کے لئے خربوزہ پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے کھانے سے انکار کر دیا“۔ کیونکہ ملک عرب میں خربوزہ کی پیداوار نہ ہونے کی وجہ سے سنت رسول مقبول ﷺ موجود نہ تھی کہ خربوزہ کس طرح کھایا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس مثال سے میرا مقصد آپ باسانی سمجھ جائیں گے۔

شعر و شاعری میں لفظ ”آپ“ کے استعمال سے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے چونکہ یہ لفظ ہندی زبان سے تعلق رکھتا ہے اس لئے عربی، فارسی، حتیٰ کہ اردو تراکیب سے یہ مطابقت نہیں رکھتا۔ اور شعر کا وزن قائم رکھنے میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ اس کے علاوہ فارسی اور اردو زبان کی عمدہ اور خوبصورت تراکیب کے ساتھ یہ لفظ حسن اور خوبی پیدا نہیں کرتا جو اس کے استعمال کے بغیر پیدا کی جاسکتی ہے۔

بہر حال میں نے شعر کے حسن و خوبی کو ترجیح نہیں دی لیکن خواجہ ﷺ کیہاں کے ”ادب و احترام“ کو بہر حال اولیت اور فوقیت دی ہے۔

”عرض تمنا“ کی طباعت و اشاعت کے ضمن میں کئی نشیب و فراز آئے۔ سب سے پہلے تو میں خود ”خوفزدہ“ تھا کہ ان ٹوٹے پھوٹے اشعار میں کہیں ایسی کوئی کوتاہی یا لغزش نہ ہو جائے یا غلطی نہ رہ جائے جس سے کئے کرائے پر پانی پھر جائے لیکن جب ہمت بندھی تو وہ پبلشر جس نے چھاپنے کی ذمہ داری لی اس نے پانچ سال کے ”انتظار“ کے بعد بمشکل تمام اصل مسودہ واپس کیا۔ اس کے بعد از سر نو کمپوزنگ کروائی اور تین چار دفعہ پروف ریڈنگ کی۔ اس سلسلے میں میرے محترم و مخلص بھائی اور دوست کاظم آزاد نے (جو اسرار اعظمی بھی کہلاتے ہیں) بہت مدد فرمائی اور تعاون کیا۔ انہوں نے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف پر بھرپور توجہ دی یعنی نوک پلک سنواری اور اُسے بہتر بنایا۔ یہ انہی کی مہمائی جمیلہ اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ میں نے ”عرض تمنا“ کی اشاعت کا آخری فیصلہ کیا ہے۔ بہر حال میں اُن کے تعاون کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

پبلشر کی تلاش و جستجو ہر مصنف کیلئے ہمیشہ سے مسئلہ رہی ہے اور میرا یہ مسئلہ میرے کرم فرما محترم المقام جناب ملک مقبول احمد نے حل کر دیا ہے۔ انہوں نے بکمال شفقت و مہربانی اور بصد خلوص و محبت ”عرض تمنا“ کی طباعت و اشاعت کا مشکل کام اپنے ذمے لے لیا ہے اور اس طرح میری مشکل آسان کر دی ہے۔ وہ اس سے قبل میری کاوش ”دل دل مدینہ“ شائع کر کے مجھے ممنون احسان کر چکے ہیں۔

ملک صاحب کہنے کو تو ”مقبول اکیڈمی“ اور ”مقبول بکس“ کے چیئرمین ہیں اور بنیادی طور پر وہ کامیاب پبلشر ہیں لیکن حال ہی میں انہوں نے یکے بعد دیگرے متعدد علمی و ادبی کتابیں تصنیف و تالیف کر کے اہل علم و ادب سے بطور قلمکار کے بھی اپنا لوہا منوالیا ہے۔ ان کا تصنیف و تالیف کا یہ سفر ماشاء اللہ جاری و ساری ہے۔

بہر کیف میں ملک مقبول احمد صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اُن کی خصوصی

توجہ اور نظر عنایت سے ”عرض تمنا“ طباعت کے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد ایک خوبصورت کتاب کی صورت میں پیش خدمت ہے۔

امید ہے کہ آپ کو یہ کاوش پسند آئے گی۔ اس میں جو کچھ ”خیر“ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت اور مہربانی ہے اور جو کچھ (نادانستہ طور پر) ”درست نہیں“ وہ میری نادانی اور کم علمی کا نتیجہ ہے۔ براہ کرم اُسے نظر انداز فرمائیں یا مجھے اطلاع دیں کہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔  
احقر و ادنیٰ خاکپائے در رسول مقبول ﷺ

محمد سعید احمد بدر قادری

”البدز“ - 965 - نظام بلاک

المعروف بہ

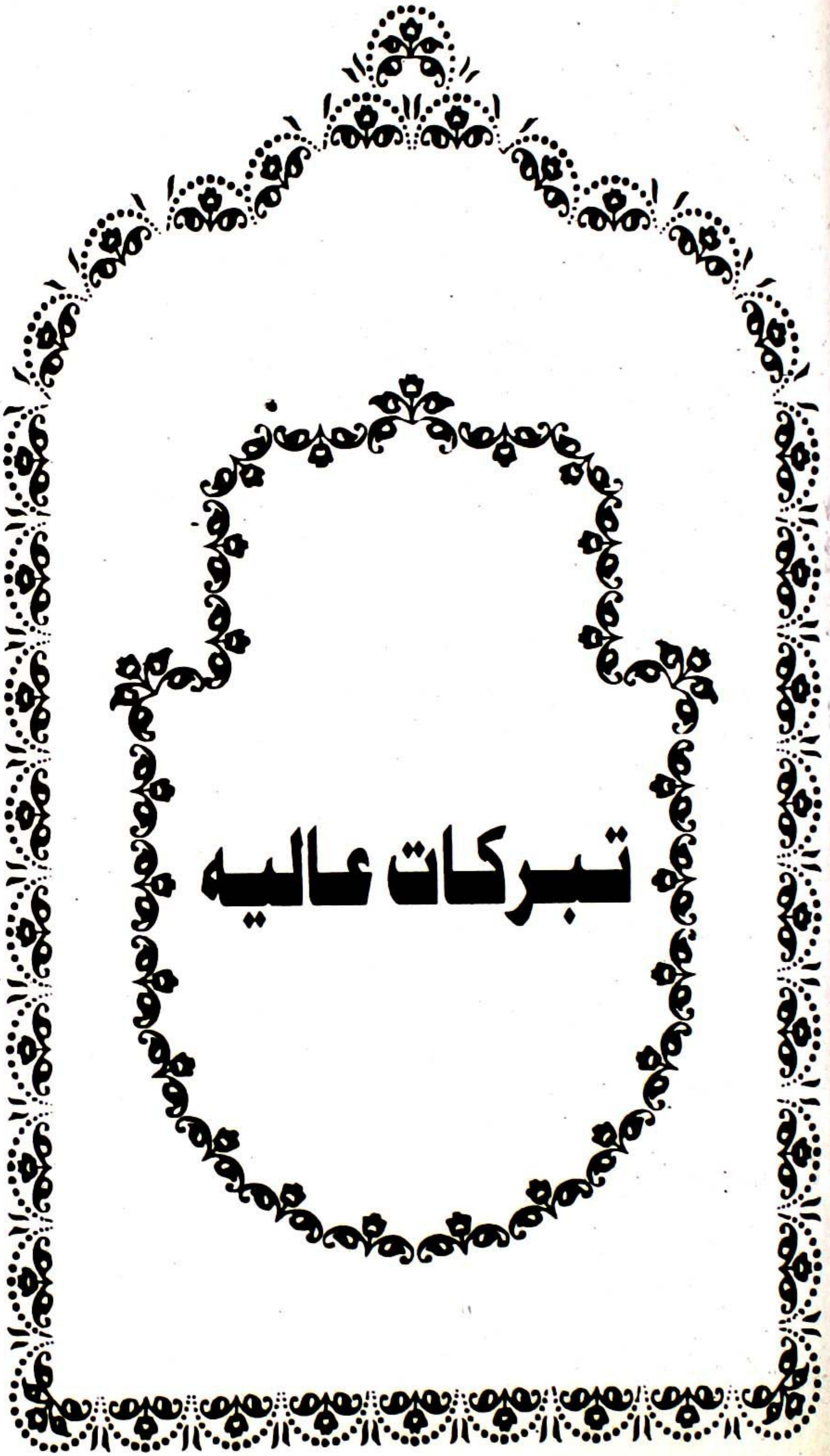
علامہ اقبال ٹاؤن - لاہور

۔

سعید بدر

0321 - 4872700

042 - 37814084



تبرکات عالیہ

استقبالِ رسولِ مقبول ﷺ کے مبارک موقع پر مدینہ منورہ میں معصوم بچیوں کا گایا  
ہوا گیت جسے تاریخ اسلام میں پہلی نعت کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔

ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا	طَلَعَ الْبَطْرُ عَلَيْنَا
(سوئے جنوب) کوہِ وداع کے ٹیلوں سے	مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
ہم پر (خدا کا) شکر واجب ہے	وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
کیسی اچھی پکار (دعوت) ہے اللہ کی طرف	مَا دَعَا إِلَهُ دَاعٍ
بھرپور (دل میں اترنے والی) روح پرور	
اے کہ تو مبعوثِ کبریا ہے ہمارے درمیان	أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا
تیرے حکم کی اطاعت فرض ہے	جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمَطَاعِ
ہم بنی نجا کی لڑکیاں ہیں	نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَارِ
آہا! محمد ﷺ کتنے اچھے ہمسایہ ہیں	يَا حَبْدًا مُحَمَّدًا أَمِنْ جَارِ

(سیرۃ النبی - رحمۃ للعالمین)

## حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

وَحَقِّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ	يَاعَيْنُ فَبُكِي وَلَا تَسْأَمِي
قسم ہے سرورِ عالم ﷺ پر رونے کے حق کی	تو اے آنکھ خوب روؤ اب یہ آنسو نہ تھمیں
ءِ اَمْسَى يُغَيَّبُ فِي الْمَلْحَدِ	عَلَى خَيْرِ خَنَدٍ عِنْدَ الْبَلَا
جو غمِ عالم کے ہجوم میں سرشام گوشہ قبر میں چھپا دیا گیا	خند کے بہترین فرزند پر آنسو بہا
دِوَرَبِّ الْعَبَادِ عَلَى أَحْمَدِ	فَصَلَّى الْمَلِكُ وَكَلَى الْعَبَا
اور پروردگار احمدِ مجتبیٰ پر سلام و رحمت بھیجے	مالک الملک بادشاہ عالم بندوں کا والی
وَزَيْنِ الْمَعَاشِرِ فِي الْمَشْهَدِ	فَكَيْفَ الْحَيَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِيبِ
اور وہ نہ رہا جو زینتِ دہِ یک عالم تھا	اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا

فَلَيْتَ الْمَمَاتَ لَنَا كُنَّا

کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی

فَكُنَّا جَمِيعًا مَعَ الْمُهْتَدِي

آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

الْمُتَرَانِ اللَّهُ أَظْهَرَ دِينَهُ  
عَلَى كُلِّ دِينٍ قَبْلَ ذَلِكَ حَائِدٍ

کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا  
ہر اُس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھرا ہوا

وَاسْلَبَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا  
تَدَاعَوْا إِلَى أَمْرِ مِنَ الْغَيِّ فَاسِدٍ

اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور سے جب  
اُن لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی

غَدَاةَ أَجَالِ الْخَيْلِ فِي عَرَصَاتِهَا  
مُسَوَّمَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَخَالِدٍ

اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اسکے میدانوں میں جو لائیاں دکھانے لگے  
جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں زبیر و خالد کے درمیان

فَأَمْسَى رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَزَّرَ نَصْرَهُ

پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا

وَأَمْسَى عَدَاةُ مِنْ قَتِيلٍ وَشَارِدٍ

اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے



حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

وَحُقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا

فَيَا عَيْنِي ابْكِي وَلَا تَسَامِي

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

## حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

أَمِنْ بَعْدِ تَكْفِينِ النَّبِيِّ وَدَفْنِهِ

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں اس مرنے والے

بِاثْوَابِهِ أَسَى عَلَى هَالِكِ ثَوْبِي

کے غم میں غمگین ہوں جو خاک میں جا با

زَرَانَا رَسُولُ اللَّهِ فِينَا فَلَنْ نَرَى

رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب

بِذَاكَ عَدِيلاً مَا حِينَا مِنَ الرَّوْلِ

جب تک ہم خود جی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے

وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُونِ أَهْلِهِ

رسول اللہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن

لَهُ مَعْقِلٌ حَرِيزٌ مِنْ الرَّوْلِ

سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وَكَانَ بِمَرَاهِ نَرَى النُّورَ وَالْهَلْهَلِي

ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے

صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِينَا أَوْ اغْتَلَى

صبح بھی اور شام بھی جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلے

لَقَدْ غَشْتَنَا ظُلْمَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِ

ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں

نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلَى ظُلْمَةِ الدُّجَى

دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا

فِي آخِرٍ مِنْ ضَمِّ الْجَوَاغِ وَالْحَشَا

انسانی بدن اور اسکے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں ان میں سب سے

وَيَاخِرٍ مَيْتِ ضَمَّةِ التُّرْبِ وَالشَّرَا

بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مرنے والوں میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتِ عَائِشَةَ صَدِيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

مَتَى يَبْدُ فِي الدَّاجِي الْبُهَيْمِ جَبِينُهُ  
اندھیری رات میں اُن کی پیشانی نظر آتی ہے

يَلُحُّ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَى الْمُتَوَقِّدِ  
تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

فَمَنْ كَانَ أَوْ مَنْ قَدْ يَكُونُ كَأَحْمَدِ  
احمد مجتبیٰ ﷺ جیسا کون تھا اور کون ہوگا

نِظَامٌ لِحَقِّ أَوْ نِكَالٌ لِمُلْحِدِ  
حق کا نظام قائم کر نیوالا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا

## حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

إِغْبُرَ أَفْأَقُ السَّمَاءِ وَكُورَتِ  
شَمْسُ النَّهَارِ وَأَظْلَمَ الْأَزْمَانِ  
آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا  
دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ

وَالْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَيْبَةٌ  
أَسْفَلَ عَلَيْهِ كَثِيرَةٌ الْأَحْزَانِ  
اور زمین نبی کریم ﷺ کے بعد بتلائے درد ہے  
ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فَلْيَبْكِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا  
يَا فَاخْرَمَنْ طَلَعَتْ لَهُ النَّيْرَانُ  
اب آنسو بہائے مشرق اور مغرب بھی ان کی جدائی پر  
فخر تو صرف ان کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارِكِ صِنُوءَ  
صَلَّى عَلَيْكَ مُنْزِلُ الْقُرْآنِ  
اے آخری رسول ﷺ آپ برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں  
آپا ﷺ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا

## حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي  
 وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ  
 اے اللہ کے محبوب! کسی آنکھ نے آج تک تجھ سا زیادہ حسین نہیں دیکھا  
 اور کسی عورت نے تجھ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا  
 خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ  
 كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ  
 تجھے ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیا گیا  
 گویا آپ ﷺ کو خود آپ ﷺ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے  
 هَجَوْتَ مَحَمَّداً بَرَّاءُ رءُوفاً  
 رَسُولَ اللَّهِ شَيْمَةً الْوَفَاءِ  
 اے رسول خدا کے دشمن تو نے برائی کی ہے، کس کی؟ محمد ﷺ کی وہ جو  
 سرتا پاکرم و نوازش ہے جس نے ہر ایک پر مہربانی کی ہے  
 جو اللہ کا رسول ہے اور جس کی عادت پاک ہی دعا کرنے کی ہے  
 رَجَوْتُكَ يَا ابْنَ أَمْنَةٍ لِأَنِّي  
 مُحِبٌّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الرَّجَاءُ  
 اے آمنہ کے لال! میں نے تیری تمنا کی ہے  
 میں محبت کرنے والا ہوں اور ہر محبت کرنے والے کی ایک تمنا ہوتی ہے

سیدنا حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ  
مُهَنَّدٌ يُوفِي اللّٰهَ مَسْئَلَهُ

یقیناً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم  
ایسا نور ہیں جس سے روشنی کی آرزو کی جاتی ہے  
آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تیغ بے نیام ہیں

سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

(منظوم اردو ترجمہ)

إِنْ نِلْتِ يَا رَوْحَ الصَّبَا يَوْمًا إِلَى أَرْضِ الْحَرَمِ  
بَلِّغْ سَلَامِي رَوْضَةً فِيهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمِ  
کسی روز ہو جو گذر تیرا اے صبا دیارِ حجاز میں  
تو میرا سلام نیاز کہنا حریم بندہ نواز میں

مَنْ وَجَّهَهُ شَمْسُ الضُّحَىٰ مِنْ خَدِّهِ بَدْرُ الدُّجَىٰ  
مَنْ ذَاتُهُ نُورُ الْهُدَىٰ مَنْ كَفَّهُ بَحْرُ الْهَمِّ  
وہی جن کے روئے منیر پر کسی مہرومہ کا گمان ہے  
جو ہم کا اک یم بیکراں ہے کرم کے دست دراز میں

قُرْآنُهُ بُرْهَانًا فَسُخِّا لِأَدْيَانٍ مَّضَتْ  
إِذْ جَاءَنَا أَحْكَامُهُ كُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمِ  
ہوئے مسخ عہد کہن کے دیں وہ جو لائے قرآن میں  
وہ دلیل روشن و آخریں کہ ہے دین حق کے جواز میں

اَكْبَادُنَا مَجْرُوحَةً مِنْ سَيْفِ هَجْرِ الْمُصْطَفَى  
طُوبَى لِأَهْلِ بَلَدَةٍ فِيهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَشَمُ

رہے ساکنانِ حرم جہاں شہ دو جہاں کا قیام ہے  
بڑا دل فگار ہوں میں یہاں غم ہجرینہ گداز ہے

يَا مُصْطَفَى يَا مُجْتَبَى إِرْحَمْنَا  
مَجْبُورَةً أَعْمَانًا طَمَعًا وَذَنْبًا وَالظُّلْمَ

کرم اے شہ والا حشم کہ ہیں آج منتظر کرم  
وہ اسیر غم کہ شکستہ پہ ہیں گنہ کے دامن آزیں

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ أَنْتَ شَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ  
أَكْرَمُ لَنَا يَوْمَ الْحَزِينِ فَضْلًا وَجُودًا وَالْكَرَمَ  
سر حشر آپ کے ہاتھ ہے مرے حشر و نثر کی آبرو  
کہ کلیدِ رحمت دو جہاں ہے نبی ﷺ کے دستِ مجاز میں

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ادْرِكْ لِرِّزْنِ الْعَابِدِينَ  
مَحْبُوسِ أَيْدِي الظَّالِمِينَ فِي الْمَوْكَبِ وَالْمُزْدَحَمِ  
اللہ زین العابدین پہ بھی نگہ لطف حضور ہو  
کہ ستم نصیب رہیں غم ہے عدو کی قیدِ دراز میں



امام اعظم حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ

وَبِحَقِّ جَاهِكَ اَنْزَيْ بِكَ مُغْرَمًا  
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنْزَيْ اَهْوَاكَ

مجھے آپ ﷺ کی عزت و عظمت کی قسم! میں آپ ﷺ سے  
بے پناہ محبت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میری اس محبت کا شاہد ہے

علامہ شرف الدین محمد سعید البوصیر کی رحمتہ اللہ علیہ

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ اَلُوذِيهِ  
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے تمام مخلوق سے بزرگ و برتر ذات آپ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے سوا میرا کوئی ایسا نہیں جس سے میں حادثہ عام  
کے نزول کے وقت پناہ (اور شفاعت) کی امید رکھوں۔

فَمُحَمَّدٌ نَاهُو سَيِّدُنَا  
فَالْعِزُّ لَنَا لِإِجَابَتِهِ

پس ہمارے حضور جناب محمد ﷺ ہمارے سردار ہیں  
آپ ﷺ کے حکم پر لبیک کہنا ہمارے لئے باعث عزت ہے

شیخ مُصلِح الدین سعدی شیرازی

يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا  
 يَا حَبِيبَ اللَّهِ اِسْمِعْ قَالَنَا  
 اِنَّنِي فِي بَحْرِ غَمٍّ مُفْرَقٍ  
 خُذِيْدِي سَهْلًا لَّنَا اَشْكَالَنَا

زبان تا بود در دہاں جائے گیر  
 ثنائے محمد ﷺ بود دل پذیر

سید العارفین مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

یاد او گر منسِ جانت بود  
ہر دو عالم زیرِ فرمانت بود

امام العاشقین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

نسخہ کونین را دیباچہ اوست  
جملہ عالم بندگان و خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اوست

چشم رحمت بر کشاموئے سفید من نگر  
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آورده ام

غریبم یا رسول اللہ ﷺ غریبم  
 ندارم در جہاں جز تو حبیبم  
 مرض دارم بزِ عصیاں لادوائے  
 مگر الطافِ تو ﷺ باشد طبیبم  
 بر این نازم کہ ہستم اُمت تو ﷺ  
 گنہگارم و لیکن خوش نصیبم

مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ  
 مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ  
 لَا يُمَكِّنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ  
 بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

(شاه عبدالعزیز محدث دہلوی)

اے صاحبِ جمالِ کل، اے سرورِ بشر  
 روئے منیر سے ترے روشن ہوا قمر  
 ممکن نہیں کہ تیری ثنا کا ہو حق ادا  
 بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

(ترجمہ: اسرارِ عظمیٰ)

بر غفلت انفعال و پر آگاہی انبساط  
 بر ہر کہ ہر چہ می رسد از مصطفیٰ ﷺ رسد

حضرت میرزا بیدل رحمۃ اللہ علیہ



غالب ثنائے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بہ یزداں گزاشتم  
 کآں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

اسد اللہ خاں غالب

ادب گاہے ست زیر آسماں از عرش نازک تر  
نفس گم کردہ می آید عجنید و بایزید این جا

(عزت بخاری)

تم سے خدا نے جب کہا صل علیٰ مُحَمَّدٍ ﷺ  
 کیوں نہ کہیں پھر انبیاء صل علیٰ مُحَمَّدٍ ﷺ  
 عرش سے آتی ہے صد اصل علیٰ مُحَمَّدٍ ﷺ  
 نورِ جمال مصطفیٰ صل علیٰ مُحَمَّدٍ ﷺ

(انشاء اللہ خاں انشاء)

اے صبا! اے پیکِ دُور افتادگاں  
 اشکِ ما بر خاکِ پاکِ او رساں

(علامہ اقبالؒ)

اے ظہورِ تو ﷺ شبابِ زندگی  
 جلوہ ات تعبیر خوابِ زندگی  
 اے زمیں از بارگاہت ارجمند  
 آسماں از بوسہ بامت بلند  
 از تو بالا پایہ این کائنات  
 فقر تو سرمایہ این کائنات  
 در جہاں شمع حیات افروختی  
 بندگاں را خواجگی آموختی  
 تا مرا اُفتاد بر رویت نظر  
 از آب و جد گشتہ امی محبوب تر  
 اے فروغت صبح اغصار و دہور  
 چشم تو بیندہ مافی السُّدُور  
 در عمل پائندہ تر گرداں مرا  
 آب نیسانم گہر گرداں مرا  
 حیف چوں او را سر آید روزگار  
 پیکرش را دیر گیرد در کنار  
 از درت خیزد اگر اجزائے من  
 وائے امروزم خوشا فردائے من  
 فرخا شبے کہ تو ﷺ بودی دراں  
 اے خنک شہرے کہ آسودی دراں  
 (مفکر اسلام اقبال)

با خدا در پرده گویم با تو گویم آشکار  
یا رسول اللہ! او پہنان و تو پیدائے من

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است  
آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ ﷺ است

چوں بصریؒ از تو می خواہم کشود  
تا بمن باز آید آں روزے کہ بود

(حکیم الامت علامہ اقبالؒ)

بیا اے ہم نفس باہم بنا لیم  
 من و تو کشتہ شانِ جمالیم  
 دو حرفے بر مراد دل بگوئیم  
 پپائے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ چشماں را بما لیم

---

ولم نالدُ چرا نالد؟ ندانم  
 نگا ہے یا رسول اللہ ﷺ نگا ہے  
 (بہ تغیر ادنیٰ)

(حکیم الامت علامہ اقبالؒ)

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے  
 غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا  
 نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر  
 وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی یسین، وہی طہ

(حکیم الامت علامہ اقبال)



## فی نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(تبرک)

آں جملہ رسل ہادی برحق کہ گذشتند  
 آج تک جتنے بچے رسول گزرے ہیں  
 در خلق و در خلق توئی نیر اعظم  
 صورت اور سیرت میں آپ آفتاب عالمتاب ہیں

یا احسن یا اجمل یا اکمل اکرم  
 اے سب سے زیادہ حسین سب سے زیادہ جمیل سب سے زیادہ کامل سب سے زیادہ نئی

تو باعث تکوین معاشی و معادی  
 یا رسول اللہ ﷺ دنیا و آخرت کی تکوین کا باعث آپ ہیں

عالم بہو اداریت از ہوش برفتنہ  
 آپ کی محبت کے باعث سارا جہاں مدہوش ہے

ز آفاق پریدی و ز افلاک گذشتی  
 آپ نے آفاق سے پرواز کی اور آسمانوں سے بھی آگے گزر گئے

امید بکرمت کہ مکارم شیم تست  
 میں حضور کے کرم کا امیدوار ہوں اور کرم فرماتا آپ کی پسندیدہ عادات سے ہے

آیس نیم از فضل تو اے روح خداوند  
 اے رحمت الہی! میں تیرے فضل و کرم سے مایوس نہیں ہوں

بر فضل تو اے ختم رسل دادہ گواہی  
 اے ختم المرسلین ﷺ سب نے آپ کی بزرگی کی گواہی دی

لا تدرك اوصافک لم تدركما ہی  
 نہ آپ کے اوصاف کا احاطہ کیا جاسکتا ہے نہ ہی انکی حقیقت کو سمجھا جاسکتا ہے

واللہ بأخلاقک فی الملاء یباہی  
 ملائکہ کی محفل میں اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاق پر فخر کرتا ہے

اے عبد الہ ہست مسلم بہ تو شاہی  
 اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے! کونین کی شاہی آپ کو بخشی گئی

آہو شدہ دریم و بصحرا شدہ ماہی  
 ہرن دریا میں چھلانگیں لگا رہا ہے اور مچھلیاں صحرا میں بھاگ رہی ہیں

درجاتک فی السدرۃ غیر الممتناہی  
 آپ کے درجات مقامِ سدرہ سے بھی آگے نکل گئے

من کیستم و چیست معاصی و تباہی  
 اس نوازش کے سامنے میری کیا حقیقت ہے میرے گناہوں کی کیا حیثیت ہے

نظرے کہ رباہد ز قمر رنج و سیاہی  
 ایک ایسی نظر فرمائیے جو قمر سے رنج و سیاہی کو دور کر دے

(شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ)

رہی عمر بھر جو انیس جاں، وہ بس آرزوئے نبی رہی  
 کبھی اشک بن کے روہں ہوئی، کبھی اشک بن کے دہلی رہی

(حفظ تائب)

## لب ولجو

سر خوش و پر سوز ہے کیا

لب ولجو سعید بدار کا

یہ لب ولجو ہے وہ

جس کو بھانے کے لئے

”کچھ ادھر کا بھی اشارہ چاہئے“

عبدالعزیز خالد

(مطبوعہ قومی ڈائجسٹ لاہور)

## سعید بدر کا نعتیہ کلام

جناب سعید بدر اردو کے ایک کہنہ مشق صحافی اور شاعر و ادیب ہیں۔ حرفِ مینی اور حرف نگاری سے ان کا تعلق مسلمہ ہے۔ وہ سالہا سال تک روزنامہ ”امروز“ لاہور سے علمی و ادبی صفحہ اور سنڈے میگزین کے انچارج کے طور پر وابستہ رہے جہاں انہیں اپنے زمانے کی علمی و ادبی روایات سے متعارف ہونے کے مواقع میسر آئے اور وہ افکار و اسالیب کی رشتہ بانی اور قرطاس آرائی کے مشاغل سے خوش وقت ہوتے رہے۔ معاشرتی اور سماجی موضوعات پر مضامین اور فیچر لکھنے کے علاوہ انہوں نے تنقید و تبصرہ کے میدان میں بھرپور حصہ لیا ہے اور شعر و سخن کی وادی میں بھی اپنے تخلیقی جوہر کو شرفِ ظہور بخشا ہے۔ شاعری میں یوں تو انہوں نے خوبصورت نظمیں اور غزلیں بھی کہی ہیں لیکن نعت نگاری سے ان کا تعلق خاطر پر مجوش اور والہانہ ہے۔ ان کی نعت ان کے جذبہٴ صادق اور اخلاص کی ائین ہے۔

جناب سعید بدر کی بعض نعتیں خاصی طویل ہیں۔ نعتیہ کلام میں یہ پُرگوئی شاعر کے ذوق و شوق کی وسعت اور فراوانی کی دلیل ہے اور اس سے زبان و بیان سے شاعر کی خوش اعتنائی کا ثبوت ملتا ہے۔

اپنے اسلوب میں جناب سعید بدر کہیں کہیں شاعر مشرق حضرت علامہ اقبالؒ سے بھی فیض یاب اور پُر تو اندوز ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ زیر نظر نعتوں اور ان کے بعض حواشی سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے جناب بدر کو گہرا شغف ہے اور اپنے اس تاریخی شعور سے وہ اپنے کلام میں خوب استفادہ کرتے ہیں۔ زیر نظر کتاب کے حوالے سے مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ معاصر نعت نگاروں کے حلقہٴ تقدیس میں جناب سعید بدر آبرو مندانه شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس باب میں ان کے رسوخ و اعتبار کو مضاعف فرمائے۔ (آمین!)

جعفر بلوچ ۱۰۔ جنوری ۲۰۰۰ء

## سعید بدر کی نعت نگاری

ڈاکٹر انور سعید

اُردو شاعری میں ہمیں ایسے متعدد نام ملتے ہیں جو بنیادی طور پر غزل کے شاعر تھے اور انہیں اس صنفِ سخن میں مقام امتیاز بھی مل چکا تھا لیکن جب نعت نگاری کی طرف آئے تو اپنی باقی ماندہ زندگی صرف نبی اکرم محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ رضی اللہ عنہما شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہارِ عقیدت کے لئے مختص کر دی اور پھر سوائے نعت کے کسی اور صنفِ شعر میں اظہار نہیں کیا۔ بہزاد لکھنوی، ماہر القادری، حافظ لدھیانوی اور حفیظ تائب کے نام میری لوحِ دماغ پر ارتجالاً ابھر آئے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ نعت میں عقیدت نبوی ﷺ کا اظہار کرنے پر ان کے درجات بلند کرے)۔ سعید بدر صاحب نے اپنی نعتوں کا غیر مطبوعہ مجموعہ ”عرضِ تمنا“ مجھے مطالعے کے لئے عنایت فرمایا تو یہ بات بتا کر مجھے حیرت زدہ کر دیا کہ انہوں نے جو پہلا شعر کہا وہ عقیدت نبوی ﷺ کے وفور کا نتیجہ تھا اور اس کے بعد بھی انہوں نے نعت کے سوا کسی اور صنفِ سخن کو قبول نہیں کیا۔ اس مرحلہ پر مجھے علامہ اقبال یاد آئے جنہوں نے ”نعت“ کے عنوان سے کوئی الگ نظم نہیں لکھی لیکن ”بانگِ درا“..... ”بالِ جبریل“ اور ”ضربِ کلیم“ میں متعدد ایسی نظمیں موجود ہیں جن میں نعت رسولِ عربی ﷺ کا جوہر بدرجہ اتم موجود ہے اور انہوں نے ہی یہ اشعار لکھے:

وہ داتاے نبل، ختم الرسل، مولائے کل، جس نے  
 غبارِ راہ کو بختا، فروغِ واہی سینا  
 نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر  
 وہی قرآن، وہی فرقان، وہی یسین، وہی طہ

تو انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہترین قصیدہ عقیدت قرار دے کر  
 تسلیم کیا گیا کہ یہاں علامہ اقبال بحیثیت نعت گو اپنے فن کے معراج پر ہیں۔

شاعری کے فن پر سعید بیدری کی قدرت کو دیکھ کر میں اندازہ کر سکتا ہوں کہ وہ غزل  
 اور نظم کی ہیئت میں ہر موضوع کو اپنی شاعری میں منفرد انداز میں پیش کر سکتے تھے اور  
 اس کے ساتھ ہی وہ اپنے معاصرین کی طرح نعت نگاری کا فریضہ بھی حسن و خوبی سے  
 ادا کر سکتے تھے لیکن ان کے ”عرض تمنا“ کا احوال پڑھا تو یوں محسوس ہوا کہ وہ  
 عصر حاضر کا تمام تماشا دیکھ رہے تھے اور اس تماشا کے کردار بھی تھے ان کے باطن میں  
 ایک واضح ردِ عمل بھی مرتب ہو رہا تھا لیکن جب شاعری کی طرف آئے اور پہلی نعت  
 ارتجالاً کہہ ڈالی تو اپنا معاشرتی ردِ عمل پیش کرنے کیلئے انہوں نے نثر کی صنف کو مختص کر  
 دیا اور اس کے پر خلوص اظہار کے لئے صحافت کا پیشہ اختیار کیا۔ جس میں ان کی گفتگو  
 براہِ راست عوام سے تھی میرا اندازہ ہے کہ یہ ہمد کے بیشتر شاعروں نے بشمول علامہ  
 اقبال غزل کی ریاضت کے بعد نعت نگاری اختیار کی اقبال کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ  
 انہوں نے نثری نعت کہنے کی بجائے عشقِ نبوی ﷺ کو اپنی شاعری کی ہیئت میں شامل کر  
 دیا اور نعت نگاری کے فریضے کی ادائیگی ناموسوم طور پر نثری نعت نگاروں سے بہت اچھے  
 انداز میں کی۔ سعید بیدری کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے شاعری کی ریاضت ہی نعت

نگاری میں کی اور اظہار پر قدرت حاصل کی تو اس کے ہر مرحلے پر اپنی عقیدت اور مودت نبویؐ ہی کو راہنما بنایا اور یہ بات بالخصوص متاثر کرتی ہے کہ انہوں نے اقبال کی نعت نگاری کے زیادہ اثرات قبول کئے اور اپنی نعت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات عالیہ کی ثناء خوانی اور بنی نوع انسان کے لئے ان کے فیوض و برکات کے تذکرے کے لئے مختص کیا تو علامہ اقبال کے کلام کے مطالعے سے نہ صرف استفادہ کیا بلکہ نعت نگاری میں امت مسلمہ کے مسائل کی پیشکش میں اقبال کے طریق کو بھی تخلیقی سطح پر قبول کیا اور غزل کی ہیئت میں تسلسل اظہار کو سمونے کی کاوش کی۔ سعید بدرملت اسلامیہ کی بد حالی اور کسمپرسی کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ ہادی برحق کو یاد کرتے ہیں:

السلام! اے جانِ رحمت! کعبہ دنیا و دیں

السلام! اے صاحبِ جود و کرم، نورِ مبیں

السلام! اے فخرِ عالم..... وجہ تخلیق حیات

درحقیقت آپ کے دم سے سچی ہے کائنات

السلام! اے شہسوارِ مرکبِ رشد و ہدیٰ

پرچمِ توحید آ کر آپ نے لہرا دیا

اور سرِ عجز و نیاز جھکا کر عقیدت و احترام سے لیکن یقین کی راسخ پختگی سے کہتے ہیں:

آپ ﷺ ہیں رافع ہمارے آج بھی اور کل بھی ہیں

آپ ﷺ ہیں شافع ہمارے آج بھی اور کل بھی ہیں

عشق کے ماروں کا قبلہ آپ ﷺ ہیں، بس آپ ﷺ ہیں

درد کے ماروں کا ملجا، آپ ہیں، بس آپ ﷺ ہیں

ملتِ اسلامیہ کے درد کا درماں ہیں آپ ﷺ  
 جملہ ملت ہائے ملت کے شفا ساماں ہیں آپ ﷺ  
 تسلیم و رضا کے اس مقام پر سعید بدر خاصہ خاصانِ رسل ﷺ کے سامنے  
 مسلمانوں کی بے سروسامانی اور ملت کی زبوں حالی کا دردناک نقشہ کھینچتے اور اپنے  
 الفاظ میں ملتِ اسلامیہ کا کرب سمودیتے ہیں۔  
 حالِ مسلم کیا کہوں؟ کس درجہ ہے سنگیں ہوا  
 مشرق و مغرب ہے اس کے خون سے رنگیں ہوا  
 آج پھر افغانیوں پر ہے قیامت سر بسر  
 گر رہی ہیں بجلیاں سی ان کے جسم و جان پر  
 حبشہ و فلسطین کے سارے مسلمان جاں بلب  
 لڑ رہے ہیں زندگانی کی لڑائی روز و شب  
 بصرہ و بغداد میں ہنگامہ محشر پیا  
 سر زمینِ سعدی و خیام ہے ماتم سرا  
 سارے ایرانی، عراقی، متلائے حرب و کرب  
 اور فلسطینی مجاہد منتشر تائب شرق و غرب  
 اک قیامت سی پیا ہے نقطہ لبنان میں  
 امتی ہیں آپ ﷺ کے بد حال عربستان میں  
 چند لاکھوں نے کروڑوں کا کیا جینا حرام  
 لے نہ پائے آج تک صہیونیوں سے انتقام



نظہ کشمیر میں لاکھوں مسلمان زیرِ دام  
 جو کئی صدیوں سے ہیں مجبور و محکوم و غلام  
 یہ ملتِ اسلامیہ کا نامہ زبوں حالی ہے جو سعید بدر نے ۸ جنوری ۱۹۹۹ء کو اس  
 وقت لکھا تھا جب مغرب کی استعماری طاقتوں نے طوفانِ انتشار برپا کر رکھا تھا۔  
 مسلمان حکمرانوں نے بد اعتمادی کی فضا کو فروغ دے رکھا تھا، عالم اسلام میں اتفاق  
 و اتحاد کے آثار یکسر مفقود تھے اور مغرب بالخصوص امریکہ کی امداد و معاونت پر انحصار  
 میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ بے یقینی کی کیفیت دبیز ہوتی جا رہی تھی، اس عالم میں  
 سعید بدر پر ۸ جنوری ۱۹۹۹ء کو جو فوجی نعت طاری ہو تو ان کی عقیدت نے دعائیہ انداز  
 اختیار کیا اور روضہ رسول ﷺ پر ذہنی حاضری دے کر التجا کی:

آپ کے در پر کھڑے ہیں دست بستہ ہے دعا  
 بتلائے درد و غم ملت پہ ہو لطف و عطا  
 قوم و ملت کو عطا ہو پھر وہی روز سعید  
 شوکتِ سنجر، شکوہِ ارسلان و بازید



ہو صلاح الدین ایوبیؒ کی قائم پھر مثال  
 کر عطا توفیق ایسی ہم کو یا رب و دود  
 سعید بدر نے نعت کے وسیلے سے زمانہ حال کی مغربی استعماریت اور امت کے  
 زوال کا سیاسی نوحہ پیش کرنے کی کامیاب کاوش کی ہے لیکن انہوں نے اپنی نعت کو یکسر  
 سیاسی بنانے کی کاوش نہیں کی، بلکہ اپنے راہوار خیال کو عقیدت و تسلیمات کے گل نشاں

راستوں پر گامزن کیا اور وجد و کیف اور مستی و سرشاری بھی پیدا کی اور اپنے انکسار سے مدحت کے ایسے ستارے روشن کئے جن کی شعاع نور دلوں کا زنگ اتارتی چلی جاتی ہے۔ نعت کے ایام میں سعید بدزجب صہبائے ذات پیش کرتے ہیں تو اس قسم کے اشعار ان پر اترتے ہیں اور ذہنی اور فکری طور پر جمالِ نبویؐ سے معطر محسوس ہوتے ہیں۔

سحابِ دشت کی صورت وہ مجھ کو ڈھانپ لیتا ہے  
 کڑے لمحات کی زد میں اگر تقصیر کرتا ہوں  
 یہی وہ نام ہے جس سے ہے حسنِ زندگی قائم  
 شبانہ روز میں اس نام کی تکبیر کرتا ہوں

☆☆☆

مدینے کے در و دیوار جب سے دیکھ آیا ہوں  
 عجب صورت سے میری روح ہے رقصیدہ رقصیدہ  
 سرِ فاراں جو چمکا تھا کبھی مہر ہدیٰ بن کر  
 اسی کی روشنی سے ہے جہاں رخشیدہ رخشیدہ  
 اردو زبان و ادب میں ”نعت“ کا لفظ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 توصیف و ثنا خوانی کی اصطلاح بن چکا ہے۔ ممتاز حسن نے اس کی توضیح میں لکھا:  
 ”صحیح معنوں میں ”نعت“ وہ ہے جس میں محض پیکرِ نبوت کے صورتی  
 محاسن سے لگاؤ کے بجائے مقصدِ نبوت سے دل بستگی پائی جائے۔  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ  
 حضور کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو..... میرے نزدیک ہر

وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے قریب لائے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح ہو یا حضور سے خطاب کیا جائے۔

سعید بدر نے اپنی نعت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح بھی کی ہے اور ان سے خطاب کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔ تاہم دلچسپ بات یہ ہے کہ انہوں نے ”نعت“ کی اصطلاح کی پر تیں کھولنے کیلئے فکر شعر کیا تو ان پر معانی کی بارش ہونے لگی:

نعت ہے تفسیر قرآن و حدیث مصطفیٰ

نعت ہے تذکارِ محبوب و محبِ کبریا

نعت ہے مدح و ثنائے سید خیر الانام

راہ میں آتے ہیں جس کے سخت اور مشکل مقام

نعت توفیق خداوندی کا اک اظہار ہے

جس کو یہ نعمت ملے اس کا سفینہ پار ہے

نعت کیا ہے؟ داستانِ خواجہ بدر و حنین

نعت کیا ہے؟ تازہ کرنا آج پھر رسمِ حسینؑ

نعت ہے صدیق اکبرؑ کی صداقت پر عمل

نعت ہے فاروقِ اعظمؑ کی عدالت پر عمل

نعت سے سجدوں سے ملتا ہے سرورِ سرمدی

نعت اہل دل کو دیتی ہے شعور و آگہی

اس طویل نظم میں سعید بدر نے نعت کے معنوی، فکری اور عملی گوشوں کو ہی منور

نہیں کیا بلکہ جب اختتام پر پہنچے تو نہ صرف نامہ جبریل تسلیم کیا جو غیب سے اترتا ہے اور صریر خامہ نوائے سروش بن جاتا ہے بلکہ اسے خدا کا آخری پیغام کہنے سے بھی گریز نہ کیا لیکن مقطع میں ”حال دل زاز“ بھی بیان کر دیا اور لکھا:

نعت کیا ہے؟ بدرِ غم گیس کی نوائے رنج و غم  
زندگی بھر اس کی جانِ زار پر ٹوٹے ستم  
لیکن انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا کہ:

نعت کیا ہے؟ درحقیقت چشم شاعر کا وضو  
نعت ہی سے بدر! تیرے شعر کی ہے آبرو

اب یہ اعتراف ضروری ہے کہ ”نعت“ کی اتنی بلیغ اور کثیر المعانی توضیح شاعری کی زبان میں اور آمد کے کیف و کم کے ساتھ اس سے پہلے شاید کسی نے نہیں کی اور اگر کسی نے کی ہے تو یہ اس کے اپنے ذوق و ظرف کی آئینہ دار قرار دی جاسکتی ہے۔ سعید بدر کی انفرادیت یہ نظر آتی ہے کہ انہوں نے یہ پوری نظم ۶ جنوری ۱۹۹۹ء کو ایک نشست میں لکھی جو طغیان معانی کی آئینہ دار بنتی چلی گئی۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

اب بات یہ ہے کہ سعید بدر نے نعت کے فنی اور فکری زاویوں کو جو وسعتیں ودیعت کی ہیں وہ سب ان کے اظہار میں ضوفشاں نظر آتی ہیں، مثلاً مجھے احساس ہوتا ہے کہ وہ قافیہ اور ردیف کی نہ گدائی کرتے ہیں اور نہ غلامی ان پر نعت غزل کے مفرد اشعار کی طرح تخلیقی وقفوں کو ظاہر نہیں کرتی بلکہ ان کے ہاں حضوری کی طویل کیفیت اور شعری آمد کا وفور نمایاں نظر آتا ہے تو نعت کا کیف ان کے ہاں کیف مسلسل ہے۔ میں اس کی مثال ان کی نعت ”مدینہ منورہ“ سے دوں گا جو قریباً ایک سو اشعار پر مشتمل

نعتیہ نظم ہے اور منظر کے ساتھ پس منظر کو اور جغرافیے کے ساتھ تاریخ کی مقدس شخصیات کے تذکرے سے بھی معمور ہے۔ اس نعت میں منظر خود بخود متحرک ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور شاعر اس منظر میں ہمیں بھی شامل کر لیتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے جو ایک خیالی محفل نعت کے آئینہ دار ہیں۔

وہ اک گوشے میں بوذرُ ایتادہ  
یہیں وقاصُ مردِ باخدا ہے  
یہاں حسانُ ثابت نعت گو ہیں  
یہاں پر کعبُ بھی مدحت سرا ہے  
وہ دیکھیں نعت پڑھتا ہے ادب سے  
وہ نور الدین جامی خوش نوا ہے  
کہیں مالکُ کے سجدے کے نشاں ہیں  
کہیں پہ غوثِ اعظمُ خوش ادا ہے  
وہ دیکھو رومی و سعدی کھڑے ہیں  
یہاں اقبال بھی آ کر جھکا ہے

سعید بدر کی نعت ”میلاد النبی“ اس انوکھی روشنی کی مظہر ہے جس کے طلوع نے باطل کے اندھیروں کو مٹا کر ہر طرف واحدانیت کا نورِ لم یزل پھیلا دیا۔ انسانوں کو غلامی کی زنجیروں سے نجات دلائی اور مساوات محمدی سے شاہ و گدا اور محمود و ایاز کے امتیاز کو ختم کر دیا۔ اس طویل نظم میں سعید بدر کے الفاظ حقیقت اور صرف حقیقت کے ترجمان ہیں لیکن یہ ترجمانی ان کے ایمان اور ایقان کی آئینہ دار ہے اور اس کا مجموعی

تاثر میثاقِ انسانیت کا مظہر ہے اور شاعر اس نظم کی تخلیق پر افتخار و انبساط کی کیفیت سے سرشار نظر آتا ہے۔

آج میلادِ النبی ہے آج ہے روزِ سعید  
 آج دنیا کو حیاتِ پرسکوں کی ہے نوید  
 آج جلوہ گر ہوئے بیکس یتیموں کے رفیق  
 بے سہاروں کے سہارے، محسن و عاطف، حمید  
 ہو گئے منسوخ سب پہلے صحائف یک بیک  
 زندگی کا ضابطہ ٹھہرا ہے قرآنِ مجید  
 علم و حکمت اور دانش کے خزانے مل گئے  
 بابِ رحمت کھل گیا از رحمتِ ربِّ مجید  
 جس تجلی کی ہوئی موسیٰ کو رویت طور پر  
 اس کا پر تو بن گیا ہے آمنہؓ کے گھر کی دید

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نظم کے سادہ و دل نشیں الفاظ اس اُجالے کی نوید بن گئے ہیں جو چالیس برس تک غاروں میں رہنے کے بعد پوری دنیا اور آئندہ کے تمام زمانوں کو منور کرنے والا تھا۔ سعید بدر نے داخلی عقیدت سے ”طلوع خورشید تازہ“ کا خیر مقدم کیا ہے اور اس واقعے کو اپنی تخلیقی آنکھ سے دیکھ کر اس طرح پیش کیا کہ اب ہم سب اس ساعت انبساط میں شامل ہو سکتے ہیں۔

جذبات کی رنگارنگ رعنائیاں، احساسات کی متنوع تابانیاں اور ان کے ساتھ تاریخِ اسلام کے واقعات اور مقدس شخصیات کے کارناموں کو تلمیحات کے طور پر

استعمال کرنا، سعید بدر کافن بھی ہے اور اس سے انہوں نے اپنی نعت کی معنویت میں اضافہ بھی کیا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ، اخلاقِ حمیدہ، عاداتِ کریمہ اور فضائلِ عالیہ کا ذکر کرتے ہیں تو دراصل اپنے ایمان کی پختگی پر اپنی ہی مہر یقین ثبت کرتے ہیں، اور ان کی آواز دل سے نکل کر پوری کائنات میں پھیل جاتی ہے۔ اس لحاظ سے سعید بدر مولانا الطاف حسین حالی، محمد علی جوہر، حسرت موہانی، ظفر علی خان، اقبال سہیل، علامہ اقبال اور حفیظ جالندھری کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں، جن کا تخلیقی وجود معنوی طور پر آفتابِ رسالت سے نور اکتساب کرتا تھا اور اس کے حاصل کونعت کی صورت میں زمانے کے سپرد کر رہا تھا۔ اس قسم کے مقامات پر سعید بدر نے اپنے عہد کو اور بنی نوع انسان کو مخاطب کیا ہے:

زندگانی گر مزین اسوۂ حسنہ سے ہو  
 دیکھ پھر کیا رنگ لاتا ہے محمد ﷺ پر درود  
 کر مسخر نفس امارہ بہ ضرب لا الہ  
 آ جھکیں گے تیرے قدموں پر زمانے کے جنود

☆☆☆

آپ کی خوشبو گلشن گلشن، چاند ستارے روشن روشن  
 آپ کے دم سے نور اور نکبت، ماشاء اللہ سبحان اللہ

☆☆☆

دوزخ کی آگ ہو گئی اس شخص پر حرام  
جس نے بھی دیکھا خواب میں چہرہ حضورؐ کا

☆☆☆

فائدہ کچھ دے نہیں سکتے بتانِ آذری  
بے گماں بے منزلت ہیں خود تراشیدہ صنم

☆☆☆

علم کے دریا، قلم حکمت، چشمہِ راحت، منبعِ فرحت  
ہادیِ اعظم..... شمسِ العالم..... صلی اللہ علیہ وسلم

سعید بدر کی سعادت یہ ہے کہ انہوں نے نظم آزاد کے دور میں نعت کی پابند ہیئت  
کو اپنی عقیدت کے ساتھ مسلک رکھا اور فکری اعتبار سے ہی نہیں، ہیئتی لحاظ سے بھی  
اسے انتشار کا شکار نہیں ہونے دیا۔ ان کے آہنگ میں ظفر علی خان کا جلال نظر آتا ہے  
تو ان کے فن میں اقبال کی حضوری کے نقوش بھی ملتے ہیں۔ وہ اپنا رخ معاشرے کی  
زبوں حالی کی طرف کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ان کی پشت پر مولانا الطاف حسین  
حالی نے اپنا دست شفقت رکھ دیا ہے اور ان کی ”آیات نور“ ”عرض تمنا“ بن جاتی  
ہیں۔ سعید بدر نے نعت شہرت اور نام و نمود سے بے نیاز ہو کر صرف اپنی عقیدت کے  
اظہار کے لئے لکھی۔ ان کی آواز کبھی کسی مشاعرے سے نہیں ابھری لیکن اس کی  
کیفیت مشاعرے کے شاعروں سے بالکل الگ ہے۔ عجب نہیں کہ ان کی نعت نگاری  
ہی ان کی شفاعت کا وسیلہ بن جائے اور قیامت کے روز وہ قصیدہ پڑھتے ہوئے پل  
صراط عبور کر کے جنت معلیٰ میں پہنچ جائیں۔ آمین ثم آمین

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد



## زہے قسمت! یہ بدرِ خوش نوا ہے

پروفیسر محمد اکرم رضا

سعید بدر کا شمار ان خوش بخت افراد میں ہوتا ہے جنہیں افکار کی بلند یوں کو چھوتے ہی مدحت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توفیق عطا ہو گئی۔ تو صیف رسول کو اعزاز حیات جان کر انہوں نے جس صنفِ ادب کا رخ کیا اس میں صفت و ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلہائے رنگارنگ بکھیرتے گئے۔ نظم، نثر، نعت، ہر کام پر ان کی صلاحیتوں نے بارگاہِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرعجز و نیاز خم کیا تو قبولیت اور پسندیدگی کی ردائے رحمت سے نوازے گئے۔ ان کا ایمان تھا کہ ہر صنفِ ادب فقط تو صیف رسول ہی کیلئے صفحہ قرطاس پر ابھری ہے۔ ملازمت کی مجبوریاں قلم کار سے کیا کچھ نہیں لکھواتیں مگر انہوں نے ان مجبور یوں کے زندان خانوں میں روزن حیات تلاش کر لیا اور یہی روزن حیات انہیں گنبدِ خضریٰ کے قدسی وجود سے دل و جان کو آباد کرنے کا سلیقہ عطا کرتا رہا۔ ایک حسرتِ عرضِ تمنا تھی جو ان کی صبحوں کو تابدناک اور شاموں کو تابدندہ تر بناتی رہی۔ یہی حسرتِ تمنا اس فکری اور شعری اٹھان کے ساتھ جلوہ گر ہوئی کہ یہ ”عرضِ تمنا“ کے عنوان سے ایک مہک بار مجموعہ کو نعتِ عصر حاضر کی زینت بنانے کے قابل ہو گئے۔

”عرضِ تمنا“ بظاہر دو لفظی ترکیب ہے مگر اس میں نعت کا پورا حسن سما یا ہوا ہے۔ یہ ”عرضِ تمنا“ کا جذبہ ہی ہے جو شاعر سے نعت کے گلزارِ صدر رنگ میں ہر آن نئے گلہائے عقیدت کھلانے کا متقاضی ہوتا ہے۔ عرضِ تمنا کی بدولت ہی شاعر فصاحت سے بلاغت کے ایوان میں قدم رکھتا ہے۔ اپنے قلم کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نم سے مہک بار بناتا ہے۔ بے جان لفظوں کو گویائی اور گنگ جذبوں کو مسیجائی عطا کرتا ہے۔ سعید بدر کو قدرت نے قلم کے راہوار کو ہر سمت دوڑانے اور موڑنے کا سلیقہ

بخش رکھا ہے۔ منقبت کہیں یا نظم کسی بھی میدان میں اس قلم کے رکنے کا احساس نہیں ہوتا مگر جب ”عرضِ تمنا“ کا شکول اٹھائے کوچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوتے ہیں تو قدم قدم پر قلم کے رکنے اور ہمکنے کا احساس ہوتا ہے۔ اس احساس کے ساتھ کہ:

اشکوں کو اپنے ”عرضِ تمنا“ کا نام دو  
 روشن ہوائے شوق کو ہر پل سلام دو  
 اک حسن آرزو ہی تمنائے شوق ہے  
 اب محفل حیات کو مدحت کا جام دو  
 ”عرضِ تمنا“ میں سعید بدر اسی جذبہ عشق و عقیدت سے نعت کی خوشبو کشید کرتے  
 ہیں۔ سوز و گداز، فکر و عجز شعار تمنائے نیاز، حسرتِ عرضِ تمنا، محبوبیت و مرجعیت کے  
 نظارے، حسین ترین تراکیب و استعارات کے ستارے، مضامین کی صدرنگی۔ ایک  
 رنگ نیاز طلب کرو تو سورنگ عطا ہوں، پلکوں پر آنسوؤں کی کناری، آنکھوں میں  
 رُکے ہوئے آنسوؤں کے کتنے ہی طوفان، شوق بے کنار، افکار بے قرار، بہت کچھ کہنے کو  
 جی مچلے مگر ہر گام پر ادب آڑے آجائے کہ

ع ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں  
 اور پھر محبت بھی اس سے ہو جو محبوب محبوباں ہے، شفیع دو جہاں رحمت پناہ  
 عاصیاں ہے، جس کا ظاہری تجمل چاند سورج کو ضیاء بخشے، جس کی باطنی وسعتیں ازل سے  
 ابد تک کی تجلیات کو چشم چراغ کے معمولی سے حصے میں سمیٹ لیں۔ امام احمد رضا خاں  
 نے عظمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتوں اور شاعر کی عجز شعاریوں ہی کو مد نظر  
 رکھ کر کہا تھا کہ ”نعت تو تلوار کی دھار پر کا نام ہے۔ آگے بڑھے تو الوہیت میں  
 داخل ہوئے (حدادب مانع ہے) نیچے آئے تو تنقیص رسالت کے مجرم ٹھہرے۔“

الحمد للہ! سعید بدر کو نعت کے ان لوازم ادب و احتیاط کا احساس ہے۔ دیکھئے تو۔

نعت ہے تفسیرِ قرآن و حدیثِ مصطفیٰ

نعت ہے تذکارِ محبوب و محبتِ کبریا

نعت کیا ہے دھار ہے تلوار کی یا پلِ صراط

جس پہ چلنے کا ہے کس میں حوصلہ کس کی بساط

نعت ہے افراط اور تفریط سے بچنے کا نام

نعت ہے حسو زواید سے سنبھل جانے کا نام

نعت سے تشکیک کے کہسار ہوتے ہیں نگوں

نعت سے تخمین و ظن کے دشت ویران و زبوں

نعت کیا ہے درحقیقت سنتِ پروردگار

نعت ہے حور و ملائک کا وظیفہ اور شعار

نعت کیا ہے اشک ہائے تر سے موتی رولنا

آنسوؤں سے بات کرنا منہ سے کچھ نہ بولنا

نعت کیا ہے؟ درحقیقت چشمِ شاعر کا وضو

نعت ہی سے بدر! تیرے شعر کی ہے آبرو

درج بالا چند اشعار ہم نے سعید بدر کے ان درجنوں اشعار سے بطور حوالہ درج کئے ہیں جن میں وہ ”نعت کیا ہے“ کے بہانے عشاقِ رسول ﷺ کو نعت کے اسرار و رموز سے آگاہ کر گئے ہیں کہ نعت چند مصرعوں یا اشعار کا نام نہیں بلکہ اس کے اندر تو محبت و سوزِ عشق کی ایک داستان سمٹی ہوتی ہے اور پھر سعید بدر نعت کے حوالے سے بہت کچھ کہہ کر نعت کو ایک پیغام کی صورت دے گئے ہیں۔

نعت ہی سے صبح ہوتی، نعت ہی سے شام ہے

نعت ہی آغاز ہستی، نعت ہی انجام ہے

یہی ”عرضِ تمنا“ ہے جو شاعر نعت اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدحت کو اپنی زندگی کی ابتدا و انتہا قرار دے رہا ہے۔ جب تک سائل کو یہی معلوم نہ ہو کہ اس کے ممدوح و محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رتبہ و مقام کیا ہے؟ وہ کس طور سے عرضِ تمنا کر سکتا ہے۔ سعید بدر اپنے محبوب دو عالم کے کمالاتِ ظاہری و باطنی، خصائصِ عالیہ اور اوصافِ قدسیہ کی بلندیوں سے خوب خوب آگاہ ہیں۔ اگرچہ خصائص و جمالِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل پہچان تو خالقِ محمد ہی کو زیبا ہے کہ اس نے اس محورِ ہستی اور مقصودِ کائنات کو تخلیق کیا ہے۔ مگر ہر دور کے شاعر ادیب، نثر نگار، خطیب، فصحاء و علماء اور اصحابِ اسرارِ رموزِ حکمِ الہی کی تعمیل میں اپنی اپنی فکر و استعداد کے مطابق رسولِ شناسی کا اہتمام کرتے رہے اور اس بہانے عرضِ تمنا کی سعادت بھی ان کا مقدر بنتی رہی۔

سعید بدر بھی اس سعید بختِ قافلے کے محترم رکن ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصافِ حسنہ بھی دل کھول کر بیان کرتے ہیں اور اس بہانے اپنی حسرتوں، آرزوؤں، خواہشوں اور سینے کی خلوتوں میں چھپی ہوئی آہ و زاریوں کے اظہار کے مواقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوارِ عالم تاب کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

کیا خوب دل رُبا ہے سراپا حضور کا

اے کاش خواب میں ہو نظارا حضور کا

وہ کیسے خوش نصیب تھے جو دیکھتے رہے

آنکھوں سے پیارا پیارا وہ چہرہ حضور کا

مدحت کلام پاک میں ہے اُن کی جا بجا  
سب سے سوا ہے منصب و رتبہ حضورؐ کا

☆☆☆

خوش ادا و خوش نوا و خوش لقا  
خوش عطا و خوش سخا و خوش نما  
خوش مقال و خوش خصال و خوش جمال  
خوش خیال و خوش مثال و خوش نوال

☆☆☆

محمد ﷺ اعتبار انس و جاں ہیں  
محمد ﷺ باعث کون و مکاں ہیں  
محمد ﷺ کنت کنزاً کا ہیں مظہر  
محمد ﷺ وجہ تخلیق جہاں ہیں  
محمد ﷺ در حقیقت آپ قرآن  
خدائے پاک کا حسن بیاں ہیں

یہ تو ہم نے چند اشعار درج کئے ہیں ورنہ سعید بدر کے ہاں اوصافِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بحر بے کراں ہے جو اُٹھا چلا آ رہا ہے۔ اُنہوں نے غزل کے پیرائے سے زیادہ نظم کا پیرایہ اختیار کیا ہے۔ شاید وہ سمجھتے ہیں کہ اس بہانے وہ اپنا مقصود و مدعا زیادہ احسن طریق سے بیان کر سکتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ قدسیہ بیان کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے نور آفریں الفاظ و تراکیب کا ایک آبشار فراز فکر سے نشیبِ قلوب ہستی تک اُٹھا چلا تا رہا ہے۔ انداز بدل

بدل کر بات کرتے ہیں اور ہر مرتبہ نیا انداز۔ انہوں نے طویل نعتیں بھی لکھی ہیں جن میں ”نعت کیا ہے“؟ سب سے بڑی مثال ہے۔ اس کے علاوہ ایک مترنم بحر میں فسانہ حالات حاضرہ سناتے ہیں تو نعت کی طوالت آنکھوں کو عقیدت اور حالات کی سنگینی کا نم عطا کر دیتی ہے۔ ہر شعر کے اختتام پر یہ صدا ابھرتی ہے۔

اے مرے ماہِ مبین

اے سبز گنبد کے مکین

بہت کم نعتیہ مجموعے ایسے ملیں گے جن میں عرض تمنا کا ماجرا اس شان سے نظر آتا ہے کہ سعید بدر جیسے فکر آفریں شاعر ایک فرد سے لے کر ایک قوم تک اور اک قوم سے لے کر پوری ملت اسلامیہ کے غم بارگاہ رسول امین میں اشکوں کے سیل رواں کی صورت نذر کرتے نظر آتے ہیں۔ سعید بدر نے اس نعتیہ مجموعے کے بیشتر حصے کو اُمت اسلام کے ماجرائے رنج و الم میں تبدیل کر دیا ہے۔ لہجہ بدل بدل کر انداز بدل بدل کر، کبھی کسی حوالے سے، کبھی کسی حوالے سے، وہ ملت کا ماجرائے الم بیان کئے جا رہے ہیں۔ اس حوالے سے ان کے اشعار کی کثرت دیکھ کر واضح ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اس شعری مجموعے کو ”عرض تمنا“ کا نام ہی اس لئے دیا تھا کہ پوری قوم آگاہ ہو جائے کہ سعید بدر کے قلم سے آنسوؤں کے سرچشمے پھوٹ رہے ہیں۔ بعض اوقات یہ اپنی بات بھی کرتے ہیں تو یہاں بھی اشارتاً کنایۃً اُمتِ اسلام کی حالت زار نظر آتی ہے کیونکہ شاعر نے کہیں بھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ ملت اسلام سے الگ حیثیت رکھتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

عشق و مستی سے ہوئی محروم قوم ہاشمی

بتلائے لہو و عصیاں جہل سے مغلوب تر

زندگی جبر مسلسل اور کرب بے کراں

میں صلیب دہر پر دن رات ہوں مصلوب تر

بدر بھی اور قوم بھی دونوں پڑے ہیں جاں بلب  
 آپ کی چشم عنایت زود تر، مطلوب تر  
 حسرت عرض تمنا پھر سے جوش و جذبہ دکھاتی ہے اور سعید بدر اپنی پریشاں حالیوں  
 کی داستان کہنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

سر جھکا کر آ گیا ہے آپ کے در پر حضور  
 اک گدائے بے نوا اک مور بے برگ و شعور  
 ہر نہالِ کربلا ہے بے ثمر بے برگ و بار  
 یوسف بے کارواں ہے منزل و مقصد سے دور  
 حال مسلم کیا کہوں؟ کس درجہ ہے سنگیں ہوا  
 مشرق و مغرب ہے اس کے خون سے رنگیں ہوا  
 آج پھر افغانیوں پر ہے قیامت سر بسر  
 گر رہی ہیں بجلیاں سی ان کے جسم و جان پر  
 بصرہ و بغداد میں ہنگامہ محشر پیا  
 سر زمین سعدی و حیات ہے ماتم سرا  
 خطہ کشمیر میں لاکھوں مسلمان زیر دام  
 جو کئی صدیوں سے ہیں مجبور و محکوم و غلام  
 کیا کہوں کس سے کہوں میں کچھ بتا سکتا نہیں  
 تن بدن پر زخم ہیں کتنے دکھا سکتا نہیں  
 جبکہ ہم نے پہلے بھی رقم کیا ہے کہ سعید بدر ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں کو  
 ذہن کے البم میں سجائے ہوتے ہیں۔ جب ماضی کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں تو حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے حوالے سے اُمت اسلام کا تابناک ماضی ہر مورخ کی نگاہوں کو خیرہ اور قلم کی نوک کو خوشبو بداماں بناتا نظر آتا ہے۔ قرونِ اولیٰ سے قرونِ وسطیٰ کی طرف آتے ہیں تو ان کا لہجہ بجھا بجھا سادہ کھائی دیتا ہے اور پھر جب عہدِ حال کے پتے ہوئے صحرا میں مسلمانوں کی آبلہ پائی دیکھتے ہیں تو بے اختیار ان کا وجدان چیخ اُٹھتا ہے۔ انہیں ایسا نظر آتا ہے کہ جیسے یہ گلستانِ سدا بہار سے نکل کر سوانیزے پر آئے ہوئے سورج کے حصار میں آگئے ہیں۔ ایک طویل نظم کے چند اشعار دیکھئے اور قرونِ اولیٰ کی سطوتوں سے عہدِ حال کے زوال کا ماجرا دیکھئے۔ پہلے اسلام کی شوکت کا ایک منظر ملاحظہ ہو۔

ساعتِ راحت فزا آئی زمانے کے لئے  
 نور کی باراتِ ظلمت کو مٹانے کے لئے  
 غل ہوا کسریٰ کے ایوانِ زلزلے میں آگئے  
 قصرِ قیصر کے در و دیوار سب تھرا گئے  
 دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف آئی بہار  
 پھول مہکے چہچہائے طائرانِ مرغزار

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیضانِ بے کنار کا ذکر کرتے ہوئے شاعر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات پر سلام بھیجتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست مخاطب ہو کر نئی لذتوں سے ہمکنار ہوتا ہے۔ وہ عشق و خود سپردگی کے قلزمِ نور میں غرق ہے۔ مگر اسے پھر اُمت حضور یاد آتی ہے اور عرضِ تمنا کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگہ لطف و کرم خوشحالی اُمت کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہے۔ فقط دو اشعار دیکھئے۔



ملت اسلامیہ کے درد کا درماں ہیں آپؐ  
 . جملہ علت ہائے ملت کے شفا ساماں ہیں آپؐ  
 آ پڑی دُنیا اب آقاؐ آپ کے قدموں میں ہے

اس کے دردوں کا مداوا آپ کا قدموں میں ہے

”عرض تمنا“ کا جذبہ اپنی جگہ سعید بدر نعت کے مقام و مرتبہ سے بھی غافل نہیں ہوئے۔ اپنا ماجرا ئے غم کہیں یا اُمتِ اسلام کا ذکر چھیڑیں، وہ نعت کی محبوبیت اور دل نوازی سے کنارہ کش نہیں ہوتے بلکہ ایسے مقامات پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ نعت ان پر گل و لالہ کی پتیوں کی صورت نچھاور ہو رہی ہے۔ نعت تو بذاتِ خود اپنی تعریف آپؐ ہے۔ اپنی پہچان ہے، بلکہ نعت تو اپنے دامانِ رحمت کی جھلک سے شاعر کو اس کی پہچان عطا کرتی ہے جو عزت و نیک نامی سے عبارت ہے۔ شاعر ”عرض تمنا“ کو لفظوں، شعروں میں بخوبی ڈھالتا ہے اور اُسے اور بات کہنے کے ڈھنگ پر خصوصی عبور حاصل ہے۔ بعض مقامات پر اشعار اس طرح ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں جیسے کسی نے عقیدت کی تسبیح کے دانوں کو باہم پرودیا ہو۔ ایک شعر بھی ادھر ادھر کر لیں تو نعت کے مفاہیم فریاد کناں ہوتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ نعت میں شفاعتِ طلبی کا تذکرہ چلے یا رحمت بے کراں کا سوال اُبھرنے، ملتِ اسلام کے رنج و آلام کا تذکرہ چھڑے یا محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی شوق کا ذکر خیر ہو، سوز و گداز کی کیفیت ہو یا فورِ عشق کا نظارہ، نعت تو بہر حال نعت ہے۔ اس اکائی کو آپؐ مختلف خانوں میں بانٹ نہیں سکتے۔ اندازِ غزل کا ہو یا نظم کا، رباعیات میں ہو یا مخمس و مسدس ہو نعت تو نعت ہی کہلائے گی۔ اب یہ سعید بدر جیسے شاعرِ روزگار کا کمال ہے کہ وہ نعت کے آگینے کو شدتِ جذبات، شوکتِ الفاظ اور شکوہِ زباں و بیاں کی مرصع کاری بخشتا ہے۔ ایک نعت سے چند اشعار نذر قارئین ہیں۔

رواں ہوں جانب طیبہ بہ دل ترسیدہ ترسیدہ  
 خمیدہ سر، پچشم نم، قدم لرزیدہ لرزیدہ  
 کھڑا ہے بے نوا کوئی، درِ رحم و شفاعت پر  
 کہاں تابِ نظر اس کو مگر دُزدیدہ دُزدیدہ  
 طلوعِ بدر پر گائے تھے نغمے خوش نواؤں نے  
 انہیں کی لئے سے رُوحِ بدر ہے رقصیدہ رقصیدہ

یہ اشعار بھی ہم نے ایک طویل نعت سے درج کئے ہیں۔ ان سے شاعر کے ہاں  
 تغزل کی فراوانی کا جذبہ موجزن نظر آتا ہے۔ تغزل وہ جذبہ ہے جسے محسوس تو کیا جاسکتا  
 ہے مگر کما حقہ اس کی تعریف ممکن نہیں۔ کیونکہ تغزل شاعر کے دل سے طلوع ہوتا اور  
 قارئین کے اذہان و قلوب کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ تغزل سوز ہے، درد ہے۔  
 شاعر گردوں نوا کی ہجر محبوب میں تڑپنے کی کوک ہے، یہ ماجرائے ذوق و شوق ہے،  
 داستانِ مدحت طرازی ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادوں کی کہکشاں  
 بکھیرنے کا نام ہے۔ عقیدت کے ستاروں سے پلکوں کو سجانے کا نام ہے۔ یہ وہ جذبہ  
 ہے کہ جب کلک شاعر سے پھوٹتا ہے تو حاصل کلام بن جاتا ہے اور جب شاعر کے  
 لبوں سے ابھرتا ہے تو زمانے کو اپنی فکری تگ و تاز کا حصہ بنا لیتا ہے۔ یہ شاعر کی  
 خاموشی میں بھی اپنی گویائی کا اعجاز دکھاتا ہے۔ غرض جہاں نعت اپنے حسن کلام کی  
 انتہائی بلندیوں کو چھولے وہاں خود بخود شاعر کے کلام میں تغزل کی ہماہمی کا احساس  
 ہونے لگتا ہے۔

سعید بدر کو بجا طور پر غزل کی ہمہ گیری جامعیت اور اس کی تاثر آفرینی کا  
 احساس ہے اس لئے ان کے کلام سے جمالِ شعریت کے متعدد نمونے پیش کئے  
 جاسکتے ہیں۔

غم و آلام کے بادل کبھی جب گھر کے آتے ہیں  
 نگاہِ قلب پر حرفِ وفا تحریر کرتا ہوں  
 زباں پر نام آتا ہے تو اشکوں کے سمندر سے  
 منقش قلب پر ہر نقش کی تطہیر کرتا ہوں  
 یہی وہ نام ہے جس سے ہے حسنِ زندگی باقی  
 شبانہ روز میں اس نام کی تکبیر کرتا ہوں  
 چمک اٹھے ہیں صحرائے عرب کی ریت کے ذرے  
 میں ان ذرات سے اپنا جہاں تعمیر کرتا ہوں



دل دو جہاں رشکِ جنت بنا ہے  
 سمائی ہے اس میں ضیائے محمد ﷺ  
 بصیری کو صحت ملی جس روا سے  
 وہی تو روا ہے روائے محمد ﷺ  
 فرشتے کہیں گے اُسے راہ دے دو  
 چلا آ رہا ہے گدائے محمد ﷺ

سعید بدر کی نعت گوئی عہدِ حاضر کی ترجمان ہے۔ انہوں نے عہدِ حاضر کے  
 فرزند انِ توحید کی بے بسی و بے نوائی کا سطحی نہیں بلکہ نہایت گہری نظر سے مطالعہ کیا  
 ہے۔ امتِ مسلمہ کی بے حسی و بے چارگی دیکھ کر ان کا دل بے اختیار کڑھتا ہے اور یہ  
 مشتاقانہ وار اس دررحمت پر صدا کرتے ہیں جہاں صدیاں اور عہدِ شوکت و اقبال اور

عزت و اعزاز کے تمنائی بن کر مدتوں سے چشمِ کرم کے منتظر کھڑے ہیں کہ:

چشمِ رحمت بکشا سوئے من اندازِ نظر

اے قریشی لقمی، ہاشمی و مطلبی

سعید بدر نے ماضی حال اور دور استقبال کے حوالے سے وہ کچھ کہہ دیا ہے کہ الطاف حسین حالی کی ”مد و جزر اسلام“ کی یاد تازہ ہونے لگتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ سعید بدر لحظہ بھر کو بھی مایوس نہیں ہوتے بلکہ خزاؤں میں گھر کر بھی بہاروں کو آنکھوں میں سجائے ہوئے ہیں۔ مایوسیوں میں کھو کر بھی اُمیدوں کے چراغِ پلکوں پہ فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی کہا ہے کہ ان کی نعت میں ”عرضِ تمنا“ کا غلبہ ہے۔ مگر نعت میں عرضِ تمنا کہاں نہیں ہوتی۔ اگر عرضِ تمنا کا والہانہ پن ہی قلب و فکر کا اعزاز نہیں ہے تو کوئی نعت کیا لکھے گا۔ عرضِ تمنا ایک خوبصورت ترکیب ہے جس کی وسعتوں میں نعت کے وہ تمام مطالب و مفاد ہم پوشیدہ ہیں جن سے نعت کا حسن عالمگیر ضو بار ہوتا ہے۔

ہم سعید بدر کیلئے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں کہ انہیں وہ سب کچھ عطا ہو جو عرضِ تمنا کے ناتے سے وہ محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگ رہے ہیں۔ ”عرضِ تمنا“ میں کمالِ درجہ کی بے ساختگی ہے، روانی ہے۔ اشعار ایک ڈالی پر سجے ہوئے پھولوں کی طرح بہارِ جانِ فزا سے دلوں کو معنبر کر رہے ہیں۔ ”عرضِ تمنا“ کے حوالے سے ان کی ایک طویل نعت کے چند اشعار ہیں۔ پوری نعت ہی محبت و عقیدت کی چاندنی میں بسی ہوئی ہے۔ اس نعت کا عنوان ”مدینہ منورہ“ ہے۔ شاعر پہلے مدینہ کی منظر کشی کرتا ہے پھر وہاں پناہ ڈھونڈتا ہے۔ عرضِ تمنا کا اس طور سہارا لیتا ہے کہ زمانے بھر کی تمنائیں اسی ایک تمنا میں سما جاتی ہیں۔

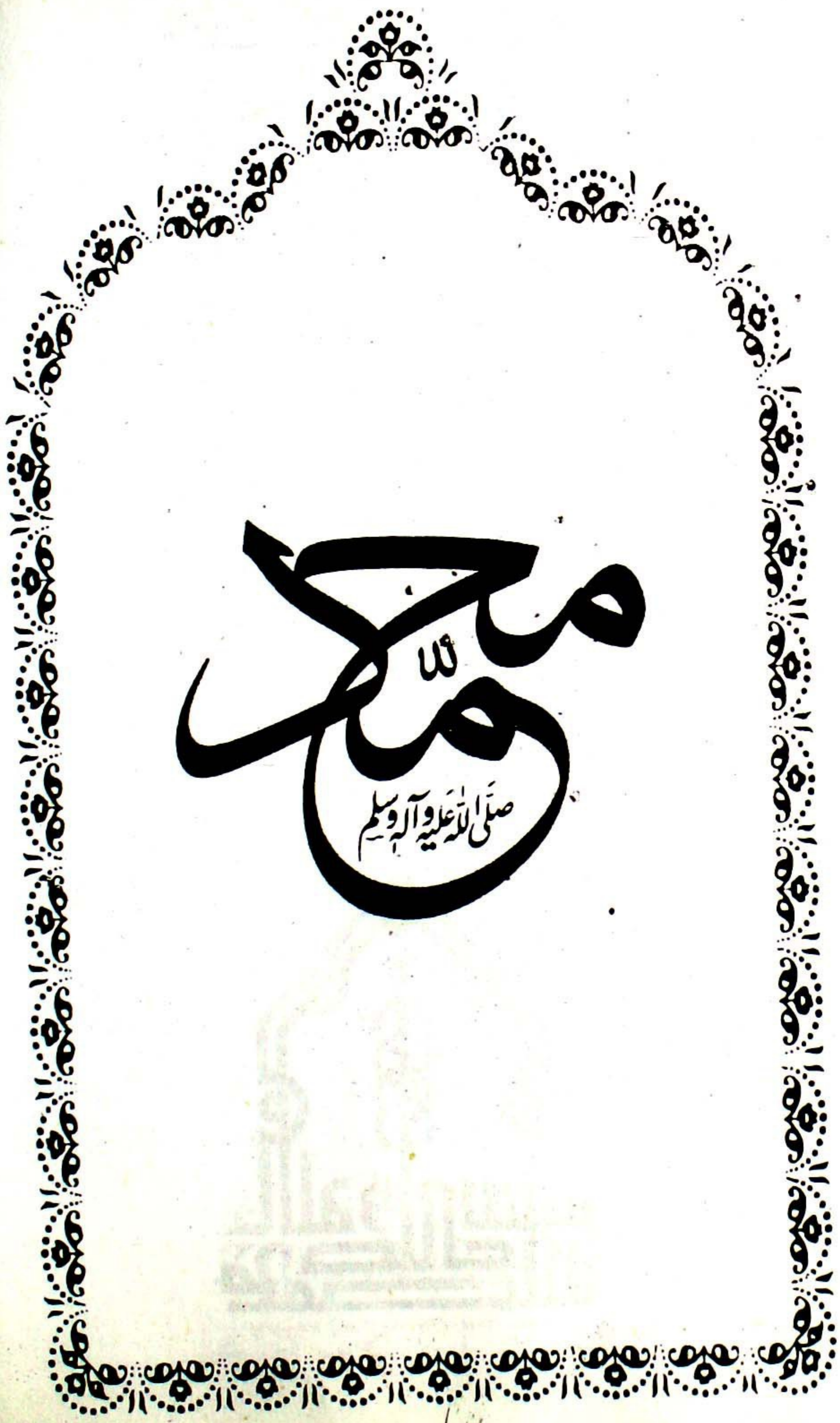
وہ اک گوشے میں لیکن دور سب سے

مسافر ایک آ کر چھپ گیا ہے

زمانے نے اسے برسوں ستایا  
 در رحمت پہ بے خود آ پڑا ہے  
 کہاں جائے گا اب مایوس ہو کر  
 کل عالم نے جسے ٹھکرا دیا ہے  
 کوئی لوٹا نہیں محروم یاں سے  
 یہاں جب سے در رحمت کھلا ہے  
 عنایت کی نظر کا ہے وہ جو یا  
 وہ شاید بدر بدر بے نوا ہے  
 کرم کی اک نظر شاہِ مدینہ!  
 خدائے پاک کا اب واسطہ ہے



(محصول ذہنی توسط) کہہ دیجئے اللہ عزوجل کا نام پڑھو۔ یہ تم و جاہ الامناء و ملائکین ©



لا  
صلى الله عليه وآله وسلم

## حمد رب العالمین

اے خداوندِ جہان و خالقِ عرش بریں  
ہر دو عالم میں تیرا ہمسر نہیں، ثانی نہیں  
☆☆☆

تو ہی واحد ہے زمانے بھر میں، تو ہی لاشریک  
تو ہی مالک، تو ہی رازق، تو ہی رب العالمین  
☆☆☆

حکم سے تیرے ہیں گردش میں مہ و مہر و نجوم  
تیری قدرت سے جہانِ رنگ و بو احسن تریں  
☆☆☆

آگ، پانی اور ہوا، یہ باغ و راغ و کوہسار  
یہ سمندر و دشت و دریا، آبشارانِ حسین  
☆☆☆

آسماں پر سب ستارے ہیں قطار اندر قطار  
تو نے حکمت سے سجائے ہیں نگین اندر نگین  
☆☆☆

ہر ستارہ منزلِ مقصود کی جانب رواں  
سر جھکائے پیشِ آمینِ الہ العالمین  
☆☆☆

تو نے تاروں کو ضیاء بخشا، قمر کو روشنی  
اور جگنو کو ”چمک“ دے کر بنایا ہے حسین  
☆☆☆

اک ”شرارِ زندگی“ آدم کو بھی بخشا گیا  
ذرہ ذرہ دہر کا جس کی بدولت ہے حسین  
☆☆☆

شکر تیری نعمتوں کا ہو بھلا کیسے ادا؟  
غور کرتا ہے جب انساں تو جھکاتا ہے جبیں  
☆☆☆

جس کو واعظ نے بٹھا رکھا ہے سدرہ سے پرے  
وہ مرا محبوب ہے، میری رگِ جاں کے قریں  
☆☆☆

میری بخشش کا فقط ہے تیری رحمت پر مدار  
مرے دامن میں عمل کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں  
☆☆☆

پھول کی خوشبو میں تو، حُسنِ مہ و انجم میں تو  
وسعت صحرا و دریا، تیری عظمت کی امیں  
☆☆☆

ناتواں بدرِ حزیں آیا تیری سرکار میں  
مغفرت فرما! برائے رحمت للعالمین

سدرہ سے مراد سدرۃ المنتہی ہے یہ وہ مقام ہے جہاں سے حضرت جبرائیل آگے نہیں جاسکتے تھے۔ مطبوعہ کاروان نعت



## حمد ربّ ذوالجلال

اے معظم! اے مکرم! اے کریم و اے رحیم!  
بخش دے ساری خطائیں اے خداوند عظیم!

مالک "دُنیا و عقبیٰ" خالق و رازق ہے تو!  
اَوّل و آخر ہے تو، آئندہ و سابق ہے تو

تیرے اک نورِ تجلی سے ہے روشن کائنات  
تیرے حرفِ کُن سے پیدا سلسلہٴ شش جہات

تو نے بخشا ہے ہمیں اربعہ عناصر کا نظام  
کر دیا سب کے لئے ہی نعمتوں کا انتظام

تیرے دم سے ہے جہاں میں بادِ صرصر کا خرام  
تیرے دم سے انجم و شمس و قمر کا ہے نظام

تیرے دم سے ہیں گلستاں میں عنادِ نغمہ زا  
تیرے دم سے گل میں خوشبو اور انجم میں ضیاء

تیرے دم سے مشرق و مغرب میں ہیں رنگینیاں  
تیرے دم سے مٹ گئی ہیں بے گماں تاریکیاں

تیرے دم سے قائم و دائم ہے سقفِ آسماں  
تیرے دم سے ہیں ستارے جانبِ منزل رواں

تیرے دم سے ذرے ذرے میں ہے پیدا آرزو  
تیرے دم سے ہر نفسِ محوِ تلاش و جستجو

علم و عقل و آگہی کا مخزن و مصدر ہے تو  
عشق، دل افروز کا سرچشمہِ اخگر ہے تو

ڈھونڈتی پھرتی ہے ہر شے کیا ہے رازِ ہست و بود؟  
کس لئے پیدا کیا ہے تو نے انساں کا وجود؟

آدم و حوا سے لے کر آج تک رتِ جہاں  
حضرتِ انساں ہے تیری جستجو میں سرگراں

تو کہاں ہے؟ تیری ہستی کا نشانہ ملتا نہیں  
گرچہ بے اذن و امر پتا کوئی ہلتا نہیں

تو یہ کہتا ہے کہ ”تو رہتا ہے شہ رگ (۱) سے قریب“  
ڈھونڈ پایا نہ تجھے، میں کس قدر ہوں بدنصیب

راز یہ شاہِ مدینہ نے کیا ہے آشکار  
”ایک ہے تو“ پر ترے جلوے ہیں بے حد و شمار

تیرا جلوہ باغِ ہستی کے گلِ لالہ میں ہے  
تیرا جلوہ آسماں پر چاند کے ہالہ میں ہے

تیرا جلوہ طائرانِ نغمہ زا کی لے میں ہے  
تیرا جلوہ ہر نفس میں اور ہر اک شے میں ہے

وَاحِدٌ وَ اَحَدٌ ہے تو اور خالق و صانع ہے تو  
رَافِعٌ وَ وَاسِعٌ ہے تو اور جامع و مانع ہے تو

(۱) شہ رگ : نحن اقرب اليه من جبل الوريد ۵ (ق۔ آیت: ۱۶)

ترجمہ: ”ہم اس کی (یعنی انسان کی) شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“

تیرے اذن و حکم سے چلتی ہے بادِ سازگار  
باغِ دُنیا میں جو لاتی ہے بہار اندر بہار

خالق و رازق ہے تو اور مالک و مختار ہے  
شاہد و عادل ہے تو، قیوم ہے غفار ہے

تو ہے بحرِ بیکراں اور میں ذرا سی آجُو  
ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں، قریہ بہ قریہ کو بہ کو

معرفت اپنی عطا کر! اے خدائے ذوالجلال  
میں تیرا بندہ بنوں! اور حمد لکھوں بے مثال

بخش دے بہرِ رسولِ پاک، اے ربِّ عَلا!  
خدمت دیں کی ذرا توفیق کر مجھ کو عطا!

والدیں کی مغفرت کی، ہے دُعا ربِّ کریم!  
فضل سے اپنے عطا کر! اُن کو درجاتِ عظیم

میری ذریت (۱) پہ ہو رحمت تیری سایہ فلکن  
خانداں میرا رہے ذکرِ الہی میں مگن

تیری رحمت کا یہ ادنیٰ بدر بھی ہے خواست گار  
سُرخرو کر دین و دُنیا میں ہمارے کردگار!

میرے دل میں آج کل ایک آرزو تڑپا کئے  
بدر تیرا گھر مگر اک بار پھر دیکھا کئے

تیرا بندہ ہوں تجھی سے مانگتا ہوں بار بار  
تیری جانب دوڑتا آتا ہوں میں بے اختیار




---

(۱) ذریت : اولاد نسل بخلاف۔

## رحم گن رحیما!

(حمد بزبان فارسی)

صد انابت سالہا کوشیدہ ام  
 رُوئے مقصدِ حسرتا! نادیدہ ام  
 وائے ناکامیء من درکارِ خویش  
 از ندامت بارہا نالیدہ ام  
 آں معاصی گو زین سر زد شدہ  
 از خجالتِ اشکِ ہا باریدہ ام  
 برگناہم کلکِ آمرزش بکش  
 از جہالت من زیبا لغزیدہ ام  
 حسرتا! از چہ نہ شد روئیدگی  
 شخمِ اُلفتِ بارہا کاریدہ ام  
 اندر آناں را از خود گم خدم  
 من بچندیں عصر ہا زائیدہ ام  
 از ولیم معدوم نے شد تیرگی  
 بارہا از اشکِ ہا شونیدہ ام  
 سینہ ہست از نور بے بہرہ ہنوز

بر زبونی ہا بسا غمدیدہ ام  
 شام من کہ ہست طول و تیرہ تار  
 کے دمَد صُحِّحِ ضیا بادیدہ ام  
 رہ نیابم منزل مقصود را  
 ار چہ جویاں جا بجا پوسیدہ ام  
 گاہ بر لب آورم از دل فغاں  
 گاہ مثل بیدہا لرزیدہ ام  
 می دہد تسکین مرا لَا تَقْنَطُوا  
 گو بہ ناکامی بسا نمدیدہ ام  
 ہست تو رحمن یا رب! رحم گن  
 گن مرا طوبی عطا رنجیدہ ام  
 وا گشا چشم و دل و گوشم مرا  
 من جبینم پیش تو سائیدہ ام  
 اے خدا! ایں بدر یابد منزلی  
 در تلاش جا بہ جا گردیدہ ام

(یہ حمد ۱۹۶۱ء میں لکھی گئی، جب راقم بی۔ اے کا طالب علم تھا۔)

(۱) لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت (بے پایاں) سے مایوس نہ ہو کرو۔)

## حمد الہی

### اللہ سے فریاد (بزبان پنجابی)

تو ہی دس پیاریا ربا! میں کدھرے ٹر جاواں  
 تینوں چھڈ کے کس دروازے میں جھولی پھیلاواں  
 نہ کوئی سن دا نہ کوئی من دا، سب غرضاں دے بندے  
 اپنا پیٹ ودھاون خاطر اینہاں لائے پھندے  
 اک پھندے وچ لوگ ہزاواں ایہہ شکار نے کر دے  
 روٹی دے اک ٹکڑے ہتھوں لکھاں بندے مردے  
 عزت جان گنواون اپنی پھر وی بھکھے رہندے  
 مرم کے ایہہ جیندے لوکی، مونہوں کجھ نہ کہندے  
 راتیں بچے بھکھے سوندے دن توں ہاڑے پاندے  
 سب کچھ ویکھن تیرے ”مومن“ لیکن نہ شرماندے  
 تیرے دولت منداں ربا! دُونی ات مچائی  
 دن تے رات ایہہ موجاں کر دے، بھکھی مرے خدائی  
 ایہہ کاراں دے وچ پھریندے، کردے پھر دے سیراں  
 دھکے دین غربیاں تائیں، وانگن دشمن غیراں



محتاجاں دے بچے ربا! سر پیراں توں ننگے  
 لیک امیراں دے گتے ویٰ اینہاں نالوں چنگے  
 دودھ پیندے تے عیشاں کر دے اتے مڑ بے کھاون  
 کاراں دے وچ سیراں کر دے پیر نہ تھلے لاہون  
 شیخ اقبالؒ لاہوری ہویا نیکاں دا اوہ جایا  
 پاک نبیؐ دا عاشق صادق جس نے ایہہ فرمایا  
 ”کئی ورہے میں دنیا دیکھی ایہہ نتیجہ پایا  
 اکھ امیراں اندر مینوں اتھرو نظر نہ آیا“ (۱)  
 ایہ سنگدل ایہہ ظالم بندے رحم نہ ہرگز کھاندے  
 مسکیناں دا حق نہ دیندے اُلٹا کھوہ لے جاندے

(۱) فرمودہ اقبالؒ

سالہا اندر جہاں گردیدہ ام  
 نم بچشم منعمان کم دیدہ ام  
 خیر و خوبی بر خواص آمد حرام  
 دیدہ ام صدق و صفا را در عوام

ترجمہ: میں کئی برسوں تک دنیا و جہاں میں گھومتا پھرتا رہا لیکن میں نے امیروں اور  
 دولت مندوں کی آنکھوں میں کبھی آنسوؤں کی نمی نہیں دیکھی۔ خاص لوگوں یعنی وی  
 آئی پی کا درجہ رکھنے والوں پر نیکی اچھائی اور خوبی حرام ہے۔ میں نے صدق و صفا  
 اگر کہیں دیکھی ہے تو وہ غریبوں میں نظر آئی ہے۔ امرا اس سے محروم ہیں۔  
 (اقبالؒ)

پڑھن نمازاں نعتاں نالے خوب نمائشاں کر دے  
 لگڑ مرغ پلاؤ کھاؤں پیٹ نہ پھروی بھر دے  
 کانٹی نینٹل اندر جا کے اُچے راگ الاون  
 تعریفاں وچ اک دو جے نوں آسمانیں پہنچاؤں  
 مرغ مرغن زرد پلاؤ دن تے راتیں کھاندے  
 لیکن کسے غریب دے ہتھ وچ پیسہ نہیں پکڑاندے  
 چہرے اُتے اینہاں لوکاں "بورڈ" لگائے ہوئے  
 جہاں اوپر "رنگ اسلامی" خوب سجائے ہوئے  
 چھریاں پھیرن ناداراں تے حق حقوق نہ دیندے  
 ذبح کریندے دلگیراں نوں نام خدا دا لیندے  
 عمرے حج کریندے اکثر لوکاں نوں دکھلاؤں  
 ناداراں ذی جھولی دے وچ خیر نہ ہرگز پاؤں  
 جہدا کوئی ہمسایہ کنبہ بھکا ننگا سووے  
 حج نہ عمرہ نہ قربانی اوہندی جائز ہووے  
 جو کوئی لوکاں تائیں یارو! دکھ ایذا پہنچاؤے  
 ایہہ حدیث مبارک ہے اوہ "کعبۃ اللہ ڈھاوے"

پڑھو نمازاں رکھو روزے دین نہ اس نوں کہندے  
 دین ہے اس توں اگے یارو لوک سیانے کہندے  
 ”سدھے راہ چلاویں ربا!“ روز دعا منکیندے  
 پھر اوہ کیہڑا سدھا رستہ؟ غور نہ امیں کریندے  
 ”رستہ اونہاں لوکاں دا انعام جہاں نے پائے  
 تے رضا الہی خاطر مال تے جان لٹائے“  
 راہ خدا وچ اج دے مومن پیسہ خرچ نہ کردے  
 پڑھن نمازاں رکھن روزے حج ہزاراں کردے  
 نہ زکوٰۃ نہ صدقہ دیندے نہ خیراتاں کردے  
 ایسے خاطر اکثر بندے بھکھے ننگے مردے  
 ہاں جے کوئی سیاسی لیڈر گھر اینہاں دے آوے  
 اینہاں کولوں لکھ ہزاراں اوہ لیڈر لے جاوے  
 دن تے رات نمود نمائش ہے اینہاں دا ہے شیوہ  
 ایسے پاروں ساری عمرے کھاندے رہندے میوہ  
 وچ سورت ماعون دے لکھیا ”کھانا دیہو مسکیناں  
 پوری کرو ضرورت ساری معاف ہوون <sup>تقصیراں</sup>“

چوداں جگہ تے وچ قرآنے حکم خدائی آیا  
 ”مسکیناں نوں کھانا دینا گھر جا کے“ فرمایا  
 اک دن پچھیا پاک نبیؑ توں اک صحابی پیارے  
 یا رسولؑ ایہہ دسو سانوں ”مسکین“ کون وچارے؟  
 ”جو بندہ نہ ہتھ پھیلاوے نہ ہی در کھڑکاوے  
 نہ سوال کرے کسے نوں نہ رووے گراوے  
 اوہ ”مسکین“ پچھانوں لوگو! اوہ اللہ دا بندہ  
 بھکھا مردا لیک کے نوں مول سوال نہ کردا  
 ایہہ تعریف نبیؑ اللہ نے مسکیناں دی کیتی  
 ایہہ کہانی شاعر لکھی شاید ہے ہڈ بیتی  
 تفسیراں دے لکھن والے! ایہہ بھی لکھدے آئے  
 منگن تون مسکین نماں ہر ویلے شرمائے  
 تاجر نوں جد وچ تجارت گھاٹا پے پے جاوے  
 کوشش کرے تے پھروی اوہنوں پیسہ ہتھ نہ آوے  
 یا پھر کوئی ربا بندہ وچ شکنجے آوے  
 دفتر وچوں کڈھیاں جاوے تے بیکار کہاوے

یا اوہ کسے بیماری ہتھوں کم کرے نہ کوئی  
 واجب ہے امداد اینہا دی ہر مومن تے ہوئی  
 ایہہ بندے نے بندیاں کولوں، مول کدی نہ منگدے  
 بچے بھکھے مردے بھانویں، منکن توں ایہہ سنگدے  
 جد تک اپنے پیراں اوپر کھڑے نہ اوہ ہو جاون  
 تہ تک کرو ضرورت پوری، نبی اللہ فرماون  
 کرو امداد ایہہ نال خموشی، نہ احسان ایہہ کوئی  
 حق اوہناں دا واپس دتا، ایہہ بشارت ہوئی  
 اللہ دی خوشنودی خاطر ہووے سب ورتارا  
 اوہ خالق اوہ رازق سب دا اسدا ایڈ پسارا  
 اوہو رزق تہانوں دیندا، اوہو کھوہون والا  
 اوہو عزت ذلت دیندا، سب کچھ دیون والا  
 اوہو دے ہدایت سب نوں اوہ گمراہی دیندا  
 اوہو دے توفیق سبھاں نوں، سب دے کم کریندا  
 اوہندا شکر کرو دن راتیں، ذکر کرو لکھ واری  
 اوہندا حق ادا نہ ہندا، یارو عمراں ساری

جو کجھ منگو اُس توں منگو اُوہا رازق ساڈا  
 زمیں آسمان بنائے اوہنے اُوہا خالق ساڈا  
 بدر منیر توں..... سب کجھ چھڈ کے، کر اوہندی مزدوری  
 ویکھیں کویں عنایت کردا، تینوں اوہ کستوری  
 اوہ تے گندیاں مندیاں بندیاں سینے نال لگاوے  
 چل اوہندے دروازے چلیئے، ”خیر“ یقیناً پاوے  
 جو دروازے اُس دے جاوے، خالی مول نہ آوے  
 پوریاں ہون مراداں نالے، دل دا مقصد پاوے  
 اوہ رب جنھے نوح دا بیڑا، پار لگا دکھایا  
 حضرت یونس مچھلی پیٹوں زندہ باہر آیا  
 اوہ رب موسیٰ خاطر جس نے نیلوں راہ بنایا  
 اوہ رب جس تے عیسیٰ تائیں، اسمائیں پہنچایا  
 اوہ رب جس نے ”خاص بندے“ نوں اسری سیر کروائی  
 جنت دوزخ سب دکھائے، نالے ”دید“ کرائی  
 اوہ رب جس نے شانناں دیتیاں، پاک نبی سرور نوں  
 رتبہ دتا کرن شفاعت، ساڈی روز حشر نوں

اُس دی خاطر بخشیں ربا! کردے دُور مصائب  
 عقدے حل ہو جاوَن سارے دکھ ہو جاوَن غائب  
 عزت دیویں، عظمت دیویں اندر دوہاں جہاناں  
 تیرا بندہ ”تیرا ہووے“ وچ زمیں آسماناں  
 جُرمہ عشق نبیؐ دا بخشیں نالے بخش شہادت  
 دُن ہوواں میں شہر مدینے مینوں! دے سعادت  
 خدمت کراں میں دین نبیؐ دی نالے لکھاں سیرت  
 دن تے راتیں کراں عبادت ایہو میری نیت  
 سیرت لکھاں پاک نبیؐ دی تے شرح قرآنی  
 سینہ کھول تے فرصت دیدے فضل ہووے سُبْحانی  
 نام بدر دا زندہ رکھیں ساری دنیا اندر  
 لوگ دعاواں دیوں مینوں کم کراویں سندر



الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ رَسُولِ اللَّهِ

وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدَ حَبِيبِ اللَّهِ

## حمد و نعت

کس قدر اے صاحبو! مجھ پر ہے اللہ کا کرم!  
 آ کھڑا ہوں بہر سجدہ پیش دیوارِ حرم  
 میں کہاں؟ اور یہ شرف یابی کا دروازہ کہاں؟  
 یہ فقط اُس کی عنایت ہے فقط اُس کا کرم  
 لکھ نہیں سکتا کوئی اوصاف ربِّ مصطفیٰ  
 ساری دنیا کے درختوں کے جو بن جائیں قلم  
 سب سمندر ہوں سیاہی اور لکھیں سب کے سب  
 حشر تک اللہ کی تعریفات کیا ہوں گی رقم  
 ہے تقاضا شوق کا سجدے کروں میں جا بجا  
 یہ جگہ وہ ہے پڑے کل جس پہ حضرت کے قدم  
 ہے یہی مکہ جہاں سے وہ مدینے کو گئے  
 آج تک تازہ نظر آتے ہیں سب نقشِ قدم  
 یہ وہ خطہ ہے جہاں دن رات وہ چلتے رہے  
 ان جگہوں پر اُن کی ذاتِ پاک پر ٹوٹے ستم  
 یہ صفا اور مروہ ہیں جن سے کہ پھوٹی روشنی  
 جس سے جگمگ ہو گئے سب راستوں کے پیچ و خم



نسلِ آدم کو دیا خیر البشر نے یہ پیام  
 سرنجز خالق کسی کے سامنے اب ہو نہ خم  
 فائدہ کچھ دے نہیں سکتے بتانِ آزری (۱)  
 بے گماں، بے منزلت 'ہیں' خود تراشیدہ صنم  
 اپنے جسموں سے یہ مکھی تک اڑا سکتے نہیں (۲)  
 پتھروں سے کچھ توقع، لغو ہے حق کی قسم  
 یاد رکھو! ہے سزا وارِ عبودیت وہی  
 خالق ارض و سما اور مالکِ لوح و قلم  
 بدر! کوئی شک نہیں، یہ بات سچی بات ہے  
 مصطفیٰ کے حکم سے پھرنا ہے انسانوں کو سم (۳)

(اس حمد و نعت کے بیشتر اشعار ۱۹۸۶ء میں حج بیت اللہ کے موقع پر لکھے گئے۔)

(۱) آزر کی طرح کسی کو بھی پتھروں سے تراشے ہوئے بت کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔

(۲) ”یہ لوگ تو ایک مکھی بنا سکتے ہیں اور نہ اُس سے کچھ واپس لے سکتے ہیں۔ جو وہ ان سے چھین کر لے جاتی ہے۔“

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِئُوهُ مِنْهُ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا جن بتوں کو تم پوجتے ہو اگر سارے (بت) جمع ہو جائیں تو ایک مکھی بھی نہ بنا سکیں اور مکھی ان سے کچھ چھین

لے تو یہ اُس سے (وہ چیز) چھڑانہ سکیں دراصل طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔ (حوالہ الحج، آیت ۷۳)

(۳) سم: بمعنی زہر

## احوالِ اُمّت

اے خدائے دو جہاں! جلوے تیرے ہیں چار سو  
 ہر زباں پر ہے رواں دن رات ذکر اللہ ہو  
 عاصی و خاطی ہیں ہم کچھ بھی سہی رب کریم!  
 نام لیتے ہیں ترا حاضر ہیں تیرے روبرو  
 آج کل ہے پوری اُمّت درد و غم میں مبتلا  
 خونِ مسلم سے ہے رنگیں یہ جہانِ رنگ و بو  
 چار سو ارزاں ہوا ہے اہل ایماں کا لہو  
 ایک محشر ہے پیا، قریہ بہ قریہ، گو بہ گو  
 نام لیوا آپ کے ہیں ہر جگہ زیرِ عتاب  
 قاہر و غالب ہوئے ہیں اہل ایماں پر عُدو  
 دست بستہ آپ کی خدمت میں ہے یہ عرضِ غم  
 لٹ نہ جائے آپ سے وابستگی کی آبرو  
 ہے گلستانِ نبی پر چھا گئی افسردگی  
 ہے دعائے بدر یارب! مرحمت فرما نمو

## نعت کیا ہے؟

نعت جذب و شوق کی ہے اک ادائے دل نشیں  
 نعت شاعر کی تمناؤں کا، اک خوابِ حسین (۱)  
 نعت قندیلِ محبت، نعت شمعِ زندگی  
 نعت نورِ قلب و جاں ہے، نعت نورِ بندگی  
 نعت ہے تفسیرِ قرآن و حدیثِ مصطفیٰ  
 نعت ہے تذکارِ محبوب و محبتِ کبریا  
 نعت ہے گلستہ گل ہائے رنگین و حسین  
 لالہ و گل، زگس و سون، گلاب و یاسمین  
 نعت ہے مدح و ثنائے سپید خیر الانام  
 راہ میں آتے ہیں جس کے سخت اور مشکل مقام  
 نعت کیا ہے؟ دھار ہے تلوار کی یا پلِ صراط  
 جس پہ چلنے کا ہے کس میں حوصلہ؟ کس کی بساط  
 نعت ہے افراط اور تفریط سے بچنے کا نام  
 نعت ہے حسو و زواید سے سنبھل جانے کا نام

(۱) انجمن فقیرانِ مصطفیٰ فیصل آباد نے ۳۰ اپریل ۲۰۱۰ء کو محلولہ بالامصرع پر طرچی مشاعرہ کا انعقاد کیا جس میں پندرہ بیس شعرائے کرام نے مصرعِ طرح پر نعتیں پیش کیں، یہ مشاعرہ راقم کے زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ اختتام پر اس فقیر بے نوا کو خوبصورت شیلڈ پیش کی گئی۔

نعت توفیق خداوندی کا اک اظہار ہے!  
 جس کو یہ نعت ملے اُس کا سفینہ پار ہے  
 نعت سے تشنیک کے کہسار ہوتے ہیں نگوں  
 نعت سے تخمین و ظن کے دشت ویران و زبوں  
 نعت کیا ہے؟ داستانِ خواجہ بدر و حنین  
 نعت کیا ہے؟ تازہ کرنا آج پھر رسمِ حسینؑ  
 نعت ہے صدیقِ اکبر کی صداقت پر عمل  
 نعت ہے فاروقِ اعظمؓ کی عدالت پر عمل  
 نعت ہے عثمانؓ غنیشاں کی سخاوت پر عمل  
 نعت ہے خیبرؓ کے فاتح کی شجاعت پر عمل  
 نعت ہے شبیرؓ کے شوقِ شہادت پر عمل!  
 نعت ہے حضرت ابوذرؓ کی قناعت پر عمل  
 نعت ہے نورِ ہدایت اور بشارت پر عمل  
 نعت ہے حسانؓ ثابت کی روایت پر عمل  
 نعت کیا ہے سوزِ رومیؒ، نعت ہے عشقِ اولیؑ  
 نعت ہے دشتِ جنوں میں جستجو لیلائے قیس  
 نعت سے ہوتی ہے صبحِ نعت ہی سے شام ہے  
 نعت ہی آغازِ ہستی، نعت ہی انجام ہے

نعت ہے ظفر علیؑ کا دبدبہ و طنطنہ  
 نعت ہے اقبالؒ کا سوز و سرور و ولولہ  
 نعت سے سجدوں میں ملتا ہے سرورِ سرمدی  
 نعت اہل دل کو دیتی ہے شعور و آگہی  
 نعت سے ہوتا ہے حاصل سوزِ دلِ نورِ یقین  
 نعت قلب و جاں کی راحتِ نعت سے روشن جبیں  
 نعت ہی سے عرش و کرسی نعت سے لوح و قلم  
 نعت ہی سے ہے فروغِ زندگانی و مہدم  
 نعت کیا ہے؟ درحقیقت سنتِ پروردگار  
 نعت ہے حور و ملائک کا وظیفہ اور شعار  
 نعت کیا ہے؟ درحقیقت علم و حکمت کا جمال  
 نعت کیا ہے؟ درحقیقت عشق و رقت کا جلال  
 نعت کیا ہے؟ درحقیقت موجہٴ دریائے نور  
 نعت کیا ہے؟ درحقیقت دولتِ فہم و شعور  
 نعت کیا ہے؟ اشک ہائے تر سے موتی رولنا  
 آنسوؤں سے بات کرنا منہ سے کچھ نہ بولنا  
 نعت کیا ہے؟ شہرِ طائف میں مظالم کا بیان  
 سر سے پاؤں تک رسول اللہؐ کا تھا خوں رواں

۱ ظفر علی سے مراد بلند پایہ شاعر مولانا ظفر علی خاں ہیں۔ (س۔ پ)

نعت کیا ہے؟ یاد کرنا قصہ ہائے درد و غم  
 اہل مکہ کے رسول پاک پر ظلم و ستم  
 نعت کیا ہے؟ تازہ کرنا رسم مولائے بلالؓ  
 نعت کیا ہے؟ یاد کرنا رنج و غم کے ماہ و سال  
 نعت کیا ہے؟ تپتے انگاروں پہ بھی پڑھنا درود  
 نعت تلواروں کے سائے میں مسلمان کے سجود  
 نعت کیا ہے؟ دل کے ٹوٹے تار پھر سے جوڑنا  
 اور اُن کو گنبدِ خضرا کی جانب موڑنا  
 نعت کیا ہے؟ کھلی والے سے تعلق جوڑنا  
 ماسوکی اللہ سے بتوں سے رشتے ناطے توڑنا  
 نعت کیا ہے؟ درد مندوں کی نوائے دردناک  
 نعت کیا ہے؟ اہل فرقت کی صدائے سوزناک  
 نعت کیا ہے؟ بندۂ مومن کی اک بانگِ ازاں  
 کفر و استبداد کے ظلمت کدوں کے درمیاں  
 نعت کیا ہے؟ اک قصیدہ ہے رسول پاک کا  
 نعت کیا ہے؟ تذکرہ ہے صاحبِ لولاک کا  
 نعت کیا ہے؟ تپتے صحراؤں میں نخلِ سایہ دار  
 نعت کیا ہے؟ بارشِ رحمت میانِ ریگ زار

نعت کیا ہے؟ دشت ویراں میں ہویدا مرغزار  
 نعت کیا ہے؟ چشمہ اُلفت سے موجوں کی پھوار  
 نعت صحراؤں کے اندر ایک نخلستان ہے  
 نعت کفرستان میں گویا کہ پاکستان ہے  
 نعت بخشش کا ذریعہ نعت جنت کی کلید  
 نعت دربار رسالت تک رسائی کی نوید  
 نعت ہے توصیف کا اک سلسلہ در سلسلہ  
 تا ابد جاری و ساری مرحلہ در مرحلہ  
 نعت کیا ہے؟ ہر گھڑی لب پہ رہے ذکر حضور  
 نعت کا حاصل ہے کیا؟ دل کا سکون جاں کا سرور  
 نعت کیا ہے؟ دل کے گلشن میں بہاروں کا پیام  
 نعت کیا ہے؟ بندہ عاصی کا آقا کو سلام  
 نعت کیا ہے؟ اعترافِ عز و شانِ مصطفیٰ  
 نعت کیا ہے؟ مدحت خیر البشر خیر الوریٰ  
 نعت کیا ہے؟ عشق و مستی اُلفت و سوز و گداز  
 نعت کیا ہے؟ اہل دل کے واسطے عجز و نیاز  
 نعت کیا ہے؟ نامہ جبریل کا اک نام ہے  
 نعت کیا ہے؟ یہ خدا کا آخری پیغام ہے

نعت کیا ہے؟ بدرِ غمگین کی نوائے رنج و غم  
 زندگی بھر جس کی جانِ زار پر ٹوٹے ستم  
 نعت کیا ہے؟ درحقیقت نالہ اہل فراق  
 نعت ہے مدحِ محمدِ صاحبِ تاج و براق  
 نعت کیا ہے؟ درد کے قصوں کی گٹھڑی پھولنا  
 پھر حسین لفظوں میں ان کو جان و دل سے تولنا  
 نعت کیا ہے؟ دل فگاروں کا مدینے کو سفر  
 نعت کیا ہے؟ گنبدِ اخضر کی جانب اک نظر  
 نعت کیا ہے؟ قلبِ عاشق کا مدینے میں قیام  
 پیش کرنا آنسوؤں کی جھالریں بااحترام  
 نعت دربارِ نبوت میں فقیروں کا سلام  
 نعت مہجوروں، یتیموں اور اسیروں کا سلام  
 نعت کیا ہے؟ بیکسوں اور بے نواؤں کی پکار  
 حسرتوں، ناکامیوں اور التجاؤں کی قطار  
 نعت کیا ہے؟ دل کے زخموں کیلئے خاکِ شفا  
 نعت کیا ہے؟ درمندوں کے لئے آبِ بقا  
 نعت کیا ہے؟ درحقیقت چشمِ شاعر کا وضو  
 نعت ہی سے بدر! تیرے شعر کی ہے آبرو

مطبوعہ ماہنامہ "نعت" لاہور۔ سہ ماہی "قرطاس"۔ ماہنامہ "بتول" لاہور۔ ماہنامہ عفت راولپنڈی



## نعت خیر الوریؐ

اے امام الانبیاء ! اے رہنمائے اولیاء  
 ہادی جن و بشر! اے پیکرِ صدق و صفاء  
 خواجہ کونین ختم المرسلین بدر الدجی  
 منبع عرفان و حکمت شافع روز جزا  
 اے مبشر! اے مظہر صاحب جود و سخا  
 اے شفیع و اے منزل ! اے حبیب کبریا  
 اے مرے ملجا و ماوی ! اے نبی محترم  
 تاجدار ہر دو عالم! اے رسول محتشم  
 مرکز نور و ہدایت چشمہ علم و ہنر!  
 قول اطہر قول فیصل بات ہر اک معتبر!  
 اے رئیس الانبیاء و اتقیاء و اسخفاء  
 ظلمتوں کی وادیوں میں آپ ہیں شمس الضحی  
 آپ ہیں خیر الوئی نور الہدی و خوش خصال  
 آپ ہیں صدر العلی کیف الوری شیریں مقال  
 صاحب یاسین و طہ مصطفیٰ و مرتضیٰ  
 حامل قرآن و فرقان مجتبیٰ و منتہی

صادق الوعد الایمیں، میرِ اُمم، خیرالانام  
 بارگاہِ کبریا میں آپ کا ارفع مقام  
 سطوتِ توحید قائم، آپ کے دم سے ہوئی  
 توڑ ڈالے آپ نے لاکھوں بتانِ آزری  
 نغمہ توحید سے گونجے زمیں و آسماں!  
 کعبۃ اللہ سے بتوں کے مٹ گئے نام و نشاں  
 اے متاعِ دین و دُنیا چارہ قلبِ حزین  
 میرے مولاً! میرے آقا! حاملِ صدق و یقین  
 ساقیِ تسنیم و کوثر! دافعِ رنج و بلا  
 مخزنِ انوار و حکمت! صاحبِ فقر و غناء  
 آپ کے دم سے ہے جاری، چشمہ نور ہدیٰ!  
 ذوق و شوق و جذب و مستی، سوز و سازِ اتقاء  
 راحتِ آشفگان، آزرندگان و عاشقان  
 باعثِ تسکینِ مہجوراں، سراجِ سالکان  
 اے جمالِ کبریائی! اے جلالِ اللہ ہو!  
 آپ کی چشمِ عنایت، منہائے آرزو

پتھروں (۱) کو آپؐ نے بخشا ہے فیضانِ نظر  
چومتے ہیں جن کو ذوق و شوق سے حضرت عمرؓ  
ظلمتوں (۲) سے نور کی جانب ہے سرگرم سفر  
کاروانِ سخت جاناں اُمّت خیر البشر  
اے مُشرف! اے مُقرب! صاحبِ خلقِ عظیم  
پھر عطا ہو قوم و ملت کو وہی فوزِ العظیم  
باعثِ تکوینِ عالم! اے مرے مشکل کشا!  
آپؐ کا اک نام لیوا ہے گرفتارِ بلا  
بندہ درماندہ و خوار و زبون و جاں بلب  
آپؐ کی چشمِ کرم گستر کا طالب روز و شب  
قطرہ ہائے خون دل سے آج کل اپنا وضو  
کر رہا ہے بدرِ مضطر، تشنہ جام و سبو

(مطبوعہ روزنامہ جنگ ۱۹۸۱ء سرورق پر)

(۱) پتھروں سے مراد ”حجرِ اسود“ ہے جس کے بارے میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ”اے حجر

اسود! اگر تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو تو میرے لئے محض ایک پتھر ہوتا۔“

(۲) تلمیح بہ آیت شریفہ اللہ وکفی الذین امنوا یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّورِ یعنی ”اللہ کام بنانے والا ہے ایمان

والوں کو نکالتا ہے اندھیروں سے اجالوں کی طرف یعنی اندھیروں سے اجالوں کی طرف لے جاتا ہے۔“ (البقرہ آیت ۲۵۷)

## نعت رسالت مآب ﷺ

ہر نگاہِ فتنہ خو سے پاک تر، محبوب تر  
 با خدا ہیں آپؐ خوبانِ جہاں سے خوب تر  
 والدین (۱) اولاد سے، ہر قیمتی شے سے عزیز  
 آپؐ بہتر، آپؐ برتر، آپؐ ہیں محبوب تر  
 آپؐ کے عشق و محبت سے رہا محروم جو  
 دین و دنیا میں یقیناً ہے وہی مغضوب تر  
 آپؐ نے تصدیق کر دی، ہم نے آمنا (۲) کہا  
 عمر گزری ڈھونڈتے اور وہ رہا محبوب تر  
 چلتے چلتے عشق کے رستے میں آتا ہے مقام  
 ”چوں رسولؐ پاک گردد از خدا محبوب تر“ (۳)

(۱) تلح بہ حدیث نبوی: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ اَكُونَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَاٰلِدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔  
 (بخاری شریف جلد اول ص ۷)

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنے والدین، اولاد، تمام اعزہ و اقارب، مال و زرحتی  
 کہ اپنی ذات سے زیادہ عزیز اور محبوب نہ سمجھے۔“

(۲) معراج النبیؐ کے واقعہ کے بعد ابو جہل نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے طنز یہ کہا کہ آپ کے پیغمبر نے اب آسمانوں کی سیر کرنے  
 کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً جواب دیا: اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص: ۲۴۸)

(۳) علامہ اقبال کا مصرع بہ تغیر ادنیٰ ما خود از ”اسرار و رموز“۔

معنی حرم کئی تحقیق گر      بنگری بادیدہ صدیق گر  
 قوتِ قلب و جگر گرد و نبیؐ      از خدا محبوب تر گردد نبیؐ

کامیاب و کامراں ہوگا وہی دارین میں  
 نام جس کا، کام جس کا، آپ سے منسوب تر  
 ملت اسلام کی حالت کروں میں کیا بیاں؟  
 کفر و باطل کے مقابل آج ہے مغلوب تر  
 مشرق و مغرب میں ہر جا ظالموں کا راج ہے  
 اور مسلم ہر کہیں مغضوب تر، معتبوب تر  
 عشق و مستی سے ہوئی محروم قوم ہاشمی  
 بتلائے لہو و عصیاں، جہل سے مغلوب تر  
 زندگی بھر ظلم سے اور جبر سے لڑتا رہا  
 ہو نہ پایا میں کسی فرعون سے مرعوب تر  
 زندگی جبر مسلسل اور کرب بے کراں  
 میں صلیب دہر پر دن رات ہوں مصلوب تر  
 جرّے عشقِ نبی چکھنے کی حسرت ہے سعید  
 جو شراب لالہ گوں سے ہے مجھے مرغوب تر  
 بدر بھی اور قوم بھی دونوں پڑے ہیں جاں بلب  
 آپ کی چشمِ عنایت، زود تر، مطلوب تر

(مطبوعہ: روزنامہ امروز ..... روزنامہ نوائے وقت، لاہور)

## ارمغانِ نعت

سر جھکا کر آ گیا ہے آپ کے در پر حضور!  
 اک گدائے بے نوا، اک مورِ بے برگ و شعور!  
 دل میں درد و سوز کی لذت لبوں پر ہے دُرود  
 آپ کی شفقت کا طالب، شافعِ یومِ نشور  
 آپ کے فیض و کرم پر ہے مدارِ زندگی  
 آپ ہیں بیشک فروغِ صبحِ اعصار (۱) و دُہور (۲)  
 آپ ختمِ الانبیاء ہیں اور شاہد اس پہ ہیں  
 حشر تک قرآن و انجیل اور تورات و زبور  
 تیرگی ہی تیرگی چھائی ہوئی تھی چار سو  
 ایسی ساعت میں ہوا صبحِ سعادت کا ظہور  
 خشک صحرا میں بگولوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا  
 ابرِ رحمت سے گل و گلزار ہے دشتِ شعور  
 آفتابِ علم و عرفان، ماہتابِ عشق و سوز  
 ابرِ احسان و عطا، سرنامہ آیاتِ نور  
 اک اشارے سے ہوا، شق القمر کا معجزہ  
 رہ گئے مہبوت و ششدر، کافرانِ پرفور

(۱) اعصارِ عصر کی جمع، مراد زمانہ

(۲) دُہور دہر کی جمع، مراد زمانہ

آپ کے لطف و کرم سے کامراں مرد حبش (۱)  
فارسی (۲) فیض نبوت سے ہے با وقر و شعور  
ایک آہ نارسا ہے طالب چشم کرم  
آپ کے در کا ہے خواہاں ایک قلب ناصبور  
ہر نہال کربلا ہے بے ثمر بے برگ و بار  
یوسف بے کارواں ہے منزل و مقصد سے دور  
بن گئی جبر مسلسل آج! اپنی زندگی  
روح مردہ جاں فردہ شیشہ دل چور چور  
فائز مند ہوئے ہیں بے ضمیر و بے اصول  
میں صلیب جور پہ لٹکا ہوں بے جرم و قصور  
ارمغان نعت لایا ہوں بصد عجز و نیاز  
”گر قبول افتد ز ہے عز و شرف“ میرے حضور!  
ایک مدت سے اسیرِ غم ہے یہ بدرِ حزیں  
آپ کی بس اک نظر ہے دین و دنیا کا سرور

(مطبوعہ: روزنامہ نوائے وقت - لاہور)

(۱) ”مرد حبش“ سے مراد سیدنا حضرت بلال ہیں جن کا تعلق ملک حبش یا حبشہ سے تھا جسے ابی سینیا بھی کہتے ہیں۔

(۲) ”فارسی“ سے مراد حضرت سلمان فارسی ہیں جن کا ایران سے تعلق تھا۔ جنگ احزاب میں مدینہ منورہ کے گرد خندق

کھودنے کا مشورہ حضرت سلمان ہی نے دیا تھا جسے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے ایران کی فتح کے بعد انہیں وہاں کا گورنر مقرر کیا۔

## اشکِ ندامت

(جولائی ۱۹۸۶ء میں حج بیت اللہ کی سعادت کے حصول سے قبل حجاز مقدس روانگی کے موقع پر لکھی گئی)۔

خوشا! اشکِ ندامت جو گنہگاروں کے کام آیا  
 اچانک اُن کی جانب سے حضوری کا پیام آیا  
 میں اس قابل نہ تھا ہرگز مگر اُن کی عنایت ہے  
 کہ آخر خود بخود مجھ تک بھی اُن کا دورِ جام آیا  
 ”سن! (۱) اے میری غریبی کا تماشا دیکھنے والے“  
 نہ ہوں قسمت پہ کیوں نازاں؟ مجھے اُن کا سلام آیا  
 اگرچہ بتلائے گمراہی میں بھی رہا برسوں  
 مگر آنکھوں سے خوں ٹپکا جو لب پر اُن کا نام آیا  
 متاعِ زیست ہے بس درد و سوز و آرزو مندی  
 یہی تھا زادِ راہ اپنا جو درویشوں کے کام آیا  
 بہت مایوس تھا لیکن خدا کی خاص رحمت ہے  
 محمد ﷺ کی غلامی کا ہے نامہ میرے نام آیا  
 محمد ﷺ کی غلامی ہے شہنشاہی و فغفوری  
 غلام اُن کا ہمیشہ ہر جگہ سے شاد کام آیا

(۱) حکیم الامت علامہ اقبال کا مصرع، ماخوذ از بال جبریل



شہادت میرے دعویٰ کی قتیبہ (۱) اور طارق (۲) ہیں  
 محمد ابن قاسم (۳) ہند میں ماہ تمام آیا  
 مجھے بھی بخشش دیں مولا سند اپنی غلامی کی  
 میں چند آنسو لئے، اے سید والا مقام آیا  
 بروز حشر جب وہ نامہ اعمال دیکھیں گے  
 ”کہیں گے اس کو آنے دو“ محمد ﷺ کا غلام آیا  
 بہت مظلوم ہو بیشک مگر آہ و بکا کیوں ہے؟  
 سنبھل اے دل! ادب لازم! درِ خیرالانام آیا

(۱) قتیبہ بن مسلم، عہد امیہ کے مشہور مسلمان جرنیل، جنہوں نے ایران و توران کے علاوہ اقصائے چین تک کئی علاقے فتح کئے اور مشرق میں اسلام کی دھاک بڑھادی۔ افسوس! خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے انہیں جیل میں ڈال دیا اور پھر مروادیا۔

(۲) طارق بن زیاد: اموی عہد کے مشہور جرنیل جنہوں نے موجودہ سپین (ہسپانیہ) فتح کیا۔ کشتیاں جلانے کا واقعہ انہی سے منسوب ہے جسے علامہ اقبال نے قاری زبان میں نظم کیا ہے۔

طارق چوں برکنارہ اندلس سفینہ سوخت گفتند کار تو بہ شریعت کجا رواست

روایت ہے کہ طارق کو خواب میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے فتح ہسپانیہ کی بشارت دی تھی۔

(۳) محمد بن قاسم: عہد اموی کا کم سن مسلمان جرنیل جس نے صرف ۷ سال کی عمر میں حجاج بن یوسف گورنر عراق کے حکم پر سندھ کے ظالم راجہ داہر کی قید سے مسلمان خواتین کو رہا کرانے کیلئے حملہ کیا اور فتح یاب ہوا اس طرح سندھ پر پہلی بار اسلام کا پرچم لہرایا۔ محمد بن قاسم نے اروڑ کے مقام پر پہلی مسجد تعمیر کی جس کے نشانات آج بھی موجود ہیں۔ اس کو بھی سلیمان بن عبد الملک نے واپس بلا کر جیل میں ڈال دیا اور وہیں شہادت پائی۔

”ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر“ (۱)  
 جہاں پر سر جھکائے با ادب ہر خاص و عام آیا  
 یہ وہ دربار ہے جس پر فلک بھی سرنگوں دیکھا  
 جہاں جبریلؑ جب آیا بہ عجز و احترام آیا  
 یہاں آ کر اگر کوئی بلند آواز (۲) سے بولا  
 قسم اللہ کی وہ شخص بے نیل مرام آیا  
 گلستانِ زمن میں گو ہزاروں تھے گل و لالہ  
 خلوص و مہر کا غنچہ نہ کوئی میرے کام آیا  
 میرے آقا! میرے مولا! میرے ملجا! میرے ماویٰ  
 گرفتارِ الم بدرِ حزیں بہر سلام آیا

(مطبوعہ: روزنامہ امروز لاہور)

(۱) یہ شعر عزت بخاری کا ہے جسے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ارمغانِ حجاز کے آغاز میں درج کیا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

عزت بخاری کا اصل نام عبدالولی تھا جو اورنگ زیب عالمگیر کے سیکرٹری تھے فارسی میں اُن کا ایک دیوان موجود ہے

زیادہ تر رجحان مذہب کی طرف تھا اس لئے اپنے کلام میں نعت پر بہت زور دیا۔ نواب علی وردی خاں نواب آف بنگال

کے ساتھ بھی رہے ۱۷۵۶ء اس کی وفات پر حیدرآباد دکن چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ (مصنف)

(۲) تلمیح بہ آیہ کریمہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ

بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے زیادہ اونچا اور بلند نہ کیا کرو یعنی

چیخ چیخ کرنے بولو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

## اے حکیم نکتہ ور!

اے شہنشاہِ زمن ، میرِ حجاز  
 آپ شرق و غرب کے ہیں چارہ ساز  
 ”اے وجودِ تو جہاں را نو بہار“ (۱)  
 لٹ چلا ہے عافیت کا لالہ ازار  
 جذبہٴ اخلاص کیا رخصت ہوا  
 ہم سے ذوق آگہی بھی چھن گیا  
 چل گئی ہے ہر طرف ایسی ہوا  
 مٹ رہی ہے اب مروّت اور وفا  
 ہو گیا دشوار اب رزقِ حلال  
 ہو میسر کس طرح صدقِ مقال  
 مل گیا ہے جن کو اونچا مرتبہ  
 ہیں منافق اور مردانِ ریا

(۱) مصرع از علامہ اقبال بحوالہ ”مثنوی پس چہ باید کرد“ نظم بعنوان ”در حضور رسالت مآب“ اصل شعریوں ہے۔

اے وجودِ تو جہاں را نو بہار پر تو خود را در لیغ از من مدار

ظلم و جور و شر کا ہے سکہ رواں  
 مٹ گیا ہے عدل کا نام و نشان  
 تھے مسلمان جو کبھی صاحب کمال  
 وہ گنوا بیٹھے ہیں سب جاہ و جلال  
 شوکت سنجر (۱) نہ اب جاہ سلیم (۲)  
 کج گناہ بھی ہیں فقیر بے گلیم  
 عورتیں بے باک بے شرم و حیا  
 چاک ہے مرد مسلمان کی قبا  
 شیطنت ہے چار سو غلبہ کناں  
 جہل سے معمور ہے سارا جہاں  
 گرمی عشقِ بلالؓ و بوذریؓ (۳)  
 یہ متاعِ بے بہا بھی چھن چکی

(۱) سنجر: خاندانِ سلاجقہ کا آخری فرماں روا جس کا شمار ایران کے بہترین بادشاہوں میں ہوتا ہے۔ وہ شجاع، کریم، ہنر پرور اور رعایا نواز تھا۔ بے شمار علماء و فضلاء اس کے دربار سے وابستہ تھے۔ ۵۵۴ء میں وفات پائی۔ پہلے بھی ذکر

آچکا ہے۔

(۲) سلیم: سلطنت عثمانیہ کا بہادر اور جری سلطان ۱۶/۱۱ اپریل ۱۵۱۲ء میں تخت نشین ہوا اور ۲۱ ستمبر ۱۵۲۰ء میں وفات پائی۔ اس نے یورپ کے کئی علاقے فتح کئے جن میں موجودہ سربیا، بوسنیا، پولینڈ اور دیگر کئی ریاستیں شامل تھیں۔ کہتے ہیں وہ دریائے ڈیوب تک جا پہنچا تھا۔ اس طرح اس نے یورپ میں اسلام کی دھاک بٹھادی۔

(۳) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ: مشہور صحابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ بنو غفار سے تعلق مکہ میں اسلام قبول کیا اور وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ”شیخ الاسلام“ کا لقب پایا۔ آپ درویش منش اور خوددار صحابی تھے سرمایہ داری کے سخت خلاف تھے۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں ایک جنگل میں جا بے وہیں بے بسی کے عالم میں وفات پائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کے مطابق ایک قافلہ والوں نے کفنایا اور دفنایا۔ توکل اور قناعت میں بے مثال تھے۔

ہے کہاں سوزِ دُروں؟ کیفِ حیات  
 زندگی انساں کی ہے مثلِ مہمات  
 گرمی گفتار کے قائل ہیں ہم!  
 ہاں مگر اعمال سے غافل ہیں ہم  
 آپ کے در پر ہے حاضر کائنات  
 التفات! اے شاہِ طیبہ! التفات  
 اے انیسِ دردِ مندانِ جہاں!  
 آپ ہی کا نام ہے وردِ زباں  
 آپ کے چہرے پہ ٹھہری ہے نظر  
 آپ ہیں دارین سے محبوب تر (۱)  
 آپ نے بخشی بوسیری (۲) کو ردا  
 میری جانب بھی ذرا لطف و عطا  
 بندہ کمزور و لاغر جانِ زار  
 مُبتلائے دردِ ہائے بے شمار

(۱) حدیث پاک کی جانب اشارہ ہے کہ ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنی جانِ اولاد ماں باپ اور دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبوب اور عزیز تر نہ رکھے۔“

(۲) امام بوسیری: شرف الدین محمد بوسیری رحمۃ اللہ علیہ مشہور و معروف قصیدہ بردہ کے مصنف فارح یا جذام کے مریض تھے شفا کی امید نہ رہی تو خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں قصیدہ بردہ پیش کیا۔ آپ ﷺ (بقیہ والہ گلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

”شہسوارا ! یک نفس در کش عنان“ (اقبال)

بدّر بھی ہے آپ کی جانب رواں

اے پناہ بے کساں! شاہِ عرب!

”بندہ خود را حضورِ خود طلب“ (اقبال)

☆☆☆



(بقیہ حوالہ) نے خوش ہو کر اپنی ردائے مبارک اُن کے کندھوں پر ڈال دی جس سے جان لیوا مرض جاتا رہا۔ مشہور مورخ نکلسن لکھتے ہیں کہ ”بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے رات کو قصیدہ پڑھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادرِ رحمت عطا فرمائی۔ صبح بیدار ہوئے تو وہی چادر جسم پر لپٹی ہوئی تھی۔“

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاکِ طلیتِ را

بزرگانِ دین کا فرمان ہے کہ مصیبت، بیماری یا شدید پریشانی کے عالم میں قصیدہ بردہ کے ورد سے اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرماتا ہے اور رنج و غم و الم اور مصیبت و ابتلا سے نجات دیتا ہے۔ یہ نسخہ آزمودہ ہے جو میرے والد گرامی سائیں حکیم محمد یعقوب منیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا۔ راقم نے بھی ایک شخص کو پڑھنے کا مشورہ دیا۔ چالیس ایام کے اندر اندر ہی اس کا کام بن گیا۔ اہل سنت و جماعت کے ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسنات قادری نے بھی ترجمہ قصیدہ بردہ میں اس امر کی تصدیق کی ہے۔

## فریادِ امت

### محسن انسانیت ﷺ کی ولادت باسعادت

(الف) بعثت سے قبل زمانہ کی حالت زار اور نورِ ہدایت کی آمد

کشتی انسانیت گرداب میں تھی غوطہ زن  
 اور طوفانِ ہلاکت چار سو تھا موجزن  
 اہل رومہ عیش میں گم اہل ایراں ہرزہ کار  
 مصر اور شام و عرب کا دیدنی تھا حالِ زار  
 چار سو معبود تھے لات و منات و اہرمن  
 پتھروں کو مان بیٹھے تھے خدا اہل زمن  
 دیوتاؤں کی پرستش، جا بجا اور کو بکو  
 گم رہی اور شرک کا سکہ رواں تھا چار سو  
 ظلم و استبدادِ جور و جبر اور غارتگری  
 ایک ادنیٰ فعل تھا ان کے لئے عصمت دری  
 عورتوں کی عزت و حرمت نہ تھی پیش نظر  
 بیٹیوں کو دفن کر دیتے تھے زندہ بے بصر

دفعۃً تاریکیوں کے ابر سارے چھٹ گئے  
 آسماں سے شرک و لادینی کے بادل ہٹ گئے  
 جہذا! خورشیدِ عالم تاب جلوہ گر ہوا  
 مشرق و مغرب کا ہر گوشہ مثالِ زر ہوا  
 ساعتِ راحت فزا آئی زمانے کے لئے  
 نور کی باراتِ ظلمت کو مٹانے کے لئے  
 دستکِ لاہوت پر رحمت کے دروازے کھلے  
 ہادیٰ عالمِ ہدایت کے لئے بھیجے گئے  
 غل ہوا کسریٰ کے ایوانِ زلزلے میں آ گئے  
 قصرِ قیصر کے در و دیوار سب تھرا گئے  
 گر گئے سجدے میں کعبے کی بتانِ آزری  
 یوں ہوا آغازِ دورِ انحطاطِ بت گری  
 نوعِ انساں غرقِ ذلت تھی گرفتارِ بلا  
 ڈوبتے لوگوں کو رحمت کا سہارا مل گیا  
 آسیائے ظلم میں جب پس رہی تھی کائنات  
 ظلم کے ماروں کو بخششی آپ نے آ کر نجات  
 مدتوں سے تھا خزاں دیدہ چمنِ اُجڑا ہوا  
 آپ نے آ کر اُسے لہکا دیا، مہکا دیا



دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف آئی بہار  
 پھول مہکے چہچہائے طائرانِ مرغزار  
 ہر کہیں اہل چمن تھے سر بلند و مفتخر  
 ہو گئے سارے زمیں والے موقر، معتبر

### (ب) عرض بخضور رسالت مآب ﷺ

کوثر و تنیم کے مالک! حبیب کبریا  
 مہر و مہ ہیں آپ کے رُوئے منور کی ضیاء  
 آپ کی ذاتِ مبارک سے درخشاں دو جہاں  
 آستانِ پاک پر جھکتا ہے بیشک آسماں  
 موجزن ہے آپ کی شفقت کا بحرِ بیکراں  
 پی رہا ہے آپِ زمزم ہر کوئی پیرو جواں  
 تربیت سے آپ کی سلمان کو رتبہ ملا  
 خاک ایراں سے اٹھا افلاک کا ہمسر ہوا  
 آپ کی حُسنِ توجہ کا نمونہ ہے بلاں  
 مشرق و مغرب میں جس کی مل نہیں سکتی مثال  
 آپ کی آغوشِ رحمت سے وہ ٹھہرا معتبر  
 ”سید (۱) و مولا“ جسے کہتے تھے سب اہل نظر

(۱) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام سیدنا اور مولانا کہہ کر بلایا کرتے تھے۔

## (ج) سلام بخضور پر نور ﷺ

السلام اے جانِ رحمت! کعبہ دُنیا و دیں  
 السلام اے صاحبِ جود و کرم! نورِ مہیں  
 السلام اے ہادیِ برحق، حبیبِ کردگار  
 آپؐ مصباحِ الظلم ہیں، ظلمتوں میں نورِ بار  
 السلام اے فخرِ عالم! وجہِ تخلیقِ حیات  
 درحقیقت آپؐ کے دم سے سچی ہے کائنات  
 السلام اے شہسوارِ مرکبِ رُشد و ہدیٰ  
 پرچمِ توحید آ کر آپؐ نے لہرا دیا  
 آپؐ ہیں شمسِ الضحیٰ، بدرُ الدجیٰ، نورِ الہدیٰ  
 آپؐ ہیں کہفِ الوریٰ اور آپؐ ہیں صدرِ العلیٰ  
 آپؐ کا ہے نامِ نامی، باعثِ تسکینِ جاں  
 آپؐ کی عظمت کا سکہ چار جانب ہے رواں  
 آپؐ ہیں رافعِ ہمارے آج بھی اور کل بھی ہیں  
 آپؐ ہیں شافعِ ہمارے آج بھی اور کل بھی ہیں  
 عشق کے ماروں کا قبلہ آپؐ ہیں، بس آپؐ ہیں  
 درد کے ماروں کا ملجا آپؐ ہیں، بس آپؐ ہیں

ملت اسلامیہ کے درد کا درماں ہیں آپ  
 جملہ علت ہائے ملت کے شفا ساماں ہیں آپ  
 آپڑی دُنیا اب آقا! آپ کے قدموں میں ہے  
 اس کے دردوں کا مداوا آپ کے قدموں میں ہے

## (د) احوال اُمت اسلامیہ

حالِ مسلم کیا کہوں؟ کس درجہ ہے سنگیں ہوا  
 مشرق و مغرب ہمارے خون سے رنگیں ہوا  
 ہر کہیں ہیں بجلیاں اور قحط ہیں، آلام ہیں  
 اہل ایماں ہر جگہ ناشاد ہیں، ناکام ہیں  
 ظلم و جور و قہر کا سکہ رواں ہے چار سو  
 اور مسلمان ہیں ہدفِ قریہ بہ قریہ، کو بہ کو  
 آج پھر افغانیوں پر ہے قیامت سر بسر (۱)  
 گر رہی ہیں بجلیاں سی ان کے جسم و جان پر  
 خانماں برباد پھرتے ہیں بچارے در بدر  
 پھر بھی باطل کے مقابل ہو گئے سینہ سپر

(۱) روس نے ۱۹۷۹ء میں افغانستان پر حملہ کر دیا۔ آٹھ سال یہ جنگ جاری رہی۔ چالیس لاکھ مہاجرین پاکستان میں پناہ گزیں ہوئے۔ پندرہ لاکھ شہید اور بیس لاکھ زخمی اور معذور، ۱۹۸۵ء میں روسی فوجیں واپس گئیں اور روس کے حصے بخرے ہو گئے۔ افغان ابھی سنبھلنے نہ پائے تھے کہ امریکی اور اتحادی افواج نے حملہ کر دیا۔ افغانی اب تک پریشان ہیں۔

ندیاں خوں کی رواں ہیں آج نورستان (۱) میں  
 لاکھوں آئے ہیں مہاجر بن کے پاکستان میں  
 حبشہ (۲) و فلسطین (۳) کے سارے مسلمان جاں بلب  
 لڑ رہے ہیں زندگانی کی لڑائی روز و شب  
 آپ کے ہیں نام لیوا آپ کے خدمت گزار  
 ہو رہے ہیں خوار و زسوا بتلائے اضطراب  
 بصرہ و بغداد میں ہنگامہ محشر پاپا  
 سر زمین سعدی و خپام ہے ماتم سرا  
 نام لیوا آپ کے باہم ہیں مصروف جدال  
 رات دن جاری برابر مومنوں کا ہے قتال  
 سارے ایرانی، عراقی بتلائے حرب و کرب  
 اور فلسطینی مجاہد منتشر تا شرق و غرب  
 اُن کی جدوجہد آزادی ابھی ناکام ہے  
 ان غریبوں پر ستم اور جوڑ صبح و شام ہے

(۱) نورستان: افغانستان کے ایک صوبہ کا نام جہاں روسی افواج بے پناہ قتل عام کیا۔

(۲) حبشہ: حبشہ افریقی ملک ہے جس کے ساتھ سوڈان اور اریٹریا مسلمان ممالک ہیں۔ امریکہ نے وہاں

اپنی افواج بھیج کر مسلمانوں کا قتل عام کیا اور آج کل یہی کام حبشہ کی عیسائی حکومت کر رہی ہے۔

(۳) فلسطین یا فلپائن، مشرق بعید میں جزائر پر مشتمل علاقہ ہے جہاں عیسائی حکمران ہیں امریکہ ان کا حامی ہے

وہاں منڈا کے علاقہ میں مسلمان اکثریت میں ہیں جو برسوں سے آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

گو ہوئی اہل عرب کو تیل کی دولت عطا  
شوکت و قوت سے ہیں محروم اب تک باخدا  
ہے جلالت اور شجاعت سے مبرا ہر کوئی  
تیل کی دولت سے بھی بگڑی نہ ان کی بن سکی  
چند لاکھوں نے کروڑوں کا کیا جینا حرام  
لے نہ پائے آج تک صہیونیوں سے انتقام  
اک قیامت سی پاپا ہے خطہ لبنان میں  
اُمّتی ہیں آپ کے بدحال ہندوستان میں  
جرم اُن کا صرف یہ ہے آپ کا لیتے ہیں نام  
شہر میں قریہ میں ہر جا ہے اُنہی کا قتل عام  
اُن کی عزت اُن کی عصمت بر سر نیلام ہے  
بیکسوں کا ہر زمانے میں یہی انجام ہے  
خطہ کشمیر میں لاکھوں مسلمان زیر دام  
کتنی صدیوں سے ہوئے مجبور و محکوم و غلام  
آپ کے در پر کھڑے ہیں دست بستہ ہے دُعا  
بتلائے درد و غم ملت پہ ہو لطف و عطا

قوم و ملت کو عطا ہو پھر وہی روزِ سعید  
شوکتِ سنجر (۱) شکوہِ ارسلان و بایزید

## (۵) عرضِ غم

کیا کہوں؟ کیسے کہوں؟ میں کچھ بتا سکتا نہیں  
تن بدن پر زخم ہیں کتنے دکھا سکتا نہیں  
باغِ ہستی میں گل و نسزیں، کا ہے بیشک ظہور  
مجھ کو کانٹے ہی ملے اے صاحبِ یومِ النشور  
میں ریاضِ دہر میں جس چیز کا طالب رہا  
وہ کلی نہ مل سکی مجھ کو نہ وہ گل ہی ملا  
دوست بھی دشمن بنے ہیں، میری جان زار کے  
ظلم پہلے نم نہ تھے کچھ ہر طرف اغیار کے  
درپے آزار ہیں میرے زمین و آسماں

(۱) سنجر ایران میں حکمران خاندان سلاجقہ کا آخری باجروت حکمران وہ شجاع، بہادر، کریم النفس اور رعایا پرور تھا، علماء و فضلاء کا قدردان تھا۔

سلطان سنجر خوارزم شاہیوں سے برس پیکار رہا۔ ۵۵۴ء میں وفات پائی۔ بے شمار علماء، فضلاء اور دانشور اس کے دربار سے وابستہ تھے۔ سنجر ایک شہر کا نام بھی ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ لفظ (س ج ز) ہے اور سنجر غلط العام ہے۔

آپؐ فرمائیں کہ ان حالات میں جاؤں کہاں؟  
 آپؐ نے بخشی بوسیریؒ کو ردائے نورِ زا  
 میری جانب بھی محبت کی نظرؒ بہرِ خدا  
 چشمِ رحمت گر پڑے تو ہو سکوں میں سُرخرو  
 مجھ کو بھی در پر بلا لیں بس یہی ہے آرزو  
 بدر کے ملجا و ماویٰ آپؐ ہیں لاریب ہیں  
 باخدا غم کا مداوا آپؐ ہیں لاریب ہیں

(مطبوعہ: روزنامہ امروز لاہور ۱۹۸۶ء)



## دُرودِ حضورِ مصطفیٰ ﷺ

میں حضور مصطفیٰ ﷺ جب پیش کرتا ہوں دُرود  
 تھر تھراتا ہے معاً میرا شبتانِ وجود  
 رنگِ حضرت سے نہ ہو رنگین جب تک زندگی  
 ہیں سبھی بیکار تب تک روزہ و تسبیح، سجود  
 نامِ آقا لب پہ آتے ہی تڑپ جاتا ہے دل  
 دمبدم حسرت زدہ اشکوں کا ہوتا ہے ورود  
 ”کہہ رہی ہے زندگی تیری کہ تو مسلم نہیں“  
 (اقبال)

زار و نالاں ہے ہمارے حال پر چرخِ کبود  
 زندگانی گر مزین اسوۂ حسنہ سے ہو  
 دیکھ پھر کیا رنگ لاتا ہے محمد ﷺ پر ورود  
 کر مسخر نفس امارہ بہ ضربِ لا الہ  
 آ جھکیں گے تیرے قدموں پر زمانے کے جنود  
 عہدِ ماضی میں نہیں ملتی کوئی ایسی مثال  
 آج ملت پر ہے طاری جیسے غفلت کا جمود  
 کانپتے تھے جن کے رُعب و داب سے اہل فرنگ  
 کھو کے عظمت ہو گئے وہ مائلِ رقص و سرود



مٹ گیا ہے جب سے ذوقِ سجدہ و شوقِ جہاد  
 غالب و قاہر ہوئے ہم پر نصاریٰ و یہود  
 ہو ”صلاح الدین ایوبی“ (۱) کی پھر قائم مثال  
 کر عطا توفیق ایسی ہم کو یاربِ ودود  
 تیرے دل میں ہو اگر پیدا وہی ذوقِ یقیں  
 سامنے تیرے ٹھہر سکتے نہیں گبر و ہنود  
 بدر! اگر اسلاف کی ہم سے ہو کامل پیروی  
 سر اٹھا سکتے نہیں، عیسائی، موسائی، ہنود

وَسَلِّمْ  
 عَلٰی سَائِرِ  
 صِلٰتِ اللّٰہِ

(۱) سلطان صلاح الدین ایوبی: غازی سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ جس کی عظیم الشان فتوحات دفتر تاریخ میں آفتابِ نصف النہار کی طرح روشن ہیں۔ اہل یورپ آج بھی اس کے نام سے کانپتے اور تھر تھراتے ہیں۔ اُس نے صلیبی جنگ جیت کر بیت المقدس پر قبضہ کیا اور برطانیہ کے بادشاہ ”رچرڈ شیر دل“ کو شکست فاش سے ہمکنار کیا۔ جارج بش صدر امریکہ نے ۹/۱۱ کو افغانستان اور عراق پر حملہ کرتے وقت ”کروسیڈ“ کا لفظ استعمال کیا۔ چنانچہ اب عیسائی اور یہودی مل کر مسلمانوں کو تباہ برباد کر رہے ہیں اور مسلمانوں سے انتقام اور بدلہ لے رہے ہیں۔ کئی برسوں سے افغانستان اور عراق میں امریکی اور اتحادی افواج تباہ کن بمباری کر رہی ہے اب تک لاکھوں مسلمان شہید کئے جا چکے ہیں۔ نیٹو افواج پوری طاقت سے حملہ آور ہیں۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں بھی قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے اور دہشت گردی کے انسداد کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے۔ (س۔ ب)

## سلام بخضوبر رسالت مآب ﷺ

الصلوة والسلام! اے	سرورِ کون و	مکان
الصلوة والسلام! اے	وجہ تخلیق	جہاں
الصلوة والسلام! اے	زینتِ باغ	جناں
الصلوة والسلام! اے	نوبہار	گلستاں
الصلوة والسلام! اے	دودمان	ابراہیم
الصلوة والسلام! اے	وارث	موسیٰ کلیم
الصلوة والسلام! اے	تاجدارِ ہل اتی	(۱)
الصلوة والسلام! اے	قابِ قوسینِ دنی	(۲)
الصلوة والسلام! اے	طائرِ سدرہ	نشیں
الصلوة والسلام! اے	سائرِ عرش	بریں

(۱) هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئاً مذکوراً۔ (دھر ۷۶ آیت ۱)

ترجمہ: بیشک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام نہ تھا۔ (کنز الایمان)

(۲) قاب قوسین: فکان قاب قوسین او ادنی (عجم ۵۲ آیت نمبر)

ترجمہ: از آیت نمبر ۹۹ ”پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسماں بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا، پھر وہ جلوہ قریب ہوا۔ پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔“ (کنز الایمان)

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے صدر و بدرِ مرسلین  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے مرکزِ صدق و یقین  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے نورِ حق، نورِ مبین  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے افضل و اعلیٰ ترین  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے محتشم! عالی وقار  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے باغِ عالم کی بہار  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے حاملِ نور و ضیاء  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے دلکش و دلِ رُبا  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے آفتابِ دل نواز  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے ماہتابِ جاں گداز  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے خواجہِ بدر و حنین  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے آمنہ کے نورِ عین  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے کعبہٴ دنیا و دیں  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے قبلہٴ دین متین  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے راحتِ آزردهاں  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے رحمتِ افسردہاں  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے صبحِ عالم کی ازاں  
 آپ کے دم سے رواں ہے زندگی کا کارواں  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے غم کے ماروں کے رفیق  
 غمزدوں پر آپ اُن کی ماؤں سے بڑھ کر شفیق

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے صاحبِ حسن و جمال  
 آپ ہیں غنچہ دہن، شیریں سخن، شیریں مقال  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے سرِ حق کے ترجمان  
 موہ لیتا ہے دلوں کو آپ کا طرزِ بیاں  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے مرکزِ جود و سخا  
 آپ کی چوکھٹ پہ حاضر اک گدائے بے نوا  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے رحمتِ عرب و عجم  
 اس گدائے بے نوا پہ کیجئے لطف و کرم  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ! اے صاحبِ صدق و صفا  
 جرمِ عشق و محبت کیجئے مجھ کو عطا  
 میں پریشاں حال و مضطر بیقرار و دلِ فگار  
 لے کے آیا ہوں فقط اشکِ ندامت بے شمار  
 آپ کی مہر و محبت بیکران و بے حساب  
 اک ذرا چشمِ عطاء اے حاملِ اُمّ الکتاب!  
 زندگی بھر اہل دنیا نے کئے مجھ پر ستم  
 آپ کی جانب رہی میری توجہ و مبدم  
 آج پھر اہلِ جفا نے یورشِ آلام کی  
 آپ کے دامنِ رحمت کیلئے ہوں ملتجی

غرق کر! بیڑا کبھی کا ظالم و جابر ہیں یہ  
 ہیں منافق اور فاسق مہر سے قاصر ہیں یہ  
 دین<sup>(۱)</sup> کا ڈنکا بجاتے ہیں یہ ظالم صبح و شام  
 اپنے مقصد کے لئے رکھتے ہیں جائز قتل عام  
 غازیہ اسلام چہرہ پر لگا لیتے ہیں لوگ  
 ظلوں میں میڈے اپنے سجا لیتے ہیں لوگ  
 جو یہ کہتے ہیں کبھی کرتے نہیں اُس پر عمل  
 ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ یہ بدعمل  
 دین کو بدنام کرتے ہیں یہی مطلب پرست  
 آتوں کو بیچ دیتے ہیں بسا منصب پرست  
 یا الہی! قوم کو تو ان کے فتنوں سے بچا  
 ان سے لڑنے کا ہمیں کچھ حوصلہ بھی کر عطا  
 ننگ قوم و ننگ دیں اور ننگ ملت ہیں یہ لوگ  
 پیکر فتنہ فساد و اہل ذلت ہیں یہ لوگ  
 ان کے کردار و عمل سے لوگ اب بیزار ہیں  
 شاکی تھے دُنیا سے وہ اب دین سے بیزار ہیں

(۱) ۱۹۹۳ء میں ایک ٹی وی فیم عالم دین نے اپنے عجب پر پردہ ڈالنے کے لئے نہ صرف مصنف کو بلکہ متعدد افراد کو اپنے ماتحت  
 ادارے کی ملازمت سے نکلوا دیا جس پر آرزوگی آفرودگی اور مایوسی کے عالم میں نعت کے یہ آخری اشعار کہے گئے۔ اللہ کے  
 کرم سے انجام کار چھ ماہ بعد موصوف کی بھی چھٹی ہو گئی اور جلد ہی وہ قتل ہو گیا۔

آپ کے ہیں نام لیوا! آپ سے فریاد ہے  
 آپ کی یادوں سے یہ ویران دل آباد ہے  
 آپ کا جب نام آتا ہے تو رو لیتے ہیں ہم  
 آنسوؤں کے ہار بھی اکثر پرو لیتے ہیں ہم  
 بیکس و لاچار و لاغر اک مریض درد مند  
 دستگیری کا ہے طالب! اے حکیم ارجمند  
 اک دُعا میرے لئے اللہ سے میرے حضور!  
 مشکلیں آسان فرمائے، وہ غم ہو جائیں دور  
 اب بلا لیں اپنے دروازے پہ یا حضرت! مجھے  
 جان دوں میں آپ کے قدموں میں ہے حسرت مجھے

☆☆☆

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 من دعا لي بعد موتي فقد خصني من فضله  
 وصار من سبي سبي القتل  
 1934

## اے رحمت للعالمین ﷺ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ! اے رحمت للعالمین  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ! اے صاحبُ صدق و یقین!  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ! اے سبز گنبد کے مکیں  
 زندگی کے دعائے اولین و آخرین  
 اک حسیں انگشتری ہے یہ جہانِ رنگ و بو  
 آپ اس انگشتری کے ہیں درخشندہ نگین  
 آپ سے حاصل ہے انساں کو شعور و آگہی  
 کر دیا ہے آپ نے بندے کو مولا کے قرین  
 معترف ہیں آپ کے اخلاق کے دشمن سبھی  
 آپ کی گفتار بھی ہے دلربا و دل نشین  
 آشکارا ہو گیا سرِ خدائے ذو الجلال  
 دُور آنکھوں سے ہے لیکن ہے رگِ جاں کے قرین (۱)

(۱) نحن اقرب الیہ من جبل الورد (ق ۱۶) ترجمہ: ”ہم اس کی (یعنی انسان کی) شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“

آپ کی شفقت سے دیکھا، جنت الماویٰ حضور!  
 روضہ پاک آپ کا اور آپ کا شہر حسین  
 خانہ (۱) کعبہ سنگ اسود (۲) اور مقام ابراہیم (۳)  
 چاہ زمزم، (۴) عرفہ، (۵) مروہ (۶) اور صفا (۷) بلد امیں (۸)

(۱) خانہ کعبہ: یہ مقدس گھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے تعمیر کیا تھا۔ حضرت اسماعیل انہیں اور گارا لاتے اور حضرت ابراہیم تعمیر کرتے جاتے یہی وجہ ہے کہ خانہ کعبہ کے سامنے ایک پتھر پر حضرت ابراہیم کے پاؤں کا نشان موجود ہے جسے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا (اقبال)

ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

(۲) سنگ اسود: اسے حجر اسود بھی کہتے ہیں۔ یہ جنت سے لایا گیا پتھر ہے جسے زائرین بوسہ دیتے ہیں۔ حضرت عمر نے اسے دیکھ کر فرمایا تھا۔ ”اے حجر اسود! اگر تمہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میری نظر تو محض ایک پتھر ہوتا۔“

(۳) مقام ابراہیم: اس کی تشریح نمبر ۱ میں موجود ہے۔

(۴) چاہ زمزم بیت اللہ کے صحن میں پانی کا چشمہ ہے۔ حضرت ہاجرہ ننھے بیٹے کی پیاس بجھانے کیلئے صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان بار بار دوڑ کر جاتیں کہ کہیں سے پانی مل جائے لیکن جنگل میں تنہا معصوم بچے کی وجہ سے پھر واپس آ جاتیں ساتویں مرتبہ واپس آ کر دیکھا تو حضرت اسماعیل کی ایڑیاں رگڑنے سے پانی کا چشمہ جاری ہے۔ آپ نے پانی سے کہا ٹھہر جا ٹھہر جا۔ اس لئے نام زمزم مشہور ہو گیا۔ آج بھی یہ چشمہ جاری ہے۔ کثرت استعمال کے باوجود اس کا پانی کم نہیں ہوتا۔

(۵) عرفہ: سے مراد میدان عرفات ہے جہاں دسویں محرم کو حج ہوتا ہے۔

(۶-۷) مروہ اور صفا کا اوپر ذکر آچکا۔ دو پہاڑیاں تھیں جن کے اب صرف نشانات ہیں۔ ان کے درمیان حاجی آج کل ”سعی“ کرتے ہیں اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی سنت کو تازہ کرتے ہیں۔

(۸) بلد امیں: شہر مکہ کا قرآنی نام ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ”وہذا البلد الامیں“ کہہ کر شہر مکہ قسم کھائی ہے۔ یہ الفاظ سورۃ (واتین ۳) میں آئے ہیں۔



رونق فردوس پر فائق یہاں کی رونقیں  
 اوج و رفعت میں ہے رشک آسماں یہ سرزمین  
 مثل حتانہ ہوں میں گریاں و نالاں روز و شب  
 ہو نگاہِ لطف اے محبوبِ رب العالمین  
 بولبابہ کی طرح شرمندہ و نادم ہوں میں  
 میری بخشش کو شفاعت ہو شفیع المذنبین  
 مثل بوسیرتی عطا ہو چادرِ رحمت مجھے  
 آ پڑا ہوں آپ کے قدموں میں شاہِ مرسلین  
 بر غریبے مستمندے یک نگاہِ التفات  
 التفات و التفات! اے خواجہ دنیا و دیں  
 ہوں گرفتارِ بلا اے چارہ سازِ بیکساں  
 ہو مرے حق میں سفارشِ پیشِ رب العالمین  
 کیا زباں سے ہو تشکرِ پیارے آقا مصطفیٰ  
 آپ کے لطف و کرم کا ہوں سراپا میں رہیں  
 آپ نے اپنی ثنا خوانی کا بخشا ہے شرف  
 ورنہ کس قابل تھا آقا! بے ہنر بدرِ حزیں

☆ یہ نعت ۱۹۸۶ء میں سفر حج اور بیت اللہ شریف کی زیارت کے بعد پاکستان واپسی پر بیقراری و احساس

جدائی کے عالم میں لکھی گئی۔ (س۔ب)

## نعت مبارک

رواں ہوں جانب طیبہ بہ دل ترسیدہ ترسیدہ  
 خمیدہ سر پچشم نم قدم لرزیدہ لرزیدہ  
 بہ لطفِ خالق ہستی مدینہ نور کی بستی  
 مکاں اُس کے، مکیں اُس کے ہیں سب تابیدہ تابیدہ  
 سعادت کی وہ رات آئی، نویدِ جاں فزا لائی  
 ہوا داخل مدینہ پاک میں، گل چیدہ گل چیدہ  
 کھڑا ہے بے نوا کوئی، در رحم و شفاعت پر  
 کہاں تابِ نظر اُس کو مگر دُزدیدہ دُزدیدہ  
 شفاعت آپ کی ہوگی تو میری مغفرت ہوگی  
 میں نادم ہوں۔ کہ گزری زندگی لغزیدہ لغزیدہ  
 مبدلِ غم سکوں سے ہو عطا رحمت کا سایہ ہو  
 درِ رحمت پہ حاضر ہوں، دلِ ترکیدہ ترکیدہ  
 نسیم جانفزا جا کر یہ کرنا عرضِ حضرت سے  
 ہے خادمِ آپ کا نالہ بلب، رنجیدہ رنجیدہ  
 فراق و ہجر کی شدت میں از بس بیقراری ہے  
 رہے کب تک طپیدہ یہ دلِ کاہیدہ کاہیدہ

تمتا ہے مری آقا! کہ بڑھ کر چوم لوں جالی  
 میں جا پہنچوں مدینے میں مگر طلبیدہ طلبیدہ  
 سرِ فاراں جو چمکا تھا کبھی مہر ہدیٰ بن کر  
 اسی کی روشنی سے ہے جہاں زخیدہ زخیدہ  
 مدینے کے در و دیوار جب سے دیکھ آیا ہوں  
 عجب صورت مری ہے روح بھی رقصیدہ رقصیدہ  
 ہے واماندہ و درماندہ شکستہ قلب و افسردہ  
 کرم ہو رحمتِ عالم! بر این نالیدہ نالیدہ  
 عطا ہو مجھ کو بوسیرئی کی صورت چادر رحمت  
 ریاض الجنۃ (۱) میں حاضر رہوں رقصیدہ رقصیدہ  
 بلاوا آ گیا تو اوج قسمت واہ! کیا کہنا  
 خوشی کی انتہا ہو گی نظر نمدیدہ نمدیدہ  
 طلوع بدر پر گائے تھے نغمے خوش نواؤں نے  
 انہیں کی لے سے رُوحِ بدر ہے رقصیدہ رقصیدہ

(مطبوعہ: نوائے وقت، ۵/ جنوری ۱۹۹۳ء)

(میرے محترم استاد ممتاز ادیب و نقاد ڈاکٹر وحید قریشی کے ذریعے یہ نعت روضہ رسول  
 مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھی گئی۔ ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ یہ نعت پڑھتے  
 ہوئے وہ بے اختیار ہو کر بے حد روئے۔)

(۱) ریاض الجنۃ: نبی اکرم و محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ اقدس سے ملحقہ ایک جگہ ہے جسے آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”جنت کا ٹکڑا“ فرمایا تھا۔ یہاں صلوٰۃ و عبادت کا بے پناہ ثواب ملتا ہے۔

## اسمِ اعظم (۱)

میں لوحِ قلب پر اک نام جب تحریر کرتا ہوں  
 یقین جانو! زمین و آسمان تسخیر کرتا ہوں  
 کشورِ مشکلاتِ زندگی یہ نامِ نامی ہے  
 اسی سے زندگی کے خواب کی تعبیر کرتا ہوں  
 غم و آلام کے بادل کبھی جب گھر کے آتے ہیں  
 نگاہِ قلب پر حرفِ وفا تحریر کرتا ہوں  
 سحابِ دشت کی صورت وہ مجھ کو ڈھانپ لیتا ہے  
 کڑے لمحات کی زد میں اگر تقصیر کرتا ہوں

(۱) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختلف احادیث کے مطابق قرآن پاک کی بعض آیات یا اسمائے حسنیٰ میں اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا نام موجود ہے جو اسمِ اعظم ہے اور اس کے ورد سے اللہ تعالیٰ کی برکات اور رحمتوں کا نزول و حصول لازمی ہے لیکن یہ نام واضح طور پر نہیں بتایا گیا۔ اس کے مقابلے میں نبی کریم و رحیم کا اسم مبارک ”محمد“ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی اسمِ اعظم سے کم نہیں، اس کے ورد سے بھی برکات و حسنات کا حصول لازم ہو جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں اور انسانوں کو درود شریف پڑھنے کا حکم دیا جس کا ثواب بے حد و حساب ہے۔ عبادات ضائع ہو سکتی ہیں لیکن درود شریف کی تلاوت کا ثواب ضائع نہیں ہو سکتا۔ یہ ہر حالت میں مقبول بارگاہ ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ ہر درود پاک میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم آتا ہے جو راقم کے خیال میں ”اسمِ اعظم“ ہی تو ہے۔ اس خیال کی تصدیق میں متعدد حوالے دیئے جاسکتے ہیں۔ (س۔ ب)

زباں پر نام آتا ہے تو اشکوں کے سمندر سے  
 منقش قلب پر ہر نقش کی تطہیر کرتا ہوں  
 یہی وہ نام ہے جس سے ہے حسنِ زندگی دائم  
 شبانہ روز میں اس نام کی تکبیر کرتا ہوں  
 چمک اُٹھے ہیں صحرائے عرب کی ریت کے ذرے  
 میں ان ذرات سے اپنا جہاں تعمیر کرتا ہوں  
 کوئی جب ذکر کرتا ہے کمالِ حسنِ یوسف کا  
 تو فخر و ناز سے اس نام کی تفسیر کرتا ہوں  
 یہی وہ نام ہے جس سے کہ میرا نطق روشن ہے  
 کہ ہر فرعون کے آگے کھڑا تقریر کرتا ہوں  
 حقیقت ”اسمِ اعظم“ کی ہوئی ہے منکشف جب سے  
 زمانے بھر کے شاہوں کی سدا تحقیر کرتا ہوں  
 محمد ﷺ باعثِ تسکینِ قلب و جانِ مہجوراں  
 سرشاخِ بیاں یہ حرف ہی تحریر کرتا ہوں  
 محمد ﷺ فخرِ انسانی، محمد ﷺ بدرِ لاثانی  
 محمد ﷺ کامل و اکمل، محمد ﷺ نورِ ربانی



## شاہِ اُمم

شاہِ اُمم کی یکتا عظمت، ماشاء اللہ! سبحان اللہ!  
آپ سے ہے ہر خیر و برکت، ماشاء اللہ! سبحان اللہ!

ہو گئے نغمہ ریز عنادل، شاخوں شاخوں پھول کھلے ہیں  
آپ کی آمد باعثِ فرحت، ماشاء اللہ! سبحان اللہ!

آپ کی خوشبو گلشن گلشن، چاند ستارے روشن روشن  
آپ کے دم سے نور و نکہت، ماشاء اللہ! سبحان اللہ!

شہر نبی کے روشن جلوئے اپنی آنکھ سے ہم نے دیکھے  
ہر جا راحت، ہر جا چاہت، ماشاء اللہ! سبحان اللہ!

بدر گھٹن سب مٹ گئی یکسر رونق آئی خشک و تر پر  
ایسی ہوئی بارانِ رحمت، ماشاء اللہ! سبحان اللہ!



## میلاد النبی ﷺ

آج میلاد النبیؐ ہے آج ہے روزِ سعید  
 آج دُنیا کو حیاتِ پُرسکوں کی ہے نوید  
 آج مجبوروں کا دن ہے آج مقہوروں کا دن  
 آج محکوموں، غلاموں، درد مندوں کی ہے عید  
 درد و غم سے رُستگاری کا زمانہ آ گیا  
 ظلم و جبر و قہر کے ماروں کا ہے روزِ سعید  
 آج کے دن قیصر و کسریٰ کے ایواں ہل گئے  
 آج روزِ مرگ ہے بہرِ شیطینِ پلید  
 آج جلوہ گر ہوئے بے کس یتیموں کے رفیق  
 بے سہاروں کے سہارے، محسن و عاطف، حمید  
 آج رنگ و نسل و خوں کے مٹ گئے سب امتیاز  
 آج ٹھہرایا گیا، تقویٰ کو معیارِ سدید  
 ہو گئے منسوخ سب پہلے صحائفِ یک بیک  
 زندگی کا ضابطہ ٹھہرا ہے قرآن مجید

علم و حکمت اور دانش کے خزانے مل گئے  
 بابِ رحمت کھل گیا از رحمتِ ربِّ مجید  
 آج انساں ہو گیا ہے سرفراز و باوقار  
 شکرِ انعامِ خدائے پاک ہے بہرِ عبید (۱)  
 جس تجلی کی ہوئی موسیٰ کو رویت (۲) طور پر  
 اُس کے پر تو کی ہے اب گھر آمنہ بی بی کے دید  
 روشنی جس کی شعاعوں سے ہے پھیلی شش جہت  
 بدر وہ خورشید چمکا واہ! کیا روز سعید



صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ السلام  
 علیہ السلام

(۱) عبید، اسم فاعل۔ عابد کا معنی دیتا ہے۔

(۲) رویت کے معنی ہیں، دید، نظاراً، دیکھنا۔



## سراپا حضور ﷺ کا

کیا خوب دلربا ہے سراپا حضور ﷺ کا  
 اے کاش خواب میں ہو نظارا حضور ﷺ کا  
 جاری ازل سے حمد و ثنا کا ہے سلسلہ  
 گوئے گا روزِ حشر بھی نغمہ حضور ﷺ کا  
 مدحت کلام پاک میں اُن کی ہے جا بجا  
 سب سے سوا ہے منصب و رتبہ حضور ﷺ کا  
 ہر شخص کے حقوق کے ہیں آپ نگہدار  
 شاہد ہے اس پہ آخری خطبہ حضور ﷺ کا  
 وہ کیسے خوش نصیب تھے جو دیکھتے رہے  
 آنکھوں سے پیارا پیارا وہ جلوہ حضور ﷺ کا  
 ہیں کامیاب و کامراں دُنیا میں ایسے لوگ  
 اپنا لیا جنہوں نے بھی اسوۂ حضور ﷺ کا  
 تڑپا کیا میں رات دن اس انتظار میں  
 حضرتؑ بلا لیں دیکھ لوں روضہ حضور ﷺ کا  
 دوزخ کی آگ ہو گئی اُس شخص پر حرام  
 جس نے بھی دیکھا خواب میں چہرہ حضور ﷺ کا  
 یہ بدر بے نوا کی ہے خواہش کہ ایکبار  
 مرنے سے پہلے دیکھ لے روضہ حضور ﷺ کا

## اے سبز گنبد کے مکین!

اے شفیق درد منداں! رحمت للعالمین  
اے رفیق بے کساں! اے ظل رب للعالمین

اے مرے ماہِ  
مبیں مکین!

مضطرب ہے دلِ فسرودہ جانِ اے صبح یقین!  
ساری اُمت ہے پریشاں اور دشمن در کہیں

اے مرے ماہِ  
مبیں مکین!

میرے چہرے سے ہے ظاہر داستانِ درد و غم  
چشمِ تر ہے خون چکانِ مغموم ہے لوحِ جبیں

اے مرے ماہِ  
مبیں مکین!

مدتوں سے ہے سحابِ رنج و غم چھایا ہوا  
اس کے چھٹنے کی کوئی صورت نظر آتی نہیں

اے مرے ماہِ  
مبیں مکین!

آپ سے کچھ کبھی نہیں پوشیدہ اے عالم پناہ!  
 ڈس رہے ہیں آج اس اُمت کو مار آستیں

! مہیں اے مرے ماہ

! مکیں اے سبز گنبد کے

ہر طرف میرے وطن میں ہے تعصب اور فریب  
 فرقہ آرائی کی آتش میں ہے سوزاں سر زمیں

! مہیں اے مرے ماہ

! مکیں اے سبز گنبد کے

ملتِ اسلام کا دُنیا میں ارزاں ہے لہو!  
 خون سے رنگیں ہیں اُن کی بستیاں اے شاہِ دیں!

! مہیں اے مرے ماہ

! مکیں اے سبز گنبد کے

خطہ کشمیر کے مسلم پڑے ہیں جاں بلب  
 اور بھارت کے مسلمان ہیں پریشاں ہر کہیں

! مہیں اے مرے ماہ

! مکیں اے سبز گنبد کے

برما و فلپین کے ہیں اہلِ ایماں جاں گسل  
 آسیائے ظلم و استبداد کے زیرِ نگیں

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکیں !

ہیں بخاک و خون غلطان بوسنہ (۱) کے اہل دیں

بے سروساماں پریشاں جان و دل اندوہ گیس

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکیں !

گوہر عصمت مسلمان زادیوں کے چکنا چور

اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا نہ چرخ بریں

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکیں !

بوسنہ کی ارض ہے دیں کے شہیدوں کا مزار

بن گیا ہے قتل و غارت شیوہ اعدائے دیں

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکیں !

بے حمیت اور بے حس ہو گئے کیوں آج ہم

ولولہ اور جوش پھر اسلاف کا وہ کیوں نہیں

(۱) بوسینیا، یورپ کے عین قلب میں مسلمان اکثریت پر مبنی ریاست ہے جس کے اعلان آزادی پر یوگوسلاویہ کے سرہوں نے اُسے تباہ و برباد کر دیا اور یو این او کی افواج کے ذریعے اُسے دوبارہ عیسائیوں کے حوالے کر دیا گیا۔ یوگوسلاویہ کے سرب عیسائیوں نے مسلمانوں کا اس قدر قتل عام کیا کہ آج بھی برسوں بعد وہاں سے سینکڑوں اجتماعی قبریں مل رہی ہیں۔ اس وقت نیم خود مختار مسلم ریاست قائم ہے، ملحقہ ریاست کروشوں پر مشتمل ہے اور دونوں کی فیڈریشن بنادی گئی ہے۔

اے مرے ماہِ مہیں !

اے سبز گنبد کے مکیں !

مشرق و مغرب میں تھی جو قوم کل تک تاجدار

آج ہے وہ دل شکستہ اور محروم یقیں !

اے مرے ماہِ مہیں !

اے سبز گنبد کے مکیں !

جن کی تلواروں سے لرزاں تھا کبھی یورپ تمام

آج ہیں وہ آلِ عثمان (۱) سُست رگ، بزدل تریں

اے مرے ماہِ مہیں !

اے سبز گنبد کے مکیں !

ارض افغاں خونِ مسلم سے ہوئی ہے لالہ زار

کل تلک محمود و غوری تھے جہاں کرسی نشین

اے مرے ماہِ مہیں !

اے سبز گنبد کے مکیں !

آج امریکہ ہمارا آقا و مولا بنا!

حکم اُس کا ہے رواں از فرش تا عرش بریں

(۱) آل عثمان سے موجودہ ترکی کے ترک مراد ہیں جو امیر عثمان تاتاری کی اولاد ہیں امیر عثمان ترکستان کے علاقے سے اٹھا اور صرف پانچ سو افراد سے یہ علاقہ فتح کر کے عثمانی سلطنت کی بنیاد رکھی جو بالآخر دریائے ڈینیوب تک پھیل گئی۔ عثمانی سلطنت برسوں تک آدھے سے زیادہ یورپ پر قائم رہی۔ پہلی جنگِ عظیم میں اتحادیوں نے اسے شکست دے کر سارے علاقے ہتھیائے اور خلافتِ عثمانیہ ختم کر دی۔ آخری حکمران سلطان عبدالحمید تھا۔ مصطفیٰ کمال نے موجودہ علاقہ لڑ کر لیا اور سیکولر ترکی کی بنیاد رکھی۔

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکینے !

وہ عرب جو حکمراں تھے قرطبہ تا کاشغر

آج اُن کی طاقت و ہمت ہے دولت کی رہیں

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکینے !

ہے شکوہِ مصریاں اُفتادہ در گردابِ نیل

سُست رگ تورانیاں (۱) بدحال و بیدل بے یقین

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکینے !

ایک ارب تعداد ہو کر ڈھیر ہیں مٹی کا ہم

بے وقار و بے حمیت کترین و بدترین

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکینے !

اے طبیبِ انس و جاں ! اے ساز و برگِ امتاں

صدر و بدرِ مرسلین ! احکامِ یزداں کے امیں

(۳) تورانیاں: مراد بلخ و بخارا، سمرقند اور تاشقند کے علاقے کے رہنے والے لوگ ہیں یہ تمام علاقے کبھی توران یا ترکستان کہلاتے تھے۔

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکیں !

عاصی و خاطی سہی، پر آپ کی اُمت ہیں ہم

آگے ہیں سر جھکائے، غفلتوں پہ شرمگین

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکیں !

آج ہر اقلیم اُمت ہے زبون و خستہ حال

چارہ سازی کیجئے، اے چارہ سازِ اہلِ دیں

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکیں !

آپ ہیں گنجِ معانی، مصدرِ علم و ہنر

اب دُعا فرمائیے ! پیشِ خدائے عالمیں

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکیں !

میرے آقا ﷺ ! آرزوئے بدرِ عاجز ہے یہی

موت آئے آپ کے قدموں میں ہو مرگِ حسین

اے مرے ماہِ مہینے !

اے سبز گنبد کے مکیں !



## اسم جمیل

دل سے اٹھی ہے صدا اے خوش نوا و خوش کلام  
وہ فراز عرش پر لکھا ہوا ہے کس کا نام

نام ہے روشن جمیل، وردِ زباں ہے دائما  
پیش کرے ہیں سلام سب ملائک صبح و شام

آرامِ جان سکونِ دل، منشائے رب ذوالجلال  
مدتِ دراز چھپ (۱) کے جو ظاہر ہوا بخاص و عام

دونوں جہاں میں ہر جگہ بیتی ہیں اس سے برکتیں  
روزِ ازل سے تا ابد نام یہ رحمت تمام

(۱) اشارہ بہ حدیث: كُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا۔ حدیث قدسی کا ترجمہ یوں ہے۔ ”میں پہلے چھپا ہوا خزانہ تھا“  
میں نے محبوب جانا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تخلیق فرمائی۔“  
(مسلم شریف ص ۳۱۹ ج ۲)



## اظہارِ واقعی

مصدرِ لطف و عنایت، چشمہٴ صدق و صفا  
رحمتُ للعالمین! اے صدر و بدرِ انبیاء

جہل و نادانی سے میری امر یہ واقع ہوا  
قرعِ عصیاں میں شبانہ روز میں ڈوبا رہا

حق و باطل کی ہوئی عبرت مجھے از فضلِ حق  
ہو کے تائب پاس آیا آپ کے روتا ہوا

میرے آنسو پونچھ کر بخشِ طہارت آپ نے  
شکریہ کیسے ادا ہو آپ کا یا مصطفیٰ

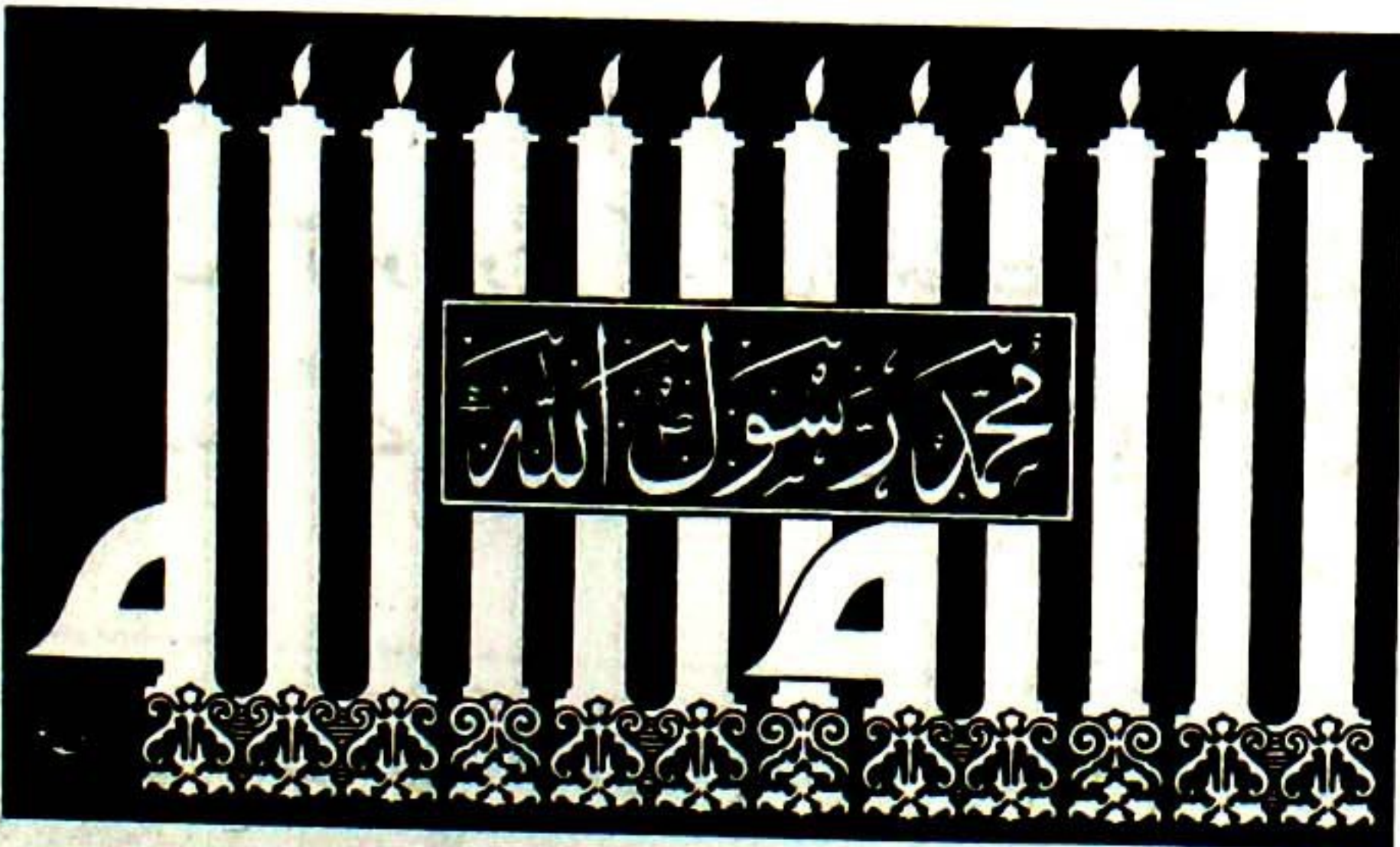
بدرِ خستہ کی گزارشِ بادب ہے آپ سے  
بادۂ وحدت کی سرشاری سے دیں سرخوش بنا

☆☆☆

## اظہار کرم گستری

میری ہستی قعرِ ذلت میں تھی مثلِ خار و خس  
واہ! الطاف و کرم! آقا ہوئے فریاد رس!

سیدِّ الابرار، فخرِ انس و جان، محبوبِ ﷺ حق  
ہیں مری بہودیوں کو، در جہاں کافی و بس!



## خوش جمال ﷺ

خوش ادا و خوش نوا و خوش لقا  
 خوش عطا و خوش سخا و خوش نما  
 خوش مقال و خوش خصال و خوش جمال  
 خوش خیال و خوش مثال و خوش نوال  
 خوش زبان و خوش دہان و خوش خرام  
 خوش لباس و خوش قبا و خوش کرام  
 خوش طبیعت و خوش مزاج و خوش علم  
 خوش گلو و خوش کلام و خوش قدم  
 خوش نگاہ و خوش گوار و خوش جبیں  
 خوش بیان و خوش گمان و خوش نشیں  
 خوش مزاج و خوش مذاق و خوش خبر  
 خوش طریق و خوش نصیب و خوش سیر (۱)  
 خوش لب و خوش لہجہ و دل خوش گوار  
 خوش مزاج و خوش رواج و خوش شعار

(۱) سیر سیرت کی جمع ہے۔ گویا اچھی و اعلیٰ سیرت والے بہت سی خوبیوں والے اعلیٰ اوصاف کے حامل۔

خوش بلیغ و خوش بلاغ و خوش کتاب  
 خوش طراز و خوش جواز و خوش حساب  
 خوش عقیدہ خوش سلیقہ خوش سخن  
 خوش نہاد و خوش عنان و خوش دہن  
 خوش دلیل و خوش مثیل و خوش پیام  
 خوش صفاء و خوش بقا و خوش دوام  
 دل گرفتہ خستہ و بیمار اک مریدِ غریب  
 خوش توجہ آپ ﷺ کی اے کاش ہو اس کو نصیب  
 میرے دشتِ زیت پر برسے اگر ابرِ کرم  
 دور ہوں آفات ساری اور مٹیں رنج و الم  
 آپ ﷺ کی چشمِ کرم کا منتظر بدرِ حزیں  
 ہو عطا اب چادرِ رحمت مجھے اے شاہِ دیں!

وَالسَّلَامُ  
 عَلَیْهِ  
 صَلَی اللہُ

## صلی اللہ علیہ وسلم

صبح سعادت، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم  
آیہ رحمت، پیار کی شبنم، صلی اللہ علیہ وسلم

مہرِ درخشاں، ماہِ منور، نیر تاباں، کوکبِ انور  
ہادیٰ اعظم، شمس العالم، صلی اللہ علیہ وسلم

علم کے دریا، قلزمِ حکمت، چشمہِ راحت، منبعِ فرحت  
فقر و غنا کے پیکرِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

حاملِ قرآن، صاحبِ عرفان، قبلہ ایمان، کعبہ ایقان  
دانش و حکمت کے ہیں سنگھم، صلی اللہ علیہ وسلم

مقصد طہ، حاملِ یاسین، حُسنِ مکمل، نطقِ مدلل  
وحی منزل، نورِ مقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

امجد و اسعد، حامد و احمد، طاہر و اطہر، سید و سرور  
ثاقب و عاقب، خاتم و خاتم، صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ و اتقی، مرکز و محور، محی و ماحی و آمر و ناہی  
لوح و قلم اور عرش الاعظم۔ صلی اللہ علیہ وسلم

امی و اعلم، مؤنس و ہمد، مخبر صادق، مرسل داور  
فارقلیط و احمد و اکرم، صلی اللہ علیہ وسلم

اشرف و اقدس، افضل و اسلم، عادل و انور، طیب و طاہر  
مجد و مشرف، خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ شہید و شاہد و اظہر، آپ حمید و حامد و احمر  
آپ سحابِ رحمت و ارحم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کریم و اکرم و ناصر، آپ رحیم و اول و آخر  
آپ مطاع انجم و آدم، صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت و رافت لا تناہی، حلم سراپا، لطف الہی  
مخزن حکمت، پور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ سوارِ شہبِ دوراں، بہتر و برتر مرسل یزداں  
اکمل و اجمل، رحمت پیہم، صلی اللہ علیہ وسلم

آپ دُعائے ابراہیمی، آپ شعاعِ اسماعیلی  
آپ شفاءِ عیسیٰ و مریم صلی اللہ علیہ وسلم

غارِ حرا سے آپ ﷺ جو آئے، نسخہ مہر و محبت لائے  
 جاں کا مداوا، قلب کا مرہم، صلی اللہ علیہ وسلم  
 کوہِ صفا سے آپ ﷺ کا فرماں، خیر و سعادت، صلح کا ساماں  
 رُشد و ہدیٰ کا چشمہ زمزم، صلی اللہ علیہ وسلم  
 آپ ﷺ مقدس راہی اقصیٰ پہنچے اسری، سدرہ ماویٰ  
 فخرِ مشیت، نازشِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم  
 آپ ﷺ کی صورت ہے لاثانی، روشن بشرہ، دل نورانی  
 چودھویں شب کے بدرِ مکرم، صلی اللہ علیہ وسلم

وَاسْلَمَ  
 عَلَيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ

## شیشہِ دل

میں گنبدِ خضرا کی ضیاء دیکھ رہا ہوں  
 ہر لحظہ نیا لطف و عطا دیکھ رہا ہوں  
 ہیں کوچہ و بازار عجب شہرِ نبیؐ کے  
 سرمستِ تجلی و ضیاء دیکھ رہا ہوں  
 ہوتی ہیں فدا جس پہ کہ جنت کی بہاریں  
 وہ روضہٴ اقدس کی فضا دیکھ رہا ہوں  
 آتے ہیں ملائک بھی یہاں بہرِ سلامی  
 جبریلؑ میں کو بھی کھڑا دیکھ رہا ہوں  
 کیا خوب ہیں چھائی ہوئی رحمت کی گھٹائیں  
 فیضانِ شہِ ارض و سما دیکھ رہا ہوں  
 ہے تارِ نظر کا ہکشاں مثلِ منور  
 ہر چیز کو میں جلوہ نما دیکھ رہا ہوں



آتے ہیں ہر اقلیم سے دن رات سوالی  
خواہانِ کرم، شاہ و گدا دیکھ رہا ہوں

ملتی ہے یہاں میلے کچیلوں کو طہارت  
از آبِ کرم رنگِ صفا دیکھ رہا ہوں

پاتے ہیں حزینانِ (۱) جہاں دل کی تسلی  
دُکھیوں کو ملے فیض و شفا دیکھ رہا ہوں

ہے فتحِ مبیں آج بھی توحید کا پرچم  
لہراتا بہ پہنائے فضا دیکھ رہا ہوں

اے بدر! درِ پاک پہ یہ حاضری تیری  
اُڈی ہوئی رحمت کی گھٹا دیکھ رہا ہوں

اس نعت مبارک کے بیشتر اشعار مدینہ منورہ میں لکھے گئے ہیں۔ (مصنف)

(۱) حزینانِ جہاں: دنیا بھر کے غمزدہ اور غمگین لوگ، لفظ ”حزین“ کے معنی غمگین کے ہوتے ہیں۔

## بانی تہذیبِ دوراں

مُحَمَّد ﷺ اعتبارِ انس و جاں ہیں

مُحَمَّد ﷺ باعثِ کون و مکاں ہیں

مُحَمَّد ﷺ صبحِ گیتی کی ازاں ہیں

مُحَمَّد ﷺ غم کے ماروں کی زباں ہیں

مُحَمَّد ﷺ بانی تہذیبِ دوراں

مُحَمَّد ﷺ قائدِ بزمِ جہاں ہیں

مُحَمَّد ﷺ احمد و محمود و حامد

مُحَمَّد ﷺ مقصد و مقصود جاں ہیں

مُحَمَّد ﷺ مرکزِ رشد و ہدایت

مُحَمَّد ﷺ حرفِ حق کے ترجمان ہیں

مُحَمَّد ﷺ ہیں امینِ عشقِ داور

مُحَمَّد ﷺ راز دارِ گنِ فکاں ہیں

مُحَمَّد ﷺ کُنْتُ کُنْزًا کا ہیں مظہر

مُحَمَّد ﷺ وجہِ تخلیقِ جہاں ہیں

مُحَمَّد ﷺ آفتابِ علم و حکمت

مُحَمَّد ﷺ ماہتابِ زرفشاں ہیں

مُحَمَّدٌ ﷺ قبلہ و کعبہ ہمارے  
مُحَمَّدٌ ﷺ ہی شفیع مجرماں ہیں

مُحَمَّدٌ ﷺ بے کسوں کے ہیں سہارے  
مُحَمَّدٌ ﷺ مایہ بے مایگاں ہیں

مُحَمَّدٌ ﷺ بحرِ الطافِ فراواں  
مُحَمَّدٌ ﷺ قلزمِ اسرارِ جاں ہیں

مُحَمَّدٌ ﷺ افتخارِ ہر دو عالم  
مُحَمَّدٌ ﷺ برگ و سازِ امتاں ہیں

مُحَمَّدٌ ﷺ ہیں طبیبِ دردِ منداں  
مُحَمَّدٌ ﷺ محسنِ آشفنگاں ہیں

مُحَمَّدٌ ﷺ پیکرِ لطف و عنایت  
مُحَمَّدٌ ﷺ راحتِ آزردهاں ہیں

مُحَمَّدٌ ﷺ ہیں خدا کی خاص رحمت  
غریبوں کے لئے وہ ارمغاں ہیں

مُحَمَّدٌ ﷺ حامیِ مجبور و بے دل  
مُحَمَّدٌ ﷺ دستگیرِ بے کساں ہیں

مُحَمَّد ﷺ جو زباں سے بول بولیں

بہت ہی دل نشین و دل ستاں ہیں

مُنْحَمَّد ﷺ دُودمانِ ابراہیمی

خدا کے آخری وہ ترجمان ہیں

مُحَمَّد ﷺ درحقیقت آپ قرآن

خدائے پاک کا حُسنِ بیاں ہیں

یہ دنیا خشک صحرا تھی سراسر

مُحَمَّد ﷺ لکھ ابر رواں ہیں

مُحَمَّد ﷺ کاشفِ اسرارِ پنہاں

خدا کے ترجمان اس کی زباں ہیں

خدا کا ہاتھ بھی ہے ہاتھ اُن ﷺ کا (۱)

شبِ اسریٰ خدا کے میہماں ہیں

(۱) وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (۸/۷) اے محبوب! وہ ریت کی مٹھی آپ نے نہیں پھینکی بلکہ میں نے (اللہ) پھینکی تھی۔ (گویا آپ کا ہاتھ میرا ہاتھ تھا) یہ ریت یا کنکروں پر مٹی یہ مٹھی آپ ﷺ نے جنگِ بدر کے موقع پر پھینکی تھی جس سے اہل کفار کی آنکھیں چندھیا گئیں اور انہیں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک قسم کی آندھی آگئی تھی۔ جنگِ حنین میں بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ آپ کی طرف مٹھی خاک پھینکنے سے کفار کی یلغار رک گئی کیونکہ آنکھوں میں ریت پڑنے سے وہ اندھے ہو گئے۔ علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ

غالب و کار آفرین، کارکشاً، کارساز

خدا کے بعد ہیں وہ سب سے برتر  
عبودیت کے درجے پر عیاں ہیں

مُحَمَّد ﷺ قاسمِ تسنیم و کوثر  
قیامت میں شفیعِ مجرماں ہیں  
مُحَمَّد ﷺ سے گلوں میں رنگ و خوشبو  
مُحَمَّد ﷺ رونقِ ہر گل ستاں ہیں

مُحَمَّد ﷺ سوز و سازِ زندگانی  
پرندوں کے ترنم میں نہاں ہیں

مجھے جب گھیرتے ہیں غم کے بادل  
مُحَمَّد ﷺ باعثِ تسکینِ جاں ہیں

تعلقِ بدر کا جب سے ہے قائم  
دل و جان بے نیازِ دو جہاں ہیں



## نوائے محمد ﷺ

نوائے خدا ہے نوائے محمد ﷺ

صدائے خدا ہے صدائے محمد ﷺ

لوائے خدا ہے لوائے محمد ﷺ

ثنائے خدا ہے ثنائے محمد ﷺ

رضائے خدا ہے رضائے محمد ﷺ

عطائے خدا ہے عطائے محمد ﷺ

دن دو جہاں رشک جنت بنا ہے

سمائی ہے اس میں ضیائے محمد ﷺ

بصیرتی کو صحت ملی جس ردا سے

وہی تو ردا ہے رداے محمد ﷺ

زمانہ بڑے غور سے سن رہا ہے

لبوں پہ ہے جب سے ثنائے محمد ﷺ

فرشتے کہیں گے ”اسے راہ دیدو“  
چلا آ رہا ہے گدائے محمد ﷺ  
یہ حور و ملائک ہیں ان کے ثنا خواں  
خدا کا وظیفہ ثنائے محمد ﷺ  
چھٹے رنج و غم کے سبھی ابر جب سے  
سکوں ہے بزیرِ روائے محمد ﷺ  
ازل سے ہے جاری ابد تک رہے گی  
خدا کے کرم سے صلائے محمد ﷺ  
رواں کارواں ہے مدینے کی جانب  
کریں ساتھ شامل گدائے محمد ﷺ  
ہے اُن کی شفاعت کا طالب زمانہ  
ملے جا فقط زیرِ پائے محمد ﷺ  
حسینان (۱) عالم کو ہم نے بھلایا  
پسند آئی جب سے ادائے محمد ﷺ  
شب و روز اُن کا وظیفہ ہے جاری  
نہیں چچتا کوئی سوائے محمد ﷺ

(۱) یہ نعت اپنے ماں باپ کے ساتھ حج بیت اللہ پر جانے والے ایک نوجوان نے جب مدینہ منورہ میں پڑھی تو اس شعر نے اُسے بدل کر رکھ دیا اُسے پاکستان سے دوست لڑکیوں کے فون بکثرت آتے تھے لیکن اس نعت کا یہ شعر پڑھنے کے بعد اس نوجوان نے لڑکیوں کے فون ریسیو کرنا ترک کر دیئے اور سچے دل سے توبہ کر لی۔ (راقم)

ہمیں روشنی آگہی جو ملی ہے  
یہ سب کچھ ہے جود و سخائے محمد ﷺ

ہوئے لات و عزیٰ زمیں بوس یکسر  
فضا میں اٹھا جب عصائے محمد ﷺ

وہ بدر و احد میں ملی کامیابی  
فلک تک جو پہنچی دعائے محمد ﷺ

مخالف بھی جس کے بڑے معترف ہیں  
وہ خوبی ہے مہر و وفائے محمد ﷺ

میں بیمار ہوں اے مرے چار سازو!  
ہے مطلوب مجھ کو دوائے محمد ﷺ

فقط ایک ہی بدر حق سے دعا ہے  
مری موت ہو زیر پائے محمد ﷺ





## مدینۃ النبی ﷺ

..... پہلا منظر .....

مدینہ ایک شہرِ دلِ رُبا ہے  
فلک سے اُس کا اونچا مرتبہ ہے

وہ جس سے مشرق و مغرب ہیں روشن  
فقط ماہِ مدینہ کی ضیاء ہے

منور اُس کا ہر کوچہ ہے بیشک  
درخشندہ و تابندہ فضا ہے

ہیں روشن کوچہ و بازار اس کے  
نزالی شہرِ طیبہ کی ادا ہے

مجھے خوشبو بتاتی ہے یہاں کی  
کوئی اہل نظر جلوہ نما ہے

میں جس کو دیکھتا ہوں اک نظر سے  
ولی ہے یا وہ کوئی پارسا ہے

یہی اک شہر ہے شہر تجلی  
زمین کیا آسماں پر غلغلہ ہے

مرا ایمان ہے ایمانِ کامل  
مدینہ شہر ہی شہر بقا ہے

حرم کا مرتبہ ہے اس کو حاصل  
یہی اک مرکز صدق و صفا ہے

یہاں بستے ہیں اکثر لوگ ایسے  
کہ جن کا نام ہی حاجت روا ہے

کوئی بیمار آتا ہے یہاں پر  
تو یہ اُس کے لئے ارضِ شفا ہے

مگر ہوتا ہے جب مدفون کوئی  
تو اس کے واسطے بخشش روا ہے

اجازتِ دفن کی مل جائے مجھ کو  
شہِ طیبہ سے میری التجا ہے

..... دوسرا منظر .....

زمانہ رشک سے تکتا ہے اس کو  
فلک سو جان سے اس پر فدا ہے

شہنشاہ بھی یہاں جھکتے ہیں آ کر  
عقیدت کا یہاں سجدہ روا ہے

وہ دیکھو ہند و ایراں کے سلاطین  
وہ شام و مصر سجدے میں پڑا ہے

وہ دیکھو کس نے اپنے پر جھکائے  
وہ قاصد ہے مگر رتبہ بڑا ہے

ق

اسے جبریل کہتا ہے زمانہ  
یہاں وہ سر جھکائے آ کھڑا ہے

☆☆☆

وفا و صدق کے پیکر کھڑے ہیں  
وہ جن کی آنکھ میں شرم و حیا ہے

ابو بکرؓ و عمرؓ ، عثمانؓ و حیدرؓ  
زمانہ جن کے قدموں میں جھکا ہے

وہ یارِ (۱) غار ہیں بدر و قبر بھی  
جنہیں صدیقؓ کا رُتبہ ملا ہے

وہ حضرت جو کہ ہیں ”دو نور (۲) والے“  
لقب، جن کو غنی کا بھی ملا ہے

وہ ”بابِ العلم“ (۳) ہیں خیر کے فاتح  
انہی کا فیض جاری جا بجا ہے

وہ دیکھو آ گئے حضرت عمرؓ بھی  
وہ جن کا خاص رُعب و دبدبہ ہے

مدینہ کی یہ رفعت اللہ ! اللہ !  
عمرؓ بھی اس جگہ آ کر جھکا ہے

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علامہ نے کہا ہے:

ہمت او کشت ملت را چو ابر  
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

(۲) ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ہیں اُن کی آنکھ سے آنسو بھی جاری  
 کہ دل اُن کا یہاں پر کانپتا ہے  
 ..... تیسرا منظر .....

وہ ”نخل خشک“ کا منظر عجب ہے  
 جدائی میں نبیؐ کی رو رہا ہے  
 یہ ستانہ کا رُتبہ دیکھئے گا  
 سہارا جس نے منبر کو دیا ہے

وہ رحمتِ جوش میں آئی ہے دیکھو!  
 بغل میں آپؐ نے بڑھ کر لیا ہے  
 ”ستونِ خشک“ غم سے آبدیدہ  
 یہ منظر ساری دنیا سے جدا ہے  
 ..... چوتھا منظر .....  
 ابو ایوبؓ کی بھی شان دیکھو  
 کہ جن کے در پہ قصویٰ دلربا ہے

(۱) قصویٰ: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کا نام جو ہجرت کے وقت سب کے گھر چھوڑ کر حضرت  
 ایوب انصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی۔

چلا جو کارواں شہر ازل سے  
یہاں پر آ کے آخر رُک گیا ہے  
یہیں پہ آخری (۱) منزل ہے اُس کی  
صحائف میں یہی لکھا ملا ہے

.....

وہ اک گوشے میں بوڑا ایتادہ  
یہیں وقاصُ مردِ باخدا ہے  
یہاں حسانُ ثابت نعت گو ہیں  
یہاں پر کعبُ مہمبھی مدحت سرا ہے  
وہ دیکھیں نعت پڑھتا ہے ادب سے  
وہ نور الدین جامی خوش نوا ہے  
کہیں مالک کے سجدے کے نشاں ہیں  
کہیں پہ غوثِ اعظم خوش ادا ہے  
وہ دیکھو! رومی و سعدی کھڑے ہیں  
یہاں اقبال بھی آ کر جھکا ہے

(۱) رسولِ اعظم و آخری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی طرف اشارہ ہے۔ مدینہ منورہ میں نبوت کا اختتام ہو گیا ہے۔ گویا قافلہ ہدایت و نور کی یہی آخری منزل تھی۔ کارواں انبیاء و رسل یہاں پہنچ کر رُک گیا ہے۔

وہ جھک کر کہہ رہا ہے کچھ ادب سے  
قصیدہ خواں ہے اور نغمہ سرا ہے

غمِ ملت سے ہے وہ دل گرفتہ  
وہ اس کی آنکھ سے آنسو گرا ہے

”کریں اُمت پہ اب چشمِ عنایت  
کہ اس کا کارواں لوٹا گیا ہے

ہیں کافر حملہ آور ہر طرف سے  
مسلمان بے نوا بے دست و پا ہے

خدا سے کیجئے ! اب تو گذارش  
وہی اس حال میں حاجت روا ہے“

نظر آیا ہے اک گوشے میں تائب (۱)  
نبی کی شان میں نغمہ سرا ہے

یہاں راجا (۲) کھڑا ہے دست بستہ  
وہ جس کی نعت ہی سب سے جدا ہے

(۱) تائب: سے مراد عہد حاضر کے نعت نگار حفیظ تائب ہیں۔

(۲) راجا: سے مراد راجا رشید محمود ہیں جو ۲۵ سال سے ماہنامہ ”نعت“ کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی اقدار کو فروغ دے رہے ہیں۔

## ..... پانچواں منظر .....

اگر پیچھے ذرا سا لوٹ جائیں

تو میرے سامنے منظر نیا ہے

نظر کے سامنے ہے ایک بستی

جہاں کچھ شور سا ہر سو پیا ہے

مدینے سے ذرا کچھ فاصلے پر

پہاڑوں میں گھری ارضِ قبا (۱) ہے

نظر میں خوب صورت بچیاں ہیں

وہ جن کی آنکھ میں شرم و حیا ہے

(۱) مکہ سے ہجرت کے بعد حضور نبی رؤف الرحیم نے مدینہ پہنچنے سے پہلے وادیِ قبا کی بستی قبا میں قیام فرمایا۔ مورخین کے مطابق یہ ۸/ربیع الاول ۱۳ء نبوی کی تاریخ تھی اور جمعرات کا دن تھا سن عیسوی کے مطابق ۲۰/ستمبر ۶۲۲ء تھا۔ اہل قبا نے آپ کا شاندار و الہانہ اور تاریخی استقبال کیا۔ خوشی و مسرت کے اس موقع پر خوب صورت بچیوں نے اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر یہ نغمہ گایا تھا جس کی گونج آج بھی وادیِ قبا میں سنی جاسکتی ہے بلکہ یہ نغمہ ہر مسلمان کے دل کے تار چھیڑ دیتا ہے۔

چاند نکل آیا ہے	طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
کوہ وداع کی گھاٹیوں سے	مِنْ نَزَيَاتِ الْوُدَاعِ
ہم پر خدا کا شکر واجب ہے	وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں	مَا دَعَىٰ لِلدَّعَاءِ

(بحوالہ سیرت النبی جلد اول، شبلی نعمانی ص: ۲۶۲)



یہ بچے گیت گاتے ہیں مسلسل  
کہ جن کا ذکر ذکر دلکشا ہے

”قبا کی گھاٹیوں سے چاند نکلا“  
بڑا ہی خوبصورت خوش نما ہے

وہ جس کی منتظر تھی ساری دنیا  
وہی تو سامنے طلعت نما ہے

سلامی دے رہے ہیں لوگ سارے  
زباں پر ہر کسی کے ”مرحبا“ ہے

جمال و حسن و خوبی کا ہے مظہر  
قبا کا چاند سب سے ماورا ہے

ہمارا چاند ہے ہر داغ سے پاک  
فلک کا چاند داغوں سے بھرا ہے

فلک کا چاند منہ سے کچھ نہ بولے  
فقط اہل زمیں کو تک رہا ہے

رسے بول بولے ماہِ طیبہ  
وہ بولے تو خدا ہی بولتا ہے

دیا اہل جہاں کو درسِ وحدت  
محبت کا بھی جاری سلسلہ ہے

ادب اے دل! ادب کا وقت ہے یہ  
تمہارے سامنے شہرِ حیا ہے

”محبت کا ادب پہلا قرینہ“  
محبت کا سبق سب سے جدا ہے

یہاں پر سر کے نکل آنا ہے لازم  
ادب! اے دل! یہی حکم خدا ہے

..... چھٹا منظر .....

مدینہ پاک ہے شہرِ حرم ہے  
عجب ہی دلکشا اس کی فضا ہے

فضا نغمہ سرا ہے چاروں جانب  
عجب پُر کیف یاں دل کی صدا ہے

صدا سُنتا رہا ہوں میں یہ برسوں  
مزا اس کا مگر سب سے جُدا ہے

یہاں پر جا جا ہے ذکر جاری  
لبِ عشاق پر صلِ علیٰ ہے

نہیں ہے یہ فقط وردِ ملائک  
دُرود اُن پر خُدا بھی بھیجتا ہے

شَرِیکِ ورد ہو جاؤ ادب سے  
یہی تو زندگی کا مُدعا ہے

..... ساتواں منظر .....

یہاں آرام فرماتے ہیں آقا !  
وہ جن کا مرتبہ سب بڑا ہے

بُلايا عرش پر جن کو خُدا نے  
وہ جن کا مدح خواں ربّ علیٰ ہے

شبِ اسرئ کھلی ہم پر حقیقت  
محمد ﷺ ہی امام الانبیاء ہے

وہی بدر الدجی ، شمس الضحیٰ ہے  
وہی صدر العلیٰ نور الہدیٰ ہے

انہیں کے ہاتھ میں ہے آبِ حیواں  
انہیں کی چشم، چشمِ کیمیا ہے

وہی تسنیم و کوثر کے ہیں قاسم  
شفاعت کا انہیں رتبہ ملا ہے

نماز و روزہ و قربانی و حج  
انہیں کی دین ہے اُن کی عطا ہے

مگر لوگو ! مری اک بات سن لو  
مرا پیغام ہے سب سے جدا ہے

”محمد ﷺ کی محبت شرطِ اول“

بغیر اس کے عبادت بھی ریا ہے

وہ دُنیا کی ہر اک شے سے ہیں بڑھ کر

محبت آپ کی سب سے جُدا ہے

ہمارے والدینِ اولاد سب کچھ

ہماری جان بھی اُن پر فدا ہے

وہ جان و مال سے محبوب تر ہیں

عبادت کی یہی بس انتہا ہے

..... آٹھواں منظر .....

وہ اک گوشے میں لیکن دُور سب سے

مسافر ایک آ کر چھپ گیا ہے

زمانے نے اُسے برسوں ستایا

درِ رحمت پہ بے خود آگرا ہے

کہاں جائے گا اب مایوس ہو کر

جہاں بھرنے جسے ٹھکرا دیا ہے

کوئی لوٹا نہیں، محروم یاں سے  
یہاں جب سے درِ رحمت کھلا ہے

عنایت کی نظر کا ہے وہ جو یا  
وہ شاید بدر! بدرِ بے نوا ہے

کرم کی اک نظر شاہِ مدینہ!  
خدائے پاک کا اب واسطہ ہے  
..... نواں منظر، .....

مرا دشمن ہوا ہے سب زمانہ  
نہ کوئی دوست ہے نے آشنا ہے

میں صحرا کا شجر ہوں کوئی شاید  
کہ سایہ بھی مرا مجھ سے جدا ہے

مری کشتی ہے گردابِ بلا میں  
بچاؤ کا نہ کوئی راستہ ہے

کہاں سے خضر آئے گا بچانے  
مری تو آپ ﷺ ہی سے التجا ہے

میں ساری عمر تڑپا ہوں اکیلا  
 نہ ہمد ہے نہ کوئی ہم نوا ہے

میں لایا ہوں فقط اشک ندامت  
 یہی میری متاعِ کم بہا ہے

عطا ہو چادرِ رحمت مجھے بھی  
 کہ مجھ کو قلب و دل کا عارضہ ہے

اگر مقبول ہو میری گزارش  
 دُعا میری یہی صبح و مساء ہے

”حضور“ کا شرف حاصل ہو مجھ کو  
 یہی تو آپ سے بس التجا ہے

کروں سجدے میں پروانے کی صورت  
 طوافِ شمع تو سب کو روا ہے

میں بڑھ کر چوم لوں روضے کی جالی  
 یہی تو عاشقوں کا مدعا ہے

مروں میں آپ کے قدموں میں آ کر  
محبت کی مری یہ انتہا ہے

قیامت میں اٹھوں تو لوگ کہہ دیں  
”درِ احمد ﷺ کا اک یہ بھی گدا ہے“

”غلامانِ محمد ﷺ میں ہوں شامل“  
خدا سے بس یہی میری دعا ہے

کہوں میں آسماں سے دیکھ مجھ کو  
نصیبہ کس قدر میرا بڑا ہے

”میں پیدا تو ہوا تھا بت کدے میں  
مگر مدفن مدینے میں ملا ہے“

عظیم المرتبت ہے وہ مدینہ  
جہاں پر مرقدِ خیر الوریٰ ﷺ ہے





## یا رسول اللہ ﷺ

کبھی تو خواب میں جلوہ دکھائیں، یا رسول اللہ ﷺ

مری سوئی ہوئی قسمت جگائیں یا رسول اللہ ﷺ

کڑی ہے دُھوپ یا حضرت! تمازت، تشنگی، حدت

ذرا اب کھل کے برسائیں، گھٹائیں، یا رسول اللہ ﷺ

ہنود و گبر و صہیونی، نصاریٰ بھی بنے دشمن

عُدو کی چیرہ دستی سے بچائیں! یا رسول اللہ ﷺ

کسووا (۱) میں، کبھی چچیدیا میں ظلم سہتے ہیں

کبھی کشمیر میں آنسو بہائیں یا رسول اللہ ﷺ

(۱) کسووا یا کسووا، یوگوسلاویہ کی شکست و ریخت کے بعد سر بیا کے قبضہ میں آ گیا۔ سر بیا کے دس سال کے مظالم کے دوران میں وہاں کے مسلمانوں کی زبردست جدوجہد آزادی کی بدولت ۱۸/ فروری ۲۰۰۸ء سے آزاد ہوا ہے۔

بوسینیا کو بھی ۱۹۹۵ء میں نیم خود مختاری مل چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اب کشمیر، فلسطین اور چیچنیا کو بھی آزادی دلائے اور اری ٹیریا، سری لنکا، منگولیا اور فلپائن کے مسلمانوں کی بھی مدد فرمائے اور انہیں آزادی سے ہمکنار کرے آمین۔

ہو برما یا فلسطین یا کہ ہو بوسینیا آقا ﷺ  
 مسلمان ہی وہاں خون میں نہائیں، یا رسول اللہ ﷺ  
 خدا کا نام پڑے کر جو نکل آئے ہیں میدان میں  
 ذرا ان بے کسوں کے کام آئیں یا رسول اللہ ﷺ  
 نہیں کھلتے مسلمانوں پہ اب رحمت کے دروازے  
 خدا کے سامنے اب بگڑ گڑائیں یا رسول اللہ ﷺ  
 پڑے ہیں گم رہی کے غار میں مدت سے یا ہادیؑ!  
 ہمیں اب آپ ہی رستہ دکھائیں، یا رسول اللہ ﷺ  
 گلے خود کاٹتے ہیں ہم مسلمانوں کے یا مولاً!  
 مسلمان پھر بھی اکثر کہلوائیں یا رسول اللہ ﷺ  
 ”بتوں سے ہم کو امیدیں، خدا سے ناامیدی ہے“ (۱)  
 خدا کو چھوڑ امریکہ کو جائیں یا رسول اللہ ﷺ

(۲) علامہ اقبالؒ کا مصرع، بہ تغیر ادنیٰ

عُدُو کے پاس جاتے ہیں بنے وہ دستگیر اُن کا  
 شریف اس پر بھی لیکن کہلوائیں یا رسول اللہ ﷺ  
 بُرے ہیں پھر بھی اکثر آپ ہی کا نام لیتے ہیں  
 حضورِ حق شفاعت کر دکھائیں یا رسول اللہ ﷺ  
 ملا ہے آپ کے لطف و کرم سے اک وطن ہم کو  
 اسے جنت کا اک گوشہ بنائیں یا رسول اللہ ﷺ  
 موڈت اور اخوت کے کھلائیں پھول ہم ہر جا  
 محبت کے ستارے جگمگائیں یا رسول اللہ ﷺ  
 عطا ہو جائے گر لاتحزنوا (۱) کی ڈھال اے آقا ﷺ  
 تو ہرگز خوف باطل سے نہ کھائیں یا رسول اللہ ﷺ  
 ملے اسلاف کے سوزِ دُروں سے گر ہمیں حصہ  
 مسلمان بچلیوں میں مسکرائیں یا رسول اللہ ﷺ  
 وہ مشرق ہو کہ مغرب کا کوئی میدان ہو مولا ﷺ  
 مسلمان ہر جگہ پہ فتح پائیں یا رسول اللہ ﷺ

(۳) وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزِنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ۔

”اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے۔“ (آل عمران، ۱۳۹)

بنا ہے ایٹمی قوت، یہ پاکستان کا خطہ  
مگر ہم ہیں کہ پھر بھی تھر تھرائیں یا رسول اللہ ﷺ

نہ دنیا میں کوئی ساتھی، نہ محشر میں کوئی حامی!  
خدارا ہر جگہ پہ کام آئیں یا رسول اللہ ﷺ

اگر اپنی ثناء خوانی کا بخشا ہے شرف، آقا ﷺ  
مجھے اک بار پھر طیبہ بلائیں، یا رسول اللہ ﷺ

عطا ہو چادرِ رحمت مجھے بھی از رہِ بخشش  
مجھے پھر خواب میں صورت دکھائیں! یا رسول اللہ ﷺ

یہی ہے آخری خواہش، مروں میں آپ کے در پر  
مجھے نارِ جہنم سے بچائیں! یا رسول اللہ ﷺ

مرے بدرِ مبیں، اے رحمت للعالمین شاہا!  
مجھے دامانِ رحمت میں چھپائیں یا رسول اللہ ﷺ



## ہدیہ تبریک

سعید بدر کی حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واپسی پر

درِ حرم پہ جھکے جو وہ سرفراز ہوئے  
رکھی کلاہ زر افشاں سرِ نیاز پہ کج

جمال و حسن کا عالم نہ پوچھ وقتِ طواف  
فرشتے دیکھتے تھے مومنین کی سج دھج

حرم کے گرد اک احرام میں تھا ہر مومن  
کوئی غلام ، کوئی بادشاہ ، کوئی حج

اگست پندرہ انیس سو چھیاسی سن  
کیا بفضل الہی سعید بدر نے حج

خلوصِ قلب سے احباب دیں مبارکباد  
ریاضِ دل میں گل افشاں مدام بادِ مراد

سعید بدر ! مبارک ! تجھے شرف حج کا  
 ہوئی زیارتِ شہرِ حبیبؐ تجھ کو نصیب

جہاں کی خاک بصیرت کی آنکھ کا سرمہ  
 دوا ہر ایک مرض کی ہوئے کوئے حبیبؐ

جہاں سے ملتا ہے دنیا کو درسِ حسنِ عمل  
 جہاں سے سیکھی ہے اربابِ علم نے تہذیب

نبیؐ کے در کی زیارت تجھے نصیب ہوئی  
 یہ دو جہان کی دولت تجھے نصیب ہوئی

(مخلص: اصغر حسین خاں نظیر لودھیانوی)

۱۹/ ستمبر ۱۹۸۶ء

## محترم سعید بدر کی نذر

خدا کے گھر کی زیارت کمالِ صدق و یقین  
 خدا کے گھر کی زیارت دلیلِ عشقِ رسولؐ  
 خدا نے تجھ کو عطا کی سعادتِ دارین  
 ہمارا ہدیہ تبریک کر اے بدر! قبول

پروفیسر محمد شریف بقا (لندن)

بہ صد خلوص و نیاز

بخدمت اقدس مسلم الاحترام محمد سعید احمد بدر صاحب

حَرَسَهُ اللهُ تَعَالَى عَنْ اَفَاتِ الدُّهُورِ !

اے مکرم بدر صاحب اجتہاداتی زنیف (۱)  
 واہ! تیری آئینہ سیمائی و طبع نظیف! (۲)  
 کیسی چیدہ اور پسندیدہ ہے تیری خو بو  
 ہے یگانوں اور بیگانوں کو تو یکساں عطیف  
 ہے ذمائم کے خس و خاشاک سے تو پاک صاف  
 مثل خنداں گل ہے تیری خاطر عاطر لطیف  
 جان و دل کی تازگی ہے تیرا حسن ابتسام!  
 واہ! تیری دید و رویت محترم فاضل ظریف!  
 اے مکرم واہ تیرے قد و قامت کی بہار  
 ہو گلستاں میں کہ جیسے سرو کا نخل رفیف (۳)

(۱) زنیف: پھرتیلا۔ جلدی کرنے والا۔

(۲) عطیف: مہربان۔ ملطف۔

رفیف: شاداب۔ تروتازہ۔ ہرا بھرا۔



تیرے خلقِ عاظر و خندہ جبینی سے مدام  
 تجھ سے ہوتا ہے نہایت خوش تراہراکِ رصیف (۱)  
 آدمیت کو ہے تیری ذات بابرکت حمیم  
 جذب بہبودی انساں ہے تیرے دل میں لفیف (۲)  
 اے مکرم خوش رہے تو اور تیرا خاندان  
 لطف حق سے ہونہ ہرگز کوئی غمناک واسیف (۳)  
 تحفہ بے چین نعتِ مصطفیٰ خیر الانام !!  
 از کرم مقبول فرما ! محترم مردِ حنیف (۴)

محمد حسین بیچین رچیورسی (بدایونی)

آئی ۲۷ وحدت کالونی لاہور

مورخہ ۳/ نومبر ۱۹۸۸ء

(۱) رصیف: کام میں ہمسر۔ رفیق۔ مصاحب۔ ساتھی۔

(۲) لفیف: لپٹا ہوا۔ پیچیدہ۔

(۳) اسیف: آزرده۔ رنجیدہ۔ مضطرب ملول۔

(۴) حنیف: دین کا راست باز۔ باطل سے مڑ کر حق کی طرف راجع۔ ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام پر قائم ہونے والا۔

## عرضِ تمنا

سعید بدر وہ فرہاد ہے جو تیشہِ قلم سے ادب کے کوہِ بے ستوں کو کاٹ رہا ہے۔  
اُسے نہ شہرت کی تمنا ہے نہ زر و مال کی پرواہ۔ اس کا مقصد تو پتھروں سے جوئے شیر بہا  
لانا اور پڑھنے والوں کو میراب کرنا ہے۔ اس عمل میں کامیابی دیر سے حاصل ہوتی ہے  
لیکن سعید بدر تو جہدِ مسلسل میں یقین رکھتا اور ہمہ تن مصروف رہتا ہے۔ وہ خود کام کرتا  
ہے اور دوسروں کو راستہ دکھاتا ہے۔ اس کی تحسین خمیرہ مروارید جو اہر دار کی طرح ذہن  
اور قلب کو تسکین پہنچاتی ہے اور کسی نئے منصوبے پر کام کرنے پر اُکساتی ہے۔  
آپ سے کیا پردہ؟ میں نے اپنے کئی ادبی کام سعید بدر کے مشورے سے پایہ  
تکمیل تک پہنچائے ہیں۔

ڈاکٹر انور سعید

## ممتاز مصنف پروفیسر احسان الحق چیمہ کا مکتوب گرامی

برادر محترم سعید بدر صاحب

السلام علیکم! میرے کالم اور مضامین کو آپ روزنامہ صحافت میں شائع کر رہے ہیں۔ اس کے لئے آپ کا اور محترمی خوشنود صاحب کا مشکور و ممنون ہوں۔ آج میں نے حضرت عبدالقادر جیلانی کے والدین کی شادی کی کہانی لکھ کر آپ کو ارسال کی ہے اور اس میں حضرت پیر پیران کے کچھ اقوال بھی درج کئے ہیں۔ یہ کہانی میں نے کل شام کو تحریر کر لی تھی اور رات کو مجھے اس بارے میں بہت ہی خوبصورت بشارت دی گئی۔ وہ یوں کہ میں آپ کے پاس بیٹھا ہوں اور آپ کو سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اوراق دیتا جاتا ہوں اور آپ ان اوراق کے مختلف حصے پکڑتے جا رہے ہیں اور انہیں منضبط بھی کرتے جا رہے ہیں۔ بڑی تیزی اور بالکل مشینی انداز سے آپ یہ کام کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ کافی دیر جاری رہتا ہے حتیٰ کہ میری آنکھ کھل جاتی ہے اس وقت رات کے دو بجے سے ذرا اوپر ٹائم ہے اور میں تہجد کے لئے وضو کرنے غسل خانے میں گھس جاتا ہوں۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بجنا شروع ہو جاتی ہے اور جب میں غسل خانے سے نکل کر فون اٹھاتا ہوں تو فون بند ہو چکا ہوتا ہے۔ لیکن پھر دوبارہ فون بجتا ہے۔ فون سنتا ہوں اور یہ ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب ہیں جو اپنے بیٹے کے لئے دعا کے لئے کہتے ہیں۔ کہہ رہے تھے کہ چونکہ آپ تہجد کے لئے اٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ لہذا میں نے اس ٹائم آپ کو فون کرنے کا سوچا۔

یہ بشارت جو میں نے آپ کو سنائی ہے یہ دوسری دفعہ ہوئی ہے۔ آپ جب بھی دین کے حوالے سے کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہو کر مجھے بشارت دیتا

ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب آپ نے اپنے رسالے ”مخزن اقبال“ کا تبلیغی جماعت نمبر نکالا تھا، اس وقت بھی مجھے بشارت ہوئی تھی وہ یوں تھی کہ خواب میں، میں نے کچھ رسالے بنڈل کی صورت میں اٹھائے ہوئے ہیں اور ایک آواز آتی ہے ”کہ یہ رسالے سعید بدر نے شائع کئے ہیں اور ان میں جن اصحاب کا تذکرہ ہے ان کا ذکر علیین کے دفتر میں ہے۔ اتنے میں دونو جوان میرے پاس آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ رسالہ کہاں سے ہمیں دستیاب ہو سکتا ہے۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ بازار سے ٹرائی کر لیں۔ ورنہ پھر سعید بدر صاحب کے پاس چلے جائیں۔ شاید ایک آدھ کاپی آپ کو مل جائے۔“ اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے اور وہ میری تہجد کی نماز کا وقت تھا اور میں اٹھ کر نماز پڑھنے لگتا ہوں۔

فجر کی نماز کے بعد میں قاری صاحب سے ”علیین“ کے بارے میں پوچھتا ہوں تو وہ بتاتے ہیں کہ یہ تیسویں پارے کی سورۃ المطففین کی آیات ہیں۔ میں گھر آ کر قرآن کھولتا ہوں اور اس میں یہ ان آیات کا ترجمہ لکھا ہوا ملتا ہے۔

”ہرگز نہیں، بے شک نیک آدمیوں کا نامہ اعمال بلند پایہ لوگوں کے

دفتر (علیین) میں ہے اور تمہیں کیا خبر کہ کیا ہے وہ بلند پایہ دفتر؟ ایک

لکھی ہوئی کتاب، جس کی نگہداشت مقرب فرشتے کرتے ہیں۔“

آج کی بشارت بھی آپ کیلئے خوش کن ہوگی۔ یہ آپ کی خلوص نیت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی قلمی خدمت کا صلہ ہے، اللہ آپ کو اس کام کی اور زیادہ توفیق دے۔

دعا گو!

احسان الحق چیمہ

231- کے بلاک۔ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی۔ لاہور

## ہنگامِ نعت

(سعید بدر کے لئے ایک نظم)

میسر آتا ہے جب اسے لمحہِ حضوری  
 بھڑکنے لگتی ہے آتشِ شوق  
 بڑھتی جاتی ہے نا صبری  
 اترنے لگتے ہیں بند آنکھوں پہ سبز گنبد کے  
 کیف آگیاں حسین منظر  
 وہیں کہیں  
 پاک جالیوں کے قرین

وہ لفظوں کی جمع پونجی ٹٹولتا ہے  
 تو جو بھی لفظ اس کی بے نوائی کی لاج رکھ لیں  
 انہی کو وہ نعت کی ردا میں لپیٹتا ہے  
 بصد ادب بارگاہِ اقدس میں پیش کرتا  
 قبولیت کی سند بھی پاتا  
 سعادتیں بھی سمیٹتا ہے.....!

اسرارِ عظمیٰ



صاحبزادہ حضرت محمد سعید احمد بدر قادری المعروف بہ سعید بدر کا شمار وطن عزیز کے اُن بڑے سکھ  
 بند اہل قلم میں ہوتا ہے جنہوں نے دو نسلوں کی علمی، ادبی، مذہبی آبیاری کی ہے۔ انہوں نے اپنی  
 زندگی کا آغاز سرکاری ملازمت سے کیا۔ دوران ملازمت انہوں نے صحافت، ادب کو اوڑھنا  
 بچھونا بنائے رکھا۔ انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ بیک وقت بے مثال صحافی، عظیم شاعر، ممتاز  
 ادیب، قابل فخر نعت گو، سماجی شخصیت اور علم پرور انسان ہیں۔ نثر لکھتے ہیں تو خوب لکھتے ہیں۔  
 سمندر کو کوزے میں بند کر دیتے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں نعت مبارک لکھتے  
 ہیں تو ان کے جسم کا رُواں رُواں نبی کریم ﷺ کی یاد میں نم ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں  
 کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ 14 صدیوں میں ہزاروں نہیں لاکھوں کروڑوں نعتیں لکھی گئیں۔  
 لیکن نعت کی دنیا میں جو مقام کعب، حسان، بوسیر، جامی، قدسی، مولانا رومی، حافظ شیرازی،  
 امیر مینائی، ماہر القادری، حفیظ تائب نے حاصل کیا وہ انہی کا حصہ ہے لیکن حضرت سعید بدر کا  
 خلوص، جذبہ، لگن، مہارت اور عشق انہیں مذکورہ بالا پیش روؤں کا نعم البدل ثابت کرتے ہیں۔  
 سعید بدر نے اپنی تمام نعتوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ”عرض تمنا“ کے نام سے زیر نظر کتاب شائع  
 کر دی ہے۔ ان نعتوں کی خوبی یہ ہے کہ ہر نعت کے ہر مصرعے میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کے  
 پر نور پہلوؤں میں سے کوئی نہ کوئی پہلو موجود ہوتا ہے۔ ”عرض تمنا“ کو نعتوں کا دیوان بھی کہا  
 جائے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ ہمیں اُمید ہے کہ جب سعید بدر میدان حشر میں نبی کریم ﷺ کے  
 حضور حاضر ہوں گے تو نبی کریم ﷺ ان سے پوچھیں گے کہ ”سعید“ تم میرے لیے کیا لے کر  
 آئے ہو تو وہ بقول سید امین گیلانی یہ کہیں گے۔

آقا خالی ہاتھ آتے شرم آتی تھی  
 آتے آتے نعت کا دیوان لے آیا

علامہ عبدالستار عاصم  
 مقصود احمد چغتائی

مقبول اکیڈمی، لاہور

